

فی حافظ قرانی حاجی حرمین شریفین غازی مجاہد شہید سید رحمانی اور اہل اندک
 حرمین کمالی بی ادبی کی ہی اور دس دسویں بیوی سلیم کو گوئی دلیس ڈالی ہیں تو ہم
 اب رسالہ بقصد اہم بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اوسکی جواب میں واسطی دفعہ او
 سادس کے لکھتی ہیں اور اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور ایک تمہید جواب دسکی تمہید کا
 ایک مقدمہ پر جو دفعہ اوسکی دبا و ہر کا ہی اور ایک خاتمہ پر مرتب کر نیکی اور نام اس
 خاتمہ کا صیغہ الہامس من وسوۃ الخناس رکھا اور جو دس دسویں کا اوسکی اس میں
 کچھ فرقہ دوسرے نام اسکا غیثۃ کا لکھا ہے، یہ ہے مقدمہ و خاتمہ



سکونت پذیرین بسیج رد و مقولات عشرہ
 فضل رسول خداوندی کے باہتمام
 تیار احمد فخر البطرین علیہ السلام جو کہ تحفہ شائقین کا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اتزل على عباده الكتب ولم يجعل له عوجاً وللصلوة والسلام
 على سيد المرسلين واما امر النسيان في هذا صا الشفاعة الكبرى وعلو الله
 واصحابه الذين هم اداة الطريق الاصلية ابداً معلوم بوجوده حتى كور باطن وجمال
 مہر اور مفسدین شیطان طبیعت فی بیرونہ سہرا اور ہرزہ درای شروع کسی اور اور
 درمیانی عوالم کائنات کو تفرقہ ڈالنے در میان دین اسلام کی رسایل نو پس اختیار کرنا
 کو چاہیہ کرتے ہیں اور سب اسکا یہ بھی کہ ان خفاشی مشنوں کو باطن کو نور ہدایت
 تکلیف ہوگی اور مسق و فجر کے ظلمت اوج بانی سے سرور اسلمی نہایت سچ و تاب
 در پی انضامی نور ہدایت سنی ماسکو رہا لاتی ہیں جبکہ اندک زمانہ ہی و من الناس
 من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدیکہ ولا کتب ہدایتانی عطفہ لیصل عن
 اللہ لہ فی الدنیاخ فی و نذیقہ لیم القیمہ عذاب الحق اور اس پر

بانی حافظ قرانی حاجی حرمین شریفین غازی مجاہد شہید سبیل رحمانی اور اہل اہل
 عین کمال بی ادبی کی ہی اور دس دسویں بیوی بیو بیو کو گولی دلیں ڈالی ہیں تو ہم
 بے رسالہ بقصد اہل معرفت اور نبی عن المسکر کی اسکی جواب میں واسطی دفع او
 ساؤس کے لکھتی ہیں اور اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور ایک مہتمد جواب اسکی تہدید کا
 ایک مقدمہ پر جو دفع اسکی و سادس کا ہی اور ایک خاتمہ پر مرتب کرینگے اور نام اس
 نام کا جیسا کہ اناس میں و سوسہ الخناس رکھا اور جو دس و سوسون کا اسکی اسمیں
 ہی تو دوسرا نام اسکا عشرۃ کاملہ ہی ہی محکمہ حدیث شریف عین آیہی رسول
 اسکی علیہ وسلم فرمائی عن اللہ یبعث لہ فی الاثمۃ علی راس کل ما لہ
 من الجہاد لہا دینی فقرہ معنی بی شک اللہ تعالیٰ اوٹھا کہ اگر کیا سر
 کو ہم کی ایسی شخص کو تازہ کر گیا واسطی اس امت کی دین اسکا یعنی جو ہر
 گز عین اسبب و رمونی زمانہ نبوت کی طرح طرح کے شرک اور بدعت اور کناہ کبیرہ
 وغیرہ اور وہم و شک و رواج باقی ہیں اس واسطی پر درکار حکیم حل شانہ و عظم
 ہے اپنی حکمت اور ربوبیت کی واسطی دور کرنی فساد ان خراباتیوں کی ایک مجدد و ماہ
 لا توحید اور سنت کا اور ثمانیہ الاشک اور بدعت اور نہای کا قائم کرنا ہی کہ اسکی
 باجود سی دفع اس ظلمات کا تو مہی پیر دوسرے صدے میں شیاطین الحق و اناس
 درری بدینی اور بی دینانی شروع ہوتی ہی کہ حاجت دوسرے مجدد کے پڑتی ہی
 عادت پاک پر تیر دین صدے میں اللہ تعالیٰ فی ذات جمیع الحسنات و البرکات
 یتقاسم البعدہ علیہ انام پیو ای و نیز اران اسلام حضرت سید احمد صاحب ادام اللہ
 پر کیا جب حضرت موصوف سن تیر کو پہونچی خلق اللہ کے ہدایت پر کہ اللہ تعالیٰ نے
 امت کو سعادت ازلی بر مجبول کیا تھا خود بخود متوجہ ہوئی جسقدر حضرت کی عمر پڑتی

ملکی دینی ہی ہدایت دور و دور تک پہنچتی رہی یہاں تک کہ بعد میں ہونی سبیت پر و سر شہر عہد
 الخیرین و المقربین مولانا شاہ عبد الخیر دہلوی قدس سرہ اور ارشاد اور تعلیم اوس خراب
 موصوف کے ادنیٰ ہدایت کا نور مثل آفتاب کے یکساں زور اور شور کے سچ بلا اور قلوب علیہ
 منور ہوا مسیدان اذنی ہر ایک طرف ہی رخت مفر کا بازو کی منزلوں ہی الکی اشک اور
 بدعات وغیرہ منہیات ہی کہ حسب عادت زانی کی تو گھر ہر ہی تہی تو بکر کی راہ سبیت توحید و سنت
 کی اختیار کرنی لگی اور اکثر ملکوں میں غلامی و است کو دار خراب موصوف فی سیر فرا کی لاکھوں
 آدمی آزاد راست دین محمدی کے بتاوی جنکو سپر ہے اور توفیق الہی نے ادنیٰ و مشک
 کی وہ اوس اہر چلی چنانچہ کی شریعت میں شیخ مصطفیٰ امام حنفی مدنی کے اور شیخ
 شمس سمری شافعی کے اب کی شریعت میں دوس زبان ہی ہیں اور ادنیٰ و اصطفیٰ مولانا
 مرحوم فی کتاب صراط مستقیم کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے دیکھی چنانچہ وہ ترجمہ
 کتب خانہ میں حضرت امیر الاسلام سکنا اللہ تعالیٰ دسایہ المسالین بطول بقائے موجود ہے اور
 شیخ محمد علی ہندی مدرس کی اور حافظ منوچر شیخ احمد بن ادریس کہ رئیس مغرب اور درویش
 اور شیخ بخاری مع شرح قسطلانی ازبک اور حفظ اور کہتی تھی اور عمر بن عبد الرحمن جو بحرین
 صغیرہ میں رہتے تھے اور شیخ بخاری مدرس مدینہ منورہ سبیت حاصل کرتی لگی اور شیخ
 معالی شافعی اور شیخ بقاشافعی فی اکبر تبرکہ میں دعا کروائی اور بہت سے شریعہ طریقت کے
 صدائے ہزار آبادی اوس ہی سبیت کہتی تھی تجدید سبیت کی کوئی حضرت کی مریدوں میں داخل ہو
 اور ہزار آبادی جو اطراف و جوانب کی تہذیبات حرمین شریف ہونی تھی نعمت بیدار ہو
 سر قرار ہوئی اور اسماعیل خجندہ اور حدیدہ اور فتح صدائے یونانی تہذیب کی کہ سبیت حاصل
 اور کابل اور قندھار میں بلا واسطہ حضرت ہی اور حضرت کی خلیفوں کے ہاتھ ہی جیسی بادشاہ کا شہر
 اور روسی بخارا اور مغلظ آبادی اور چورنگ ملکوں میں مثل دہاکا اور نکال اور

آشام اور پھال میں اسطیج صدہ اور ہزار ہا بلکہ لاکھ ہا اور گروہ ایمان دار شرف بعیت حاصل
 کرتی تھی سید امیر حمزہ جو برہما کے ملک میں سے قسم قسم کا سونا جو وہاں پیدا ہوتا ہے ٹکٹہ بڑ
 لاتی تھے اور چمک ٹکٹہ کے صفہ ہارانی کی لٹی لٹیا کرتی تھی جب حضرت سی سال
 سفر حج کی ٹکٹہ میں ملاقات ہوئی اور اپنی حال میں عجیب تغیر صحبت سی پایا تب بعیت
 کی اور خلافت اور اجازت بعیت کی کی حاصل کیے کتاب شرط المستقیم لکھوا
 اور اپنی ملک کو لگی ڈار ہی سید امیر حمزہ کے ذہن نہ تھی گرہ لگانی رہتی تھے اس
 کتاب البحر دفنی پروردانی تھی اور ہزاروں خلیفہ جانشین مقرر ہوئے کہ اس
 ایک سلسلہ بعیت اور ارشاد و تلقین جاری ہے اور وہ لوگ جو نماز روزہ نہی ہزار اور
 ہنگام بوزی کا روزہ بزرگ کہتی ہے شہاب اور تاروی اوکئی بدن کا خمیر سوزا تھا بڑھا
 بکتی تھی کہ نماز حکم کیسی کا نہیں اور نہ روزہ آئین کو نسل کی زکوۃ و حج کا پھر کیا ذکر ہے
 سب در در رشوت و زنا اور ہر دم آزادی اور سود خواری میں مشغول رہتی تھے اور
 مرد و عورت مثل حیوانات کی نکاح باہم ہوتی اور سینکڑوں دلدلارا اونس بدایہی اور
 صد ہا بیرون و جوان نامجنون مثل نسا کے اور شرکوں کے تھی محض حضرت کی تعلیم سے
 انہی سب گناہوں سے توبہ کر کے نکاح اور خستی کردا کی نیک و پاک متقی ہو گئی حضرت
 کی ہاتھ پر دس دس ہزار آدمی ایک ایک بار بیٹھ کر بیٹھ گئی اور بہت بہت ہنود اور انصاری
 اور ہوگی اور اہیت حضرت کی ارشاد و تلقین سے خاص مسلمان ہو گئی اور بعضی نصاریٰ
 اپنی قوم سے الگ خفیہ ایمان کا پھر ہزار اعلانی بعد حصول بعیت اور خلافت کی رہنمائی
 خلق آمد کے اختیار کے بعضوں نے وعظ و نصیحت اور ارشاد و تلقین کو عادت سے
 منہای اور بعضوں نے کتاب اور رسالہ اور ترجمہ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے جملہ
 و تحفہ عبادت اور نرسب گناہ سی بی اپنی ملک کے زمین میں بیٹھ کر کہ ہزاروں انہما

اسکے
 میں ہوں
 ہزاروں آدمی
 میں بیٹھ گئی
 ہزاروں آدمی
 میں ہوں
 ہزاروں آدمی
 میں بیٹھ گئی

قل کل بعیل علی ساطتہ واکل میسدا خلق حقہ صا اس زمانہ میں سرکردہ خیال
 و مفیل و پیوای فرقہ شیاطینیہ جامع رفعت و خروج نامقبول عدد اولاد قبول شیخ نجد
 بردانی نامقبول مسی بغض رسول مصداق اس مصرع کے مصرع برعکس نہ ہونا نام کی
 کافورہ کہ اوستی بعد گذری مدت بیس سال کی شہادت سے مولانا و اولادنا الفاضل النبیل المولود
 محمد اسماعیل محدث دہلوی قدس سرہ کی اور یہ مولانا مدوح فلقا و نہیں حضرت مجدد زمانہ
 ثالث عشر کے افضل اور اکمل تھے بمقتضا حدیث کی کہ آثار قیامت میں مرد حضرت علی اور
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ہی ہی ولعن اخر صذاکا ہذا اولھا لعن ملعون مولانا
 موصوف کے جیسی فرقہ اشاعہ نے خلقا ی ثلثہ پر شروع کے صی اور جہلا کو بھگا کر اپنی راہ
 بزرگی پیدا کرنا ہی ہر چند مولوی سراج احمد صاحب نے سراج الامان اور مولوی محمد شہر
 الدین صاحب اور مولوی قطب شاہ صاحب نے جدا جدا رسالوں میں اس کی سرکوبی کی ہے نیز
 اس حرکت سی باز نہیں آتا صحابہ و کرام اور شہید اکبر کی تمام خلق میں شہور میں
 حاجت بیان کے نہیں صغیر سن میں حافظ کلام اللہ کے ہوئے پھر غفوان سبب میں عالم
 جامع معقول اور معقول کے پھر حاجی اور زائر حرمین شریفین کے پھر مجاہد اور غازی کفار
 پھر شہید فی سبیل اللہ شہر کوں کے ہاتھ سے تارک دنیا اختیار کر نیوالی آخرت کی دنیا پر پھر
 کوئی فضیلت منجی آخرت میں اوستی باقی رہی اور یہ بدادوں کا لہذا محض بی جیاسگ دنیا افینا
 کی گہر کا کتا صرت اپنی نمود اور رموج کے لہی دربار الی دول میں کہ اکثر کفار اور فجار میں بعضی
 اللہ باوجود ثروت ظاہری کی کچھ دولت باطنی نمایاں کیے ہیں رکبتی میں تو وہ اغنیاء
 کا د کو کار و بار موت خوری اور ظلم اور شہ اب فونسی اور نایاب دراک کار ہتھیاری اور اذ کو کار
 دین سی نہایت رخ ہوتا ہی تو لقمہ خور اذ کی دست خوان کے جیسی یہ بدادوں کا لہذا اذ کی سنے
 اچھی لوگوں کی برای اور عیب جینی کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ خوش ہو کی کچھ منفعت اور خیرت

اور یہ بیان علماء یہود اپنی سترات سے اوجھٹا کر قیاس کو تبدیل کر کے چھ
 دامن نقوش میں پردہ پوشی کر کے غنا اور فزائیر وغیرہ ادنیٰ واسطی حلال کرتے
 ہیں بعضی محرمات کو تاویل مزدودی کروا کر مباحات میں شمار کر کے ابو کو راضی
 کر دیتی ہیں چنانچہ یہی دجال بد او فی بڑو دین جاکر حکیم کاظم علیخان کی پاس کو دیا کرتی
 بسر دار کا بڑا رکن تھا اور اسکا ہم مشرب یعنی رافضی بن کر زخیر حاصل کیا اور اس طرح
 شرف الدولہ حکیم ہتھ امیر کدھنوی پاؤد اب کر بطلب اپنا کہ کہن چنار زکا تھا علی میں لایا یعنی
 کئی سو روپہ لئی یہم دونوں وصف اوسکی زبانی اوجھٹا کر لوگوں کی جو اس وقت بڑو دی اور
 مکھنوں میں موجود تھی معلوم ہوئی والعبدۃ علی النافلین اور بد انوک دینی والوں سسی سنا
 گیا والدہ تعالیٰ اعلم کہ ہمیشہ یہی اپنی والدہ کو آرزو رکھتا تھا یہاں تک کہ بدہ اس جہاں
 سسی سفر کر گئی اور اس سے ناخوش گئے غرض اللہ تعالیٰ لہ اور کوئی حافظ خیر الدین نام
 بابینا کمال مفلس اوسکی محلی میں رہتی ہیں بسبب تنگ دستی کے اوہوں نے حاکم انگریز کے
 پاس عرض دی کہ میرا مقدور چوکیداری دینی کا نہیں صاحب انگریز نے رحم رکھا اور مٹا
 کیا اس ظالم نے اور لوگوں کی غارتی بہت عرضیاں حاکم کی بیان دلو ایں کہ خیر
 الدین بابینا بہت مقدور رکھتا ہے غرض اوسکی یہ کہ جو چوکیدار ہر اُسپر رکھا جاوے اور
 اوسکو اوسکی ادکا مقدور ہوا تو اپنا گھر چھپکا تو میں مولیٰ لوگنا تو دیکھو یہ خوب
 حق ہمایا اذکیا اور دلالی عداوی صدر اکبر آباد کی مشہور ہے کہ اسی سبب قدم کے کشانی
 سسی شکار اور دکلا سے صدر کی تباہ ہوئی یعنی اکثر علموں کی اوسکی معرفت نہ
 لی تھی مراد آباد کی حاکم انگریز نے بہت تدبیر کے مقدمہ مکھلا آخر کو اسی دجال کو بلا کر اپنی
 کہ سی پر پہلا کر دم دیکر مقدمہ کو چھڑا اور مرہا تم کو بڑا کام دیت گی اور ہندو سے مکھلا
 اطلاع کرو تب ملج دینا سینی اوسنی سبب علموں کی تہمت گیری بنا کر کی بھڑکے قدم

ہاں کہ سوداگر میرا در و در و دو دو آب غور کیا پانی کریمہ شیطان اپنی واسطہ بکر سب کو رشوت
 دلوں کی پیر آپسی اس رشوت کو ظاہر کر کے سب سی بری ہو گئی مطابق اس آیت کریمہ کے مثل
 الشیطان اذ قال لا افسان الکفر فلما کفہ قال انی بری منکم انی اخاف
 ابدلہ رب العالین اور اسنی جب اذن سب کو تباہ کیا کم کوئی اسکی طرف اپنی عزت کے
 ڈری نہ گئے کہ انہا چار مصرعے قبح جو پر نور پیشہ کنندہ والی اس عقرب سیرت نے
 شہر شاہ چپان آباد میں جا کر ہر اس شغل کو بغیر شینوہ رخصت من و وطن بزرگان دین کا
 خلاف مضمون کا مذاک و مضمون نکمہ اکا بنیاد و بن کی امیرون کا دربار کا تحفہ غیر ملایا اور
 بہت سی سادہ لوحوں کو اپنی فریب کے جلال میں کہنیا غالب سے مفتی صدر الدین صاحب
 کی خدمت میں ادھی اپنی جہ و دوسری بھی ہو گئی لیکن وہ تو بڑی عاقل میں اسکو ادھی سالو
 کی ہی نسبت ہو ایمں کلام سے تو وہ کہو کر اسکی فریب میں آئی اور اسکی دسار میں پرتو کر
 مہر کر گئی ابہ ہر دن والی لوگ اگر شرح کی مسئلہ سی واقف ہوتی تو اسکی فریب میں نہ آتی
 ہنسی مقدس میں فریون ہی کہ فتویٰ مجتہد فاضل کا امام اب التوقف ہی عمل اس پر بے تحقیق
 جائز نہیں جنانچہ بروہی و غیرہ میں صریح مذکور ہے اور دلیل یہ ہے آیت بھی ان جا کو کہ مفتی
 بنیائے قنینو ان نصیبوا و اقوا ما یحبون الذین یحبون اعلیٰ ما یفعلون نادین جب قول
 مجتہد کا یہ حال ہو تو ایسا رافضی طالب بلکہ گستاخانہ کا جاہل اور شکر اقصیٰ قضا کی قرآن مجید
 کا کہ جسکی حقین علماء ائمہ ترین لی علم کفر کا دیای جسکے جہی و دوسرے کے دفع میں مذکور ہو کا
 اثبات و ایدہ ثانی تو اسکی قول کا کیونکر اعتبار ہو پھر قول اسکا جو ایسی منہوائی میں کہے
 من و وطن میں ہو سچ ہے کہ مستطاع زیادہ دشمن ہے اسکی دشمنی بلکہ ہر ایک کے اپنی ہر ایک
 پھر بھی بعضی لوگ نہیں سمجھتی حق تعالیٰ فرماتا ہی ان الشیطان اکم عدو فانخذ
 عدوا انما یدعن اخرہ لیکون من اصحاب الشیطان اب اسکی کر کے مونہ میں بردا

اور ہا کر سچی مومنوں کو سمجھایا جاتا ہے جو دنیا کی لوگوں کی نزدیک مفسدوں میں تو اسلی دنیا
 مذکورین کو اس شیطان کی دغا بی اولیٰ پیرایا تھا کہ لوگ اونی نفرت کرتے اور انکا کلام جو حق
 ہی عنہ اند اور عند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی طرف کان نہ پرین اب اوسکی مکر کے دفع
 کی لئی اوسکو کہا جاتا ہے کہ ای بی الصبیح توفی تو دہایون کا نام ہی سنایا اور حرین شہر
 سا عزمین وہ لوگ دغا بی خود موجود تھی وہان کی لوگ جسی دہایون کے اقوال اور فعل
 سی واقف تھی اور میں تو اوسکا عشرہ عشرت ہی نہیں جانتا اگر حضرت سید احمد صاحب
 اور مولوی اسماعیل صاحب اور دوسرے ہر ایون میں کچھ بوی دہایون کے خلاف شرح
 مجسید کے ہوتی تو ایسی اکابر اور مشوای حسیر میں شہر لغیر کے اور اور بزرگ عرب کے اونی
 بیعت کیوں کرتی اور خلافت اور اجازت کیوں لیتی اور عراط مستقیم کیوں عربی میں نرم
 گروا کی لیتی ای شیطان تیری تحقیق میں ذکر حکم لا حول کار کہتا ہے جو کہ عباد مخلصین اللہ تعالیٰ
 کی میں تیرا غلبہ اور برتری کا ان عباد کی لیس لک علیہم بسطان اور تیری اتباع میں
 اونی بیان و قامت عاقبت میں بلا لا النص یہ ہے کہ یہ بس سے و استغفر من استطاع
 منهم بصوتک و اجلب علیہم بخلائک و جاک و بشائرکم فی الاموال
 و الافکاد و عہدہم و ما بعدہم البشطن الاخذ و انہم اب ہم جاتی
 ہیں کہ شروع کریں دفع دہویں دوسو ہون کا اس خناس کے پر جسی اسنی پہلی دہویں دوسو
 ایک چال شیطانی بطور تمہید و سادس کے پہلایا ہے اور دس او س کو بجای دانی کی اس حال
 میں ڈالایا کہ پہلی لوگ اس حال میں ہنس کے اپنا ایمان خطر زوال میں ڈالیں تو ہم سے
 مطابق طابقی النعل بالنعل کے پہلی دفع اوف دسوں دسویں کی خود ذکر کر اور لا حول پر
 کی اوس ام شیطانی کو اوہا دین اور اوسکی مضمون کو حرف بحرف دفع کر دین تو کہتی
 ہیں ہم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعوذ باللہ من الشیطان

الحی علیہ وسلم سچی مسلمانوں **قول موسیٰ کا** جانچا ہی کہ ہندو ستائیں نہ
 سجدہ کا جو دایہ کہلاتی ہیں مولوی اسماعیل کے داف سی پہلا اور بہت لوگ نسبت واقفی
 کی ظاہر حال سے دیکھ کر اس بلا میں مبتلا ہو گئی تھی علماء اہل سنت اور جماعت کے گوشہ نشین
 سی اور یہی سبباً حاتی تحریروں اور فتووں کی عربیہ کے چار ہر ہون کی قاضی مفتی
 عالمون فی بالایح بخدیہ کی رد و ابطال میں لکھتی تھی حال اسناد علیہ کے مگر نئی کا دخلقت
 مذہب اہل سنت اور جماعت سی خوب ظاہر ہو گیا **جواب اسکا** یہ ہے موسیٰ کا کتاب
 بہت چوٹا ہی ٹوکڑ کہ لاکھوں آدمی کہ دعویٰ اسلام کا رکھتی تھی ہر دے کے میلون میں ہر ایک
 ہو کر بتوں کو جیسی چمک و فیر دیا کرتے تھے اور دوسرے اعتقاد اور اقوال اور افعال
 کفر اور شرک کی تو کیا ذکر ہے نہ شرک اصغر فقط بلکہ شرک اکبر ہے اور شرک پوشی
 اور زنا کاری اور رستوت جواری اور زنا اور زک اور شل انکی بہتیرے کے بنا جو کرتے تھے
 اس خناس کے اعداد کی دھڑ اور تفصیلات اور صحبت سی وہ سب ایک ہو گئی جیسی پہلی
 مقدمہ میں معلوم ہو چکا ہے بات تو ہمارے لاکھوں کو متاہل تھا اور دوسروں کو توار
 سی معلوم ہوا تھا اور بہت کافر مسلمان ہوئے اور راضی شستی اور صد علماء اہل سنت
 جو اسی راضی خناس کو ادنیٰ شکی کو دیکھی ہی نسبت نہیں ہو سکتی کیا ہندو ستائیں اور
 کیا ملک خسران اور ملک دہ میں اور عرب و فیر میں اپنی احوال کو نہایت دین کے
 طرف متوجہ ہو کر اس طریق میں جسکو یہ خناس برکھتای داخل ہوئی انکار اسکا مثل
 انکار برابر اور سمنہ کی توار کا ہی تو اسکو یہ خناس دیکھ کر کہنا ہی نہیں بلکہ یہی خناس
 اب لوگوں کو دیکھ دیتا ہی اور اسکو فتنہ منجید اور دایہ کا کہتا ہی ہے کیوں نہ ہو
 الملبس اور ادنیٰ اتباع کی تو کردن ٹوٹ گئی وہ کیوں نہ اسکو فتنہ کہیں گی اس خناس
 کی اور عداوت اور ارشاد اتباع سنت اور ترک شرک اور کفر اور کیا یہ ہے انوایا ہے

مثل چکاؤر اور چچو ندر کے ظلمت کفر اور کما بری اسکی راحت ہی تو کیوں نہیں آئے
 طرحی کیکیا اور یہ جو کہا کہ علمائے اہل سنت کے کوشش میں اور فتووں میں عرب کی چاروں
 مذہبوں کی علمائے بالاجماع اسماعیلیہ کے گمراہی ہے اور حال مخالفت کا مذہب حق اہل سنت
 اور جماعت میں خوب ظاہر ہو گیا جواب اسکا یہ ہے کہ وہ فتویٰ دیکھی جیسے دریافت ہوں گے
 کہ کس طرح میں ہیں اگر صحیح ہیں تو ہلو اوسنی کیا کام وہ تجدید کی رو میں ہیں
 ہوں مولانا شہید کا تو کلام موافق ملت حنیفہ صحیح سہلہ مضیٰ کی ہے کہ حضرت
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بات
 مثل آفتاب کی اونکو جو اس ملت حقہ سے از روی علم اپنے تئیں واقف ہیں روشن
 ہی اس گمراہ کی گمراہی کہنی سے کیا ہوتا ہے اور یہ جو اوسنی کہا کہ مخالف ہی مذہب حق
 اور اہل سنت اور جماعت کے سنیہ جو نہایت بفضل الہی ابھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ علین
 مذہب اہل حق اور اہل سنت اور جماعت کا ہی اصل بات تو یہ ہے ہی یہ کیوں نہ اولیا اور
 مخالف حق کے سمجھی کا مطابق من عادی لی دلیا فلیبارتہ للحب جو اولیا امد سے
 اوسنی عداوت پکڑنے اور بی ادبی شروع کی تو شراب قہر الہی اوسکی نصیب ہوے
 اوسکو بی کرست اور خراب ہوا سب جو اس اوسکی تبدل ہوے عکس میں حق و باطل میں
 اسکی منت میں ہوے ایوں کی شان میں عارف روحی فرمائی ہیں **ایمان** ارس
 قہر جو سستی ہی + نیت ہمارا صورت سستی ہی + چیت سستی بند چنم از دید چنم پانایید
 سندک گوہر شیم شیم + چیت سستی صہا تبدل شدن + چوب گز اندر نظر صندل شدن
 اسکی سستی اور خراب ہونی پر شراب قہر الہی سے یہ دوسرا قول اسکا دلیل ہے
 کہ کتاب تقویت الایمان گویا وہی کتاب التوحید الہیسمین دو عیب دانی کا اپنی لٹی
 ہی ابھی معلوم ہوکا اور یہ بدست شراب قہر الہی کا علم غیب خاصہ حضرت عالم الغیوب

کا نہیں بنانا چنانچہ دوسرے میں معلوم ہوگا تو پرہیزہ مستی اور خرابی شراب قہر الہی سے
 نہیں ہی تو کی ہے اب اس گمراہ کی گمراہی اور جہالت اویسی کی اقرار سے اسی کلام میں خود
 ظاہر ہوگئی کہ یہہ جاہل اجماع کے معنی نہیں سمجھتا اجماع جو حجت شرعی ہے وہ بلاشبہ
 ہی اتفاق سے سب مجتہدوں کی جو ایک عصر میں ہوں جیسی کتب اصول میں مذکور
 نہی اور اجتہاد تو ایک مدت سے موقوف ہو گیا ہے تو اب اجماع شرعی کہ مثبت حکم شرعی
 کو ہو وہ کیونکر ہو دی اور اگر اجماع غیر مجتہدوں کا مراد ہی تو اول تو یہہ حجت شرعی
 نہیں دوسرے یہہ کہ لادوی دیکھا دی کیونکر تمام علماء امت کا اسپر اجماع ہے تو یہہ
 محض کذاب مفتری ہے حاصل یہہ ہے کہ اجماع بول کے دوسرے ڈانٹا منظور ہی قول
موسوس کا تقویہ الایمان مولوی اسماعیل کی گویا وہی کتاب التوحید محمد بن عبد
الوہاب نجدی کی ہے اوس کتاب کی روسی مولوی اسماعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ تک
کوئی کفر اور شرک ہی نہیں بچتا حرام اور مکروہ کا کیا ذکر جواب اسکا یہہ کہ
 کہ یہہ قول اسکا باطل اور جہول ہے کیونکہ اسمین تو کئی باتیں نامعلوم چھوٹی ہیں ایک یہہ کہ
 اسمی اسمین دعوی علم غیب کا اپنی لئی کیا یہہ جو کہا کہ اوس کتاب کے روسی مولوی اسماعیل
 کی استادوں سے لیکر صحابہ تک کوئی کفر اور شرک سے نہیں بچتا تو جب تک سب مضمون
 کتاب مذکور کا اور حال سب لوگوں کا جو اس صاف میں کہ ادسنی ذکر کئی واقعہ ہیں اور لائق
 و لائق ہی ہیں معلوم ہو تو کہ کونکر قطعیہ اوکئی حال کی اس کتاب نہ کو پر دیکھا وی اور یہہ
 کم کیا جاوے کہ استماع الحکمہ میں جہل اجزاء و مافیہ الحکمہ اور ہی ہر کردہ
 لوگ بعضی انہیں ایسی ادیا اور گداری ہیں کہ خطرہ ماسوگاہ ہے اوکئی دین نہیں گذرانا
 جیسکہ ان کتابوں کی دیکھنی ہے جو احوال ادیا اور اند میں ہیں معلوم ہوتا ہے تو ان لوگوں
 پر کونکر اسمی حکم کفر اور شرک کا اس کتاب مذکور کے روسی تجویز کیا اور وہ لوگ

اس سے پہلی غائب تھی تو علم اور حکم اور اولیٰ احوال کا اسکو کینہ حاصل ہوا یہ علم تو سوا
 علام الغیوب غرض صل سیکے کیسکو تہین قل کا یعلم من فی السجوت والا در فی الغیب کا
 اللہ نفس قطعی ہے اور یہ خناس اس نفس قطعی کا منکر ہے جسکے اسکا انکار اور حکم اسکی منکر
 کا دوسرے دفع میں ہی بیان ہوگا اذ وادہ تعالیٰ اور اس نے یہ حکم کر دیا تو اس سے لازم
 آیا اسکا یہ دعویٰ کہ میگو ان سب کا علم ہی اسکی معنی یہ حکم کیا دوسرے یہ بات ہے کہ اسنی یہاں
 اپنی رفض با پاک پر پردہ میں عمل کیا اور تبرا صحابہ کی حق میں کر گیا اگر اسکو گالی دینی منظور تھے
 تو اسقدر رس تھا کہ کہتا مولوی اسمعیل اور اسکی استاد ایسی ہی تھے صحابہ کا کیا ذکر کرتا تھا
 اگر اسکو تبرا مقصود نہ تھا غایۃ معنی کی حکم میں بنا بر اختلاف مذاہب کے تو فی الحجۃ داخل
 ہوتی ہے اور موافق مذہب تحقیق کی ہے اسطوری کہ معنی کلام کے یون یون کہ مولوی
 اسمعیل کے استادوں سے لیکر یعنی با فوق صحابہ تک تو یہاں غایۃ واسطی اسقاط و ادرا
 ہوی تو موافق مذہب تحقیق کے ایسی غایۃ معنی کی حکم میں داخل ہوتی ہے جیسی موافق اور
 کعبین غسل ایدی اور ارجل میں میرے یہ بات کہ یہاں اپنی مجتہدوں کو بھی اسمیں داخل
 رکھا مثل حلی اور طوسی اور شیطان الطاق وغیرہ کے قیہ کے ادسی لیکن اولیٰ حق میں
 ضرر نہیں سمجھتا کیونکہ اسکا تو مذہب یہ ہے کہ کسی سیدہ محبت اہل بیت کی ساتھ ہنر نہیں جسکے
 کوئی حسنہ محبت صحابہ کے ساتھ مفید نہیں تو وہ جو فحاشی اسکا رفض سنا تھا اس دوسرے
 بات سے ثابت ہوا **قول موسو نسکا** وہ امور کہ شارع نے جن پر تعزیر اور تحریر کے
 اور اجر فرمائی اور کتب دینیہ میں مسجبات لکھی ہیں سیکو کفر اور شرک میں داخل کر دیا
 جواب اسکا یہ ہے کہ موسو س اول تو خاص اور افاضی دوسرے منکر نفس قطعی
 قل کا یعلم الا یہ کا جیسی الی او گاتیسرے مدعی علم غیب کا اپنی حق میں جیسی مذکور ہوا تو اسکو
 خبر کینہ کرانی جاوی ان جاء کرنا تینیا فیتینا الیہ التبرہ اس کتاب کو دیکھا جاوے تو صحیح

جہوت اسکا معلوم ہو دی پہر ہی چکو اس کتاب سی کیا علاقہ ہمارے اندر سب میں نہیں ہاری
 امام کی نہیں پر اتنا ہم کہتی ہیں کہ یہ قول اسکا سبکو کفر اور شرک میں داخل کر دیا یہ تو عقل
 صحیح سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ اس میں کذاب جہو ما ہی جیسی اور رانی بات نہیں اگر دعویٰ علم کا بلکہ
 ایمان کا ہی تو وہ سب سبکو لکھ کر پہنچ دی ہم اسکی سوا بہت مستحبات اور موجب اجر اور ثواب اور
 ترغیب اور ترغیب شارع کی نکال دیکھی کہ اوسنی اوکو کفر اور شرک نہ لکھا ہوگا بس اسکا
 اسکا اسی پر فیصلہ ہی اگر ہم سوا اور ثابت نہ کر سکیں تو یہ سچا ہم اسکی کلام کو رد کرین گی شہ
 کرین گی اور اگر ہم ثابت کر دی تو یہ ثابت ہو جاوے پہر میں ختم شرعی اور خاص سی مکرری
 بس ہی مفید ہی مستحبات معلوم مسئلہ اور حج و زکوٰۃ اور ذکر اور تلاوت قرآن اور صدقات
 اور سوا اسکی بہت مستحبات ہیں سبکو اوسنی کفر اور شرک ہرگز نہ لکھا ہوگا اور اگر لکھا ہو
 تو چکو تا دی البتہ ہنسی جگہ یہ کہ بنا کہ بعض امور کو ان میں سے کفر اور شرک میں داخل
 کر دیا تو یہ احتمال ہی پر اس صورت میں دیکھا جاوے کہ وہ سب میں مخفی ہی یا محض بعض
 میں مخفی ہی بعض میں سبب **قول موسو** سکا جب یہ سب حال ظاہر ہو گیا اور عام
 اور خاص مطلع ہو گئی چکو کہ یہ ہی عقل اور دین سی برہ تھا اوکو ہدایت ہو گئی اور راہ راست
 پر آگئی **جواب اسکا** یہ ہی کہ یہ قول اور آئی جو آتا ہی اپنی تھا خیر اور اپنے
 اتباع کے مع اور جنہوں میں سے مانتے کتاب اور سنت کی اعتقاد کیا ہی اوکی میں
 شان میں ذکر کیا تو اسکا جواب ان آیت کریمہ سی مستند ہر مومن عاقل صاحب علم
 کہ لیکھا دیم بعض الظالم علی یدہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول
 سبیلا یا ولینا لیتنی لما اتخذت فلا نا خلیلا لقد اضلنی عن
 الذکر بعد اذ جئت وکان الشیطان للانسان خذوا اگر
 یہ آیات عقیدہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل میں پر میں حیث اللفظ

والا شارع عام میں شامل ہیں ہر مصل اور مصل کو کلا فی البقا سیر تو یہاں مصل کو
تو شیطان اور وہ جو اس مصل کے کہنی سے صلاحت میں پڑ گیا اور کو انسان ظالم
فرمایا **قول موسوسکا** مگر وہ جو جہل مرکب میں گرفتار اور غار کو ناریہ پر مقدم سمجھی
اور ہونے اپنے اظہار تو یہ ابھی تک نہیں کیا ہی اگرچہ صاف صاف اس طریق پر ہو گیا
یہی علی العہم اقرار نہیں کرتے کہ یہ کچھ کہیں کہیں لگتی ہیں **جواب**
اسکا یہ ہے کہ تم تک ساتھ کتاب اور سنت کے کئی فریق ہیں ایک عباد اللہ المخلصین
اور شیطان کا تسلط نہیں ہے نہ وہاں ان عبادی لیس لک علیہم بسطان
حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ تو اس خناس کا موہنہ توڑتی ہیں اور دوسرے فریق پر تفاوت
مراتب پر ہیں بعضوں نے شیطان کا کہا مان لیا بعضوں کے دلیں تردد آگیا کہ یہی
کچھ کہیں کچھ کہتی ہو کہی پر یہ خناس جو علم معقینہ بالکتاب اور سنت کو جہل مرکب کہتا
ہے تو یہ وہی اثر مستی اور خرابی شرب قہر آہی کا ہے کہ غلط بینی اور عکس فہمی اسکی نصیب
ہے **قول موسوسکا** اور آخر کلام اکثر اسماعیلیہ کا اہل علم کے مجامع اور مجالس میں یہ
ہے کہ مولوی اسماعیل کے کلام میں افراط اور تفريط اور سواد اعظم کے مخالفت ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ معتقین کتاب اور سنت کی جو محقق ہیں اور مولوی اسماعیل
بھی ایسی ہے حتیٰ وہ محمدی ہیں اور کلام یہ خناس اسماعیلیہ کہتا ہے جو وہاں اور کلام
یہ ہے اول اور آخر کلام مولوی اسماعیل علیہ الرحمۃ کا اقتضاد اور اعتدال ہے
افراط اور تفريط میں اور موافق ہے سواد اعظم کے جو اہل سنت اور جماعت میں جیسکے
رفع و سادس خناس میں معلوم ہوگا انت و اللہ تعالیٰ اور یہ کلام کہ اس خناس نے
نقل کیا ہے دوسرے فریق کے ایک صنف ہوگی اور کلام یہ کلام ہوگا **قول موسوسکا**
مگر یہ اختلاف ایسا ہے جب کہ مسائل فقہ میں باجم علما کی ہوتا ہے **جواب اسکا یہ ہے**

کہ یہ قائلین فاسرین کلام مولوی اسماعیل علیہ الرحمہ سے کلام ادسکا علیہ الرحمہ
 جیسا کلام مجتہد نصیب کا اور ادسکا قابل کلام ایسا ہے جیسا کلام مجتہد مغلی کا یا
 غامی مغلی کا **قول** مونسو کا یہ کلام بھی سفاہت اور بد فہمی سے **جواب** اسکا
 یہ ہے کہ یہ وہی اثر مستی شراب قہر آلی کا ہے جیسا کہ شراب قہر آلی سے مراد
 کہنی تہی ان من کما امن السفراء حتی قتالی او کی جواب میں زمانہ ای آلا الفہم
 السفراء و لکن کا بیان **قول** مونسو کا مولوی اسماعیل کا اختلاف بدتر ہے مگر
 اور ظاہر یہ درافضی و خارجی کی اختلاف سے **جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ وہی اثر
 ہی کہ شراب قہر آلی اس خناس سے پی پی اور ہریان کرتا ہے جیسے کہ دفع
 و سادس اس خناس میں معلوم ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ **قول** مونسو کا کچھ
 باتیں ان بد مذہبوں کے لی ہیں کچھ اپنا جھٹلایا یہ عقاید کے چارون یا بون میں یعنی
 اہلیات و نبوت و امامت و معاد میں مولوی اسماعیل کو مخالفت بھی مذہب اہل
 سنت و جماعت سے **جواب** اسکا یہ ہے کہ فہم کلام کے لی حالت صحیحہ اور
 ہوش کے چاہی یہ خناس تو شراب قہر آلی سے بدست اور خراب ہے کہ یہ کلام
 کلام عالم ربانی کا سمجھ گیا چارون باب میں اور سب جگہ کلام ادس عالم ربانی کا مرقع
 ہی اہل سنت و جماعت کی سبکی یا سواد اعلم اور محقق کے جیسے کہ دسوں
 و سوسوں کی دفع میں معلوم ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ **قول** مونسو کا وہ جو بات
 حدیث بی محل لی آتی ہیں اور صرف اس قدر سے اوکتی بد مذہبی نہیں جاتی کیونکہ
 بیان معنی میں غلطی کرتی ہیں اور مخالف تفسیر صحیح کے کہ آیت تہی علیہ
 وسلم اور صحابہ اور تابعین سے اور برخلاف ستر حدیث کے کہ یہ وہی انبیاء علیہم
 مروی ہوا اپنی راہی فاسر سے نئی معنی بتاتی ہیں اور ظلم و معنی ہی کہ اس میں اور

او کی ترتیب و احکام وغیرہ امور ضروریہ سی کہ احکام شرع کے معرفت اور ہر
 سو قوت ہی نادانفہین یا دیدہ و دانستہ اغواۃ نفس و شیطان سے اس کی باز
 نہیں کرتے یہی او کی گراہی ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ یہ ہوسوس اول
 سطحی اور دوسرے بیدین اسکو محل اور غیر محل کے پہچان کہان عالم رہنے
 رحمہ اللہ علیہ جامع علوم عقلی اور نقلی نے جو معنی قرآن کے بیان الٰہی میں وہ صحیح
 ہیں موافق تفسیر صحیح کے جو منقول سلف اور خلف سی ہی اور اسی طرح سی
 احادیث جو اپنی محل پر ذکر فرمایا ہیں موافق شرح حدیث کی جو محققین آئمہ سلیمین
 سی مرویہ ہی اور جہان تفسیر منقول اور شرح حدیث مرویہ نہیں دہان موا
 قواعد عربیہ اور اصول حدیث اور اصول فقہ کے اور جو مجموعہ مسلسل سے
 ہی مفسرین اور محدثین سی اسکو غلط اور مخالف تفسیر اور شرح حدیث مذکورہ
 اور خلاف اصول عربیہ اور اصول فقہ اور حدیث کی اور فی سنی اپنی طرف سے
 سمجھنا وہی اثر مستی اور خرابی شراب قہر الٰہی کا ہی اگر بدست اس شراب سے
 نہ تھا تو کیوں نہیں دوچار شالین ذکر گین پیرا دسکا اگر کوئی عالم جواب دی سکتا تو اسکا
 بعد یہ ہڈیاں کیا ہوتا **قول** ہوسوس کے اندر یہ حق وہ ہی کہ سواد اعظم امت نے بہتجا
 و مراعات جملہ شرائط فہم کتاب و سنت و تحقیق ماسخ و منسوخ و راجح و مرجوح دفع
 تعارض اور تطبیق مختلفات وغیرہ ہر ایک امر ضروری کے ایک امر منقہ اور مدلل مدلل
 شرعیہ پیرا دیا **جواب اسکا یہ ہے** کہ اقوال عالم ربانی رمتہ اللہ علیہ کے ایسی
 ہیں جو امور مذہب حق کو درکار ہیں وہ مرعی گئی ہیں اور اعمال اور اخلاق اور عقاید آ
 مورس کے اکثر مخالف ہیں ان امور کے تحت کے لئی ضرور ہیں چنانچہ بعضی تو مذکور
 مقدمہ میں ہو چکی اور بعضی دفع و سادس میں اسکی مذکور ہوئی اور کچھ اور سس سے

پہلی ابتدا اللہ تعالیٰ اور دوسرے اس میں یہ کلام ہے کہ جو معنی اس نے غریب حق کے لئے
 میں اکثر اور بیشتر تو ایسی ہی مگر بعض وقت میں بنا بر مصنفات شرعی اور دینی کے کبھی
 بر خلاف اس کی غریب حق اور مدلل ہو جائی جس سے تخلیف مشہود ہے کہ جاردون مذہبون کے
 مجتہدوں نے اپنی تقدرو مسخ اور مقدور کے مراعات شرائط حقیقت کے کر کے اس
 تخلیف کو زور دیا ہے یہاں تک کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر امیر اپنی قصات
 کو مشہور کے تخلیف کا حکم کرے تو وہ قصات امیر سے کہیں کہ تو ہنگام ایسی بات کا
 حکم کر کہ اگر ہم تیری بات میں تو حضرت رب العزت کا غرض دل عصیان لازم آوے اور
 اگر نہ یائین تو تر اعیان اور اتباع جاردون مذہبون کے وہی سواد اعظم اہل سنت
 کا ہی ان اتباع کے سوا اور اہل سنت بہت کم ہیں باوجود اس کی تخلیف مشہود کے
 ایک مدت سے جس اصرار اور معارض میں مروج اور جاری ہے بحر الرائق اور بہت
 مشہور کتابوں میں فقہ حنفی کے اس مسئلہ کو مہول بجا اور مدلل لکھا ہے اور کہا ہے
 کہ جو ترکیب مشہور واجب ہے اور اس زمانی میں جس طرح متعذر ہو گیا کیونکہ مذہب کی کمال
 ہونا تو ضرور ہے اور عدالت میں اس زمانے میں حکم کبریٰ احمر اور اکثر اعظم
 کا پیدا کیا ہے زمانی میں حضرت امام اعظم کے جہاں وہ سب دمان سات ادبی لایا
 مشہدات کے کچھ تھے تو اب اس تخلیف مشہود کو قائم مقام ترکیب کے نہیں لایا اور
 یہ غریب ابن ابی شیبہ کی تو دیکھو یہاں مخالفت مراد اعظم کے ہی اور ہی حق
 اور مروج ہے نہیں تو لازم آتی ہے فقہین غریب علماء اصرار اور ادون اصرار کے اگر
 خوف قتل ہو تو سب عبارتیں کہ دون کے قتل کے جائز اگر کسی بات سے منکر ہو تو
 ہم اس کے اس وقت قتل کر دینا قول موسوس کا اور اس طریق سے ایک
 عقیدہ میں ہے جو مخالفت مرادہ خارج ہوا اہل سنت سے کی متعذر نہ ہو اگر اصرار

کوئی خارجی کوئی بندی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ وہی ہے تو جی ہی یہ سب
 اقوال اور اسکی طوطی کے طرح سے اور اسکی زبان پر مین اور مکی معنی وہ ہرگز نہیں
 سمجھتا ہے جو خود بعضی عقاید اور اسکی مخالف سواد اعظم اہل سنت کی ہیں اور
 بعضی نفس قطعی کے کہ جس سے ارتداد لازم آتا ہے جیسی دفع دس اوں میں معلوم ہوگا
 انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ یہ کس طرح اس کلام کو اپنی زبان پر لاتا نہیں سمجھتا اسی لئے
 یہ کہتا ہے آخر خداون کا لگا ہی اس سی کیا تعجب ہے اب سنو کہ اس کلام میں کیا
 منجہا ہو گیا رکب متن عیار و خطا خطا عشوا و دیاں ہی عداوت اہل اللہ کا بیان
 اسکا یہ ہے کہ فرض کیا ہے ایک شخص کہ ایک مسئلے میں مخالف اور سوسلنوں میں
 موافق ہے ایک فرقی سے اور دوسرے فرقے سی سوسلنوں میں مخالف اور
 ایک مسئلہ میں موافق اس شخص کو دوسرے فرقے سے شمار کرنا اور اول
 سی نہ گنا مخالف ہے عقل اور نقل کی اسلی کہ اقل کو اکثر کے تابع کر کے اکثر پر کل
 کا حکم کرتے ہیں عقلیات میں اور نقلیات میں اور یہ نہیں کہ اکثر کو اقل کے تابع
 کر کے اقل کو کل کا حکم دیا جاوے اسکو تو عقل اور نقل دونو ہنگار دیتی ہیں اور
 یہ خناس اکثر کو اقل کے تابع کرتا ہے اور ایسا علما و عین بہادر اور رستم وقت
 ہی کہ اکیلا عقل اور نقل دونو ہی لڑتا ہے کیونکہ شخص مذکور کو پہلی فرقے سے
 کہ تئو میں موافق اور ایک میں مخالف تھا ہی اور دوسرے فرقے میں کہ تئو میں
 مخالف اور ایک میں موافق داخل کرتا ہے تو دیکھو یہاں اقل کی اکثر کو تابع کیا اب حکم
 عقل کا سنو استغفار جو مفید ظن ہی اور سین تیس اکثر کا کر کے اقل کو اکثر کے تابع
 ہیر اگر کلی کے سب افراد پر غلطی حکم کرتے ہیں تو دیکھو یہاں اقل کو اکثر کے تابع کیا نہ
 عکس اور ایسی ہے نجوم میں وقایق اور ثوائی اور ثوالث و علم جرائی حساب میں جو کور

نصف سے کم ہوں تو اذکو چھوڑ دیتی ہیں اور جو اکثر ہوں نصف سے زیادہ کو پورا نہیں
 یا نایہ یا نالہ دہم چرا اعتبار کرتے ہیں اور یہی مثالیں میں پر وہ شاہد عقلی کے حکم کے
 فی سبب میں اور نقل میں تو مشہور دی نہایت میں پر دو ہر ایک عبادات اور ایک
 معاملات سے کفایت کرتے ہیں باب القرآن میں لکھتی ہیں فان وقف القارن
 بعقره قبل اکثر طواف العمرة بطلت عمرته فلو اتى باربعة
 اشواط لم تقبل او ربع العشر کا مسئلہ ہی جو فتنہ میں مس غلامو اگر فتنہ اکثر
 ہی تو مسکا حکم لکھتا ہی فتنہ ماحول سے جو اسکی بیج کرین تو فضل رہو اور حرام
 ہو کا بیسی ہم ماحول کے ماحول سے اور مس غالب ہو تو مسکا حکم سکا ہی حسین فضل مایہی جیسی ہم مس
 فتنہ ماحول سے مس میں یہ کہ اکثر کو قتل کیا تا ج کرتی ہیں ترجیح ہر جج ہا و ترجیح ہا و ترجیح ہا و ترجیح ہا و ترجیح ہا و
 ترجیح ہر جج کے کیونکر جائز ہو سکے اور اسکو لڑکے ہی جو سکندر نامہ پرستی ہوں ماحول سے
 سہی کی برصدا آور نہ صدر برکی دوسرے خط اسکا یہ ہے کہ حدیث مستغرق امتی لی تو
 ترمذی میں ہی اس سے تو بہتر فرق اس امت کی ہونی ہے ہو چکی پہلی ان لوگوں سے
 جنکو یہ شیخ مسجد سے بخندہ کہنا ہی جیسے کہ کتب کلامیہ میں مفصل مذکور ہیں اگر یہ لوگ
 ایک نیا فرد ہو جنکا نام اسنی بخندہ رکھا تو الیاء باحد حدیث مذکور کے کذب لازم آئی
 اب حکم اس شخص کا قتل اور قتل کے طرف ہی یہ ہے کہ اسکو اسی فرق میں شمار
 کیا جاوے جسکی ساتھ مسکون میں موافق ہی کافی مسئلہ تکلیف الشہود اور اس
 ایک مسئلہ میں جو مخالف ہی اگر مصیب یا مجتہد مطلق و لولعی تجزی الاجتہاد و ہوالحنی تو
 مدوح اور مشابہ ہے نہیں تو مذموم اور ایک کلام اس میں یہ ہے کہ جو پہلی حد کے آخر سے
 بیکر فتنہ اعتزال کا شروع ہوا اور عقاید معتزلہ کے مدون اور مستمسک ہو یہ بیان تک کہ
 الحسن اشعر سے ترجمہ علیہ نے اپنی استاد حیا ہی پرتین پہا یوں کا اغراض کے کیے

اور سکو ملزم کیا کہ دو بائع مرے ایک مطلع ایک عاصی اور ایک ضعیف تو انکا کیا حال
 ہوگا اور سنی جواب دیا آخر کو ملزم ہوا تو ابو الحسن اشعری نے مختلفات میں تطبیق
 اور تضاد کا دفع اور راجح اور مرجوح اور ماسخ اور منسوخ کی تحقیق کر کے اذکی
 شہسوں کا اور دیلون کا جواب دی دیا اور ایک امر منقہ اور مدلل مدلل بلبل شہس
 ہنیر دیا پھر ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس باب امر منقہ اور مدلل میں غور
 کی تو اگر کو بحال رکھا مگر بعض جگہ خلاف اشعری کے کیا جیسی تحقیق معنی کتب میں اور
 اثبات ایک صفت مکرمین آہون اور اسیر اتفاق کر کے کہ صد در قباچ کا حق تھا
 سی مستح ہے لیکن منصور شہس ہی یا نہیں اشعری کے کا ثانی قول ہے اور ماتریدی
 کا پہلا اور حسن اور قبح کا عقلی ہونا ماتریدی اور صوفیہ کے نزدیک جیسی معتزلہ کہتی
 ہیں اور اشعریہ شریعی کہتی ہیں اور صفات کا زاید ہونا ذات پاک پر لایین دلائل
 یہ قول دونوں کا ہی رحمۃ اللہ علیہما اس میں صوفیہ کرام مخالف دونوں ہی عینہ صفات
 کی قائل ہیں جیسی معتزلہ اور حکما اور یہ مسائل میں جہیں خلاف ہے ماتریدی کا اشعریہ
 سنی تو ہم اس موسوس کو کہتی ہیں کہ صوفیہ کرام اور حضرت ماتریدی نے عقلی ہونے
 میں حسن اور قبح کے حضرت اشعریہ ہی اور حضرت صوفیہ کرام قدس اسرار ہم
 دونوں ہی عینہ صفات میں خلاف کیا بعد ہنیر غیاثی نے ایک امر منقہ اور مدلل کے اور
 موافقت کی معتزلہ ہے تو حضرت ماتریدی اور صوفیہ کرام کو معتزلی کہو گے انبیاء
 باللہ تعالیٰ یا نہیں اگر کہتی ہو تو تم ہی بڑا بہادر اور بی باک کوئی نہیں اور اگر نہیں
 کہتی ہو تو تم ہمارا یہ قاعدہ خارج ہونی کا اہل سنت ہی اور داخل ہونا معتزلہ میں تو
 گیا تو عالم ربانی پر کیوں اعتراض کرتے ہو **قول موسوس کا اب** اور عقاید صحیحہ
 کی برخلاف پر بعد مقرر ہو سکی اس بات کے کہ یہ غریب اہل سنت کا ہی اور یہ مذہب

معتزکہ کا اور جواب دینی اہل سنت کے آیات اور احادیث صحیحہ دستاویز معتزلیہ
 کتب مبسوطہ میں بخندہ جو کوی آیت حدیث غلط فہمی معنی مراد کلام اور عدم مراعات غلط
 صرف احکام کے سبب اپنے مذہب ناحی منالفت میرج مذہب اہل سنت اور موافق
 مذہب اعتزالی پر ذکر کریں اس حرکت سی لزوم و خروج مذہب اہل سنت سی اور دخول
 مسلک معتزلہ میں جانا نہیں رہتا جواب اسکا ایہہ می کہ باوجود تلافی اس قول
 کی پہلی قول سے اسلی کہ پہلی قول میں کہا تھا کہ اگر ایک بھیدینے میں ہی اہل سنت سے
 مخالفت ہو تو وہ خارج ہو اہل سنت سی کوی معتزلی کوی رافضی کوی غابری کوی نجدی
 تو دیکھو یہاں چاروں فرقوں کو اقسام ٹھہرایا اور جو خارج ہوا اہل سنت سی اوکو
 مقسم اور اقسام انہیں قسم اور متباین ہوتی ہیں اور یہاں بخندی اور معتزلی کو ایک
 کر دیا فرق بھی رکھا کہ ایک جگہ مذہب اور دوسرے جگہ مسلک کہا اور یہہ دونوں غلط
 مطلب اور مراد میں ایک ہی ہیں موجب تلافی کے دفع کے نہیں ہو سکتی لیکن ہکو
 کہ کچھ مطلب نہیں اور نہ اسمیں اور کلام کریں کلام اسمیں ہے کہ اگر خاندان ہے
 بجا راعن کا برادر اقیقا اور اولیا کا سب علم عتیقہ در فقہیہ سند و سند
 پر و افاق اور متفق عتیقہ سم سند و حسن کی علی الخصوص علم تفسیر اور حدیث
 پر و در ہے علامہ سند تفسیر اور حدیث کی ٹی و بان جاتی تھی پر ایسی خاندان میں ایک
 خصل نہایت ذکی متقی تدک و نا کر اس پر غلبہ کے ہی حلقہ قرآن مجید عالم متبحر جامع علوم
 عقلی اور نقلی حاجی زائر حرمین شریفین پر مباد فانی پر مشرکین کے ہاتھ سے مرک
 میں اہل قتال کے راہ میں شہید آخر کلام ادب کا کلام سہ شہادہ تہن کی اور صحیح حدیث
 میں ہی من کا ان اخذ کلامہ لا اللہ الا اللہ و خل ایچند ہزاروں آدمی اور سکی
 بہت سی شہادتیں ہوئی اور ایک دوسرا شخص سے ضد اور سکی نہ خاندانی جیسی ہونا تھا

پھر غیبی سطح طالب دنیا حدیث تفسیر کی شیخ سے موافق شرائط سند کے نہیں برہین
 اور اوصاف جو پہلی شخص کے تھے سو آخر میں کی جاتی کی اور سب اوصاف یہ
 معراج خرب المثل سے خرمیسی اگر بکرو دالغ اور مسکرفصوص قطعی قرآن کا اور انہی حق
 میں مدعی علم غیب کا عاق والد مرموم اپنی کاموہی جبران پیرا و برسی راقضی نو اوسنی ہوا
 دستور فضہ کے کہ واسطی اغوا ہی ہوا ام سینوں کی بہت کیو دالغی میں حبسی تحفہ اشنا
 عشرین مذکور میں اپنی تین ایک مدت سی قیہ کر کی سنی بنایا اور مثل عبد المہدی سبا
 اپنی مرشد کے ایک وقت میں قابو پا کی اوس خاندان میں کوئی نہ پہلی شخص
 مدد و حکو گراہ اور معتزلی ہتیرایا اور رسالہ میں لکھا تو ایسی شخص دوسرے کا آیا قول
 نزدیک علما و دین دار کے سند ہی یا نہیں یقین ہی کہ جو کوئی اسکی حال سی و ا
 ہوگا اس میں کچھ تردد نہ کرے گا اور کہیگا کہ نہیں **قول موسوس کا** ہی آیت و حدیث یا
 مثل اوسکی معتزلہ دلیل لائی اور اہل سنت فی جواب دیا سازندہ بالاقوی یا تقرتہ معنی حق
 و مجازی یا تاویل یا متروک الظاہر نہ کر اب وہی حدیثین صحاح یا مثل اوس مضمون
 کی غیر صحاح ہی یا کسی کا قول یا مشبہ نقل کر کی ضیہ دشمنان اسما فیلیہ کہوں
 سنی ہونی لگی تھی دیکھو انکا رفقہ کیا رہا اور انکا ر شفاعت مرکب کیا رہا اور خلودا
 مرکب کیا رہا معتزلہ کیا کیا آیتیں و حدیثیں صحیح سند لائی بلکہ ہر مذہب کا یہی حال
 ہی مجسمہ کسی کسی آیتیں دلیل لائی یا اللہ فرق ایلا لھم لھم و جہ اللہ یکشف
 عن ساق اور احادیث صحاح ستہ کی جو اس مطلب پر لائی ہیں فی شمار میں رافضی
 بدر پر ایہ کریمہ بھیجو اللہ مالیشاء و یثبت اور صحیح بخاری کا حدیث اعلیٰ اور ابرص کے
 قصہ میں کہ لفظ بدر اوسین موجود ہی اور نہ ہون کی کتابوں کو جاتی و ذوال سنت
 کی کتابوں میں جو منقول ہیں واسطی جواب کی اوسیکو دیکھو کہ کیا حال ہی ظول کے

بخانی تفصیل نہیں کی جواب اسکا یہ ہے کہ جو تھیلہ اس امور کا اسنی کیا اس
 سی جملہ کیا کام چشم مار و سن کر یہ قول اسکا نصیب دشمنان اسماعیلیہ کیون سننی ہوئے
 مگر یہ وہی نہ بیان اور خود ہیکہ اور ہیکہ نامی ہوام اور اثر مستی شرب قہر آلی کا پی اور
 خناسی نہیں تو ایسی معتدائی دین کی حقیقت جسکا ایک ذرہ کمالات کا ہنسی پہلی اسکی مقابلہ
 میں بیان کیا ہی یہ کلمات سوادب کے کیون کہتا پر اس سی تعجب کیا ہی دفعہ اس
 سی زیادہ برمتی ہیں اور یہ بھی پر دین سابق تبرا کا ملین کے حقیقت کر کیا **قول** ہو
 سو اسکا صرف الفاظ عربیہ کا ہندی ترجمہ کرنا کافی نہیں جواب اسکا یہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ فرمائی یا اھا البنی بلغ ما ازل الیک من ربک فان لم
 تغفل فما بلغت سالۃ ربی صلی اللہ علیہ وسلم فی تبلیغ کر کی نشر یا فی تبلیغ
 الشاہد الغایب اور فرمایا بلغوا عنی تو واسطی امتثال امر کے بعض کا میں امت
 فی تو الفاظ کی تبلیغ کی اور بعضوں فی او بس تبلیغ کی ساتھ تفسیر اور شرح حدیث
 ہی کر دی کہ یہ ہے تبلیغ ہی اور استنباط ہی جو مجتہد کرتے ہیں اس میں الیا
 اور بعضوں فی تراجم قرآن اور حدیث اور عقاید اور فقیہ اور اخلاق کی ہر زبان میں
 جو زبان رائج ہتی کر دی نہ یہ سب تبلیغ ہی اور یہ سب اقسام تبلیغ کی مدت ہی اس
 امت مرحومہ کی علما میں جلی اتی ہی ہندوستان میں ہندی زبان بہت مفید ہی کیونکہ
 سب لوگ عربی فارسی نہیں سمجھتی اور اس تراجم ہندی سی ہزاروں دن و مرد عالم
 دین کی ہو گئی منصف مسلمان کو اس میں جو چاہی تو یہ بات اسکو نہایت شاق ہوئے
 اور ہر چہ بیان اسکی دل پر لگیں کہو کہ یہ تو خناس ہے اور شرک و بدعت اور مباحی کا
 در پردہ خوان ہی تو اسلی تراجم ہندی کی کوئی اعتبار کرنا ہی اور لوگوں کی دلون سی ادنیٰ
 اور کرنا ہی تو اب مسلمان لوگ اسکی بابت کی طرف کان نہ دہرین اپنا نقصان نہ کریں

کیونکہ یہ تو خاص ہی اور تقویٰ کا مخصوص اہل سنت کا دسترس اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہندی
 ترجمہ کافی نہیں جو مخصوص کے منسوخ اور مخصوص اور ماقول ہوں وہ ان کیوں نہیں
 ترجمہ کافی ہی عالم ربانی نے تو ایسا لکھا ہی اور جو کہیں کچھ خفا موافق بشریت کی
 بالیہ تفاوت اذان کی باقی رہی تو اسکو اور علماء دین دار و در کردتی میں
 ملا لیں کہ کلاہ کلاہ کلاہ عقلیہ عقاید ہی یہ تو بہت ہی چلا آتا ہے کہ
 اور پر کے لوگوں کا بیان جو بہت لوگ نہیں سمجھتی کیا قرآن وحدیث میں کیا اسکو
 کا عین کے اقوال میں تو نیچی کے لوگ اسکو بیان کر دیتی ہیں اور اسی میں ہی جو
 کچھ خفا رہ گیا تو اور دوسرے اس خفا کو دور کر دیتی ہیں دہم چرا تو یہ خفا
 صحابہ پر رخصت اعتراض کیسے کہ تمہارے تو بیان میں اس قدر خفا رہ گیا تھا کہ تابعین نے
 اسکو بیان کر دیا تو تنہا کیوں اسکو بیان کیا تھا اور یہی جو تابعین کے بیان کچھ خفا رہا تو متبع تابعین نے بیان
 کر دیا یہ خفا رخصت کیسے ہی کہ تمہارا بیان کافی نہیں تھا تنہا کیوں بیان کیا تھا نہیں سمجھا کہ اوپر لکھا کہ کلام اپنا کرتا
 اگر اس میں کچھ خفا ہو چکی ہو تو مگر دین کیونکر پہنچا اب جان لیا جا ہی کہ توت میرا اور وزن
 اعمال اور ثبوت صراط اور اسی پر مرد میں اور ثبوت عذاب القبر وغیرہ میں جو مخصوص
 وارد ہیں اور ظاہر معنی مخصوص کا جو ترجمہ ہندی فارسی اس ظاہر معنی میں کافی ہے
 وہی مراد ہی معتزلہ فی اسکا انکار کیا اور حاصل اسکی کلام کا یہی ہے کہ صرف ترجمہ
 ہندی فارسی کر دیا مخصوص کے مراد میں کافی نہیں بہت کچھ جا بھی تو وہ ہوں نے
 عقل جزوی اور اصول فلسفہ کو دخل دیکر احکام مذکور کا انکار اور مخصوص کے تاویل
 کر گئی تو اہل سنت اسکی رد میں کہتے ہیں انصوص محمولہ علی ظواہر صحت
 یعنی اسکی جو ترجمہ ہندی فارسی معنی سمجھی جاتی ہیں وہی مراد ہیں اور وہ تراجم کا
 میں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ تراجم اگر کافی ہوں تو معتزلہ پر رد اہل سنت کا عام ہوا البتہ جو

اور قسم کتاب اور سنت سوائے نفوس کے ہوا اور مخالفت ان نفوس سے تو اوکو تاویل
 کر دین کی تو اب معلوم ہوا کہ یہ کلام موسیٰ کا تائید معتزلی کی لئی ہی **قول موسیٰ** کا
 بہت کچھ درکار ہی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو نفوس کی معنی ظاہر ہوتی ہیں و
 ترجمہ کرنا کافی ہے اور اگر بہت کچھ درکار ہی تو وہ بہت کچھ عالم ربانی علیہ الرحمۃ کے پاس
 موجود تھا اسی لئی بعد ترجمہ کی شرح اور بیان کر دیا یہی یہ بھی ہی بہت کچھ کے رتبات
 ہی لیکن شعور عامی یہاں ایک بڑے مزے کی بات ہی سنا جا ہی نفوس معنی خاص
 کہ شامل اقسام خفی المعنی گو نہوں یعنی خفی اور مشکل اور بھل اور متشابہ کے مقابل
 کہ وہ قطعی ہیں اور ان اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ النفوس محصل علی
 ظواہر صحت ترجمہ دہان کافی ہو گا کیونکہ کافی تو بت ہو کہ او کی ظاہر معنی مراد
 ہوں اور وہ اپنی ظواہر پر محمول ہوں اور یہ معنی انکار کرتا ہی اور سلب کلی کہتا
 ہی تو اس مسئلہ میں اہل سنت سی خارج ہوا موافق اپنی قرار داد کی اور مسلم کے یو
 یہاں فقہ او کا جاتا رہا اور چوٹا دعوا او کی سنی ہو گیا دور ہوا مثل مشہور
 ہی در و علو را حافظہ نباشد **قول موسیٰ** کا حضور صاب الہیات اور نبوت
 میں تو اس پر قیامت کرنے میں سارا دین برہم ہو جاتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ
 کہ ان دو تو بابون میں قرآن اور سنت اگر محکم اور مختصر ہو بلکہ نفس اور ظاہر ہی تو
 ترجمہ پر قیامت کرنی سے سارا دین کیوں برہم ہو جا سکے نہ لایم ہو کہ تہوڑا پہلا
 لا الہ الا اللہ کا معنی ترجمہ کیا نہیں کوئی لایق پوجتے کے سوا اللہ تعالیٰ کی اور نہ رسول اللہ
 ترجمہ کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کا حکم ہمارے طرف بھی ہو ہی او کی ہیں پہلا دیکھو مسلمان
 سارا وہ یہ کیوں نہیں کافی ہزار ذوق لاکھوں بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ جو اس قدر کلمہ
 کی معنی سمجھ کے مسلمان ہوئے ہیں اور انہی اسلام ایمان ثابت ہو پہلا دیکھو تو یہ

کسی بات ہی تو سلب کلی اسکا دعویٰ غلط ہو! پر ہم کہتی ہیں کہ ترجمہ جو کا ہے
 نہیں تو اسکی سوا اور بہت کچھ چاہی وہ بہت یا اسکی تفصیل کافی ہے
 یا اسکی مباحث اگر تفصیل کافی ہے تو یہ مجمل یہے کافی ہوا ایمان مجمل تو حد
 اور رسالت پر کافی ہی اگر مباحث ہی تو پر مقصود اپنی نظر اہر پر محمول ہو
 دہو خلف **قول** صو صو سکا اور یہ بات ایسی ظاہری کہ مجالس الابرار اور
 ہی چوچہ یہ کام مشرب ہی اور انکا بڑا معتد ہے لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور
 اسکی رسول کے معرفت میں مجرد ظو اہر کتاب و سنت کو تمسک کرنا اصول کفر
 سی ہی **چوچہ اب اسکا پہرہ ہی** کہ یہ سطلی غبی تو کیہ کلام نہیں سمجھتا مراد
 صاحب مجالس الابرار و مسالک الایثار و مقام اہل البدع و الاشعار کی دھوکے
 ہی رفع ایجاب کلی کا نہ سلب کلی یعنی کتاب اور سنت متشابہات ہی میں جیسے
 بدوہ ساق خفوقہ بدین و غیرہ تو یہاں ہی جو ارج اللہ پاک کو ثابت کری اور رسول
 اللہ کے حق میں بشر مثلم وارد ہی تو اس جناب پاک کو اپنی مثل ہی سمجھنا ہر وجہ سے
 اور کمالات کہ وہ موجب امتیاز کی ہیں سب مخلوق سی او اس جناب مقدس کے
 او اس سے آنکہ چہا نا یا جو آیات کریمہ میں صورت عتاب ہی جیسی و کو نقول
 عَلَيْنَا نَبِئْتُ الْأَقَابِ وَلِیْ كَاخَذْنَا هُ بِالْإِیْمَانِ فَشَرَّ لِقَطْعِنَا مِنْهُ
 الْوَتِیْنِ یَا دُلُو اَشْرَاكْتَ لِحَبْطِ عَمَلَا ادر مثال اسکی اسکی حقیقت کو یہ چہا
 اور اب سمجھنا کہ جیسی ایک آدمی زبردست دوسرے کو کہتا ہی تحقیق کے راہ سے
 حالت غضب میں تو یہ اصل کفر ہی بیان حقیقت مراد ایسی کلام کے مواہب لدنیہ
 اور مدارج النبوة وغیرہ میں ہی اور یہ مراد نہیں کہ کوئی آیت کتاب کے اور کو سے
 حدیث سنت کی اگر یہ مفسر اور محکم یہے چون جیسی ان اللہ بکل شیء علیم

ان الله بما تعملون بصير يا محمد رسول الله مثل تو ادسکی مجر و ظاہر کو جو تمہیں
 پکڑی تو کا فر ہو جاتا ہی یہیہ کوئی عاقل نہ کہ کجاچہ جایی محقق مذکور اور دیکھو اسی لمی ظہر
 کتاب فرمایا۔ خصوصاً اور مفسر اور محکم اور یہ جو پورا امام کتاب مذکور کا مذکور کیا
 اور ادسکی مصنف کو ہم مشرب بخندہ اور ادسکا بڑا مستحق کہ اسباب اسکا یہیہ کہ دوسرا
 جز نام کا کہ قانع اہل البدع والاشرار ہی اسنی اپنی حق میں موجب قس کا سمجھہ کیے
 کہ یہیہ سہ آمد اہل بدع اور اشرار کا ہی چھوڑ دیا اور یہیہ جو ہم مشرب بخندہ اور یہیہ
 انکا کہا جواب اسکا یہیہ کہ بہ تو قایل ہی کہ معارض افوی میں معارض اصنف
 ساقط ہو جاتا ہی تو اس غبی کے مقابل میں ہم ایسی عالم کی طرف سی ادسکی مصنف
 کی کمال مدح ثابت کر دین گی کہ اسکو ادس عالم کے ساتھ یہیہ ہی نسبت ہنوحی و ظہر
 کو دریا سی اور یہیہ نسبت ہر کسی کو معلوم ہو سہیہ ہی سہنو کتاب مجالس الاہل
 وصالک الاخیار و مقام مع اهل البدع والاشرار فی علم
 الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرة من ابواب اسرار الشیخ
 ومن ابواب الفقه ومن ابواب السلوۃ ومن ابواب رد البدع
 والعادۃ الشیعۃ لا علم لنا من کان مصنفہ الا ما یکشف
 عندہ هذا التصنیف من تدینہ وتقدعہ وتفقیہہ فی العلوم الشرعیۃ
 ولنعم ما قیل لا تنظر الی من قال واسمع ما قال فانما یعرف الرجال
 بالحق لا الحق بالرجال والله تعالی اعلم بالصواب وعنده حسن
 الداب هذا من فوائد خاتمة المحدثین والمحدثین موکلا و موکلا
 الکل الشیخ عبد الخیزر الدہلوی قدس سرہ الخیزر رفعة
 بقریطاً علی ذلك الکتاب المستطاب اب حکما جی جایی حضرت ملک العلماء

قدس سرہ العزیز کی بات پر عمل کرے اور جسکا جی چاہی بہ اون کی لٹا کی کہنی پر
 اعتماد کری جو طالب آخرت ہو اور اس کتاب مستطاب کو دیکھی اور علم تفسیر اور
 حدیث اور عقاید اور فقہ اور اخلاق وغیرہ میں واقف ہو وہ جان لیکا کہ یہ کتاب
 خوبی میں بی نظیر ہے **قول موسوس کا** بعض متروکین فی یہ حال شکر استغنا
 کی کہ چند باتیں مولوی اسماعیل کے اس طرح کے نقل کر دیجی کہ موافق مخالف
 سی تحقیق کی جاوین ہر چند دانشمندان پر مولوی اسماعیل کے کلام سے ظاہر ہے
 کہ اول کو اصول فقہ مذہب و ملت کی نہیں ہی اور سیف الجبار وغیرہ رسائل میں
 محقق ہو چکا جواب اسکا یہ ہے **ہی** حال رسائل مذکور کا تو دیکھنی سے معلوم ہو
 پر اتنا کہا جاتا ہے کہ ملت میں اگر مراد یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو قید دین اسلام
 کی نہیں ہتی کہی مسلمان کہی یہ وہ کہی نصرانے کہی مشرک بنتی ہتی تو یہ بات قابل
 جواب کی نہیں جواب اسکا ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ ہوئے ہی اور اگر مراد ملت سی وہی
 مذہب ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کی تحقیق اکثر احوال میں
 اولیٰ اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہی کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص
 کی واسطی ضرور نہیں جسکو اللہ تعالیٰ مرتبہ تحقیق کا دی وہ کیوں تقلید کری بہر
 تقلید ایک شخص متین کی اسپر اگر کوئی اولہ شرعیہ اربعہ سے ہو تو لاؤ ذکر و تقلید
 تو واسطی بی علم کے ہی فاسد ملو اہل الذکر ان کلمات تعلیمی سید شریف
 فی شرح حکمہ العین کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ کے علیہ السلام
 والہ وسلم ایک جسمی میں وہ سادات کرام اور پیر صدقہ زکوٰۃ کا حرام ہے دوسرے
 اولاد روحی وہ علماء عظام میں اور نیز تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہی حرام ہے
 اور جو تحقیق اصل ہوئی اور تقلید ضروری یعنی وقت پہنچی مرتبہ تحقیق کی ضرورت

ثالث والامام الثاني والامام احمد رحمهم الله تعالى
 وبينهم عنا ائمة الجاهل لان ذلك المذكور لم يدر
 في غيرهم وفيه ما فيه في الحاشية قال القرافي انعقد
 الاجماع على من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء
 من غير حرج واجمع الصحابة على من استفتى ابا بكر و
 عمر اميري المؤمنين فله ان يستفتى ابا هريرة ومعاذ
 بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غير تكبر نعمت
 ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انه قد
 بطل بهذين الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون
 لا يفهم منه الاجماع الذي هو الجملة حتى يقال يلزم تعارض
 الاجماعين بل الذي يكون مختاراً عند احد ويكون الجملة
 متفقين عليه يقال اجمع المحققون على كذا اثم في كلامه
 خلل اخر وهو ان التبيين لا يدخل له في التقليد وكذا التفسير
 فان المقلدان فهم مراد الصحابي عمل والاسال عن
 مجتهد اخر فافهم وبطل بهذا قول ابن الصلاح ايضا ثم
 فيه خلل اخر اذا المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهدهم
 مثل الائمة الاربعة والكارهة امكارة وسوء ادب بل الحى
 انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية منهم
 محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهد اخر يجوز
 العمل بها الا ترى ان المتأخرين اختلفوا بتخليف السلف في اقامة

له موقع الذکبة علی ملائذہ این ابی لیلی فافضہ انتہی اس شخص
 سی معلوم ہوا کہ طعنہ زنی خصوصاً ایسی علماؤں پر عدم تعقد مذہب اور ملت کی اور
 دوسرے مظاہرین نے اسکا وہی تشہہ شراب پھر الہی کا ہی جیسی مکرر معلوم ہوا قول
 موسوسکا حب استہ عای سائل دس متولی مولوی اسماعیل کے بطور نمونہ اور
 کلام جماعت اور پیر ہدایت جملہ اور قلت فرصت میں نگہبندی گئی اس شخص نے
 سؤل جواب مرتب کر کے علماء موافق اور مخالف کی اگی پیش کیا علماء حقانی اہل
 سنت جماعت نے مہر و دستخط سی مزین کر دیا اور مخالفین سی بعضوں نے باوجود
 اقرار حقیقت جواب کے مہر کرنے میں عذر کیا مصلحت دینا دیکھا حافظ احمد علی صاحب
 فی اہل اقرار کیا کہ پہلا مسئلہ تو بالیقین موافق معتزلہ کی ہی باقی کو مینی نہیں
 دیکھا پھر جب کہا گیا کہ دیکھو اگر صحیح ہو تو مہر کبھی اور تشہہ ہو بیان کیجی جواب دیا
 کہ کسی عیب پسینی مجبسی نہیں ہونی جواب کہا گیا کہ اظہار حق اور تصحیح عقاید فاسدہ غوام
 اور ہدایت انام ہی اسپین کچھ قباحت نہیں بلکہ ضروری ایما علیہم السلام کے عیب
 چینیان اچکو گوارائیں اور اظہار حق نا گوار ہر چند اس باب میں طول و پیمائش ہو اگر
 حافظ صاحب نے فتویٰ پر مہر کر لیا تو جواب نہ یا مگر اپنی موہنہ پر ایسی مہر خموشی کی لگا
 کہ اس امر میں کچھ بخوبی جواب اسکا یہ نہی کہ حافظ صاحب نے مخالفین کی یہی
 واسطی استی اس کلام میں ادنیٰ موہنہ پر مہر لگانی پھر ای پھر یہ موسوس کہ اسکی
 دلیر اور کانوں پر اسد تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے کہ حق بات اسکی دل میں نہیں بہتی
 اور کانوں میں نہیں پہنچی تو جو حافظ صاحب نے ایسا حق اور اہل دیکھا تو اسکو
 جواب اہل فریب کا دیکھی اور اپنا مطلب بچا لگی ہر اسکی کانوں اور دل پر مہر الہی ہے کہ یہ دیکھ
 اس جواب کو سننا اور سمجھنا وہ جواب یہ دیا کہ پہلا مسئلہ تو بالیقین موافق معتزلہ

کی ہی جواب نہ دیا تو پھر پوچھا کہ یہ کہو کہ پہلا مسئلہ مخالفت اہل سنت کی ہی یا نہیں
 اسلیٰ کہ بعضی مسئلہ اہل سنت کی تو موافق معتزلہ کی ہی ہیں اس میں قباحت نہیں جیسی
 حسن اور قبح عقلی کا ہونا مثلاً نزدیک مارتیدی اور صوفیہ کرام کے اور قباحت ہوتو
 مخالفت میں ہو اہل سنت کی نہ صرف موافقت میں معتزلہ کی مگر یہ ایک سمجھ کیا کہ
 میرے مطلب کے موافق تو جواب دیدیا پر ہر کی قول موسوی صاحب یہ مرکز حقت
 شاہ احمد سعید صاحب زادیرکاتہ کی سامنی علی روس الاستہاد پیش آیا مسجد جامع
 عین ہو لوگوں فی مولوی یحیٰ الدین صاحب وغیرہ ہی پوچھا مولوی یحیٰ الدین صاحب
 فی کہا کہ ہمارا کہنا کوئی نہیں مانتا پر ہم کہیں دفع کریں لوگوں فی عرض کیا کہ آپ اگر
 معقول بات کہیں گی تو ہم کہیں نہ مانیں گی جواب دیا کہ ہمارے کہنی سے الو کا گوشت
 پہلی کہا لوب اسکا جواب ہم دین علی نہ القیاس جسفی دیکھا ایسی ہی پریشان باتیں
 کہیں واسطی اطلاع خاص و عام کے یہ باجرامع استقفا تحریر کیا گیا عبارت اویسی
 یہ ہی انتہی حکام الموسوس جواب اسکا یہ ہے کہ مولوی یحیٰ الدین صاحب نے
 جو جواب دینا اپنا الو کی گوشت کہا فی پر کہا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے اویسی کو
 دوسو سو کو شاید نہیں دیکھا یا سہری دیکھا اور غور اور تامل کیا نہیں تو باعث اوکئی
 کلام کا اسوقت دنان موجود تھا اس موسوس نے اگر الو کا گوشت نہیں کہا یا تو الو کو
 بن کیا بیان اسکا یہ ہے کہ عداوت اہل الدریکے وبال میں اسکو شراب قہر الہی پاک
 گئی تو یہ اس شراب سے بدست ہوا پر امنی عقل اور ترک کی لٹی موافق دستور شرابوں
 کی الو کی گوشت کی کباب بنائی اور اس شراب کی گرنک کری ایک تو بدست ہوا پر
 سنی الو کی گوشت کی کباب کہا کر او لو بھتا تو مولوی صاحب کو چاہی تھا کہ جواب دیدیا ہوتا پر
 نہ یا شاید دوسو سو کو نہ دیکھا یا دیکھا پر غور نظر مای داند تقانی اعلم بالصواب موسوی

کہا چند معقولی ایک شخص سے اور ایک جماعت کا کلام اور پھر علماء دین دار کے حضور میں منہ
 کئی جاتی ہیں امید ہے کہ بطیانا کبہ اکید خدا اور رسول کی کہ ہمارا حق میں اور وید شدہ کے
 کہ انھیں اس کے حق میں دار وہی بعد ملاحظہ مقولات قابل اور در جماعت کی سوال سائل
 کا جواب صاف صاف کہہ دیں انتہی جو سوال سائل کے صاف صاف جواب کہہ دیں کے
 وجہ معقول ہی تو اہل سنت اور جماعت کی سلف اور خلف سی مریخا اور موافقی تو اہل
 مقررہ انکی کے جو علوم شرع میں ہیں معقول ہی لکھنا ضرور ہوا پھر اگر اتفاق ہو تو بہتر
 بتین تو وہ موافقی سواد اعظم اور تحقیق کے ہوگا قایدہ جانا چاہی کہ جماعت جسنی
 قابل یعنی عالم ربانی علیہ الرحمہ کی اقوال رد کی اس معترض نے گناہ اپنی نفس سے کیا
 ہی پر بطور تورہ اور ابہام اور قیہ کی کہ تو معترض تو شیعی ہی جیسی مقدمہ میں اور
 اسکی کلام سی ہی سابق معلوم ہو چکا ہی اور اس شیعی کے حقیقت میں دما دما
 خناس میں چنانچہ ان ردوں کی دفعی ثابت ہو کا تو ہم ان ردوں کی بغیر ساتھ
 دما دس کے کریں گی اور انکی جوابوں کی بغیر میں دفع دما دس کا کہیں گے مقصد
 و سوسہ یہ قول اسکا پہلا مقولہ قابل کا شرک بخشنا نہ جاوے گا جو اسکی سزا
 ہی مقرر ملی گی پھر اگر برلی درجیکہ شرک ہی کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہی تو اسکی سزا
 یہی ہی کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا اور جو اس سے ذری درجی کے شرک میں انکی سزا
 جو اللہ تعالیٰ کے مان مقرر ہی ہو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں انکی جو کچھ سزا ہیں
 کی مان مقرر ہیں جو اللہ کے مرضی پر ہیں چاہی دیوی چاہی معاف کریں انتہی جماعت بے
 کہا کہ یہ جو اس میں گناہ کو تین قسم ہے یا ایک شرک کہ کفر اسکی سزا ہمیشہ دوزخ و دوزخ
 غیر کفر اسکی سزا مقرر ہی اور دونوں غیر مشغور تیسری کی سزا اللہ کے مرضی پر ہو یہ بات
 مخالف ہی اہل سنت کی مذہب سی کہ سوای کفر کی ساری گناہ قابل بخشش کے ہیں انتہی

دفع انس و سوتسی کا یہ ہے کہ اس پر کبریا میں ان اللہ کا لایقہ ہے
 لیکن یہ دلیقہ مادہ دونوں کے لئے لیساء لفظ ان شرک بہ میں تین احتمال ہیں
 ایک یہ کہ مراد اس لفظ سی بطریق مجاز کی مطلق کفری شرک اگر ہو یا اور قسم کا کفریہ
 کفر انکار کرنے سے حضرت جہانگیر کی عز و میل شلا تو سب کناہ سوا کفر کی کبریا یا صغیری
 یہاں مکت کہ شرک اصغر بھی نیچی یقیناً دونوں ذلک کی داخل ہی دوسرے احتمال یہ کہ شرک
 اگر مراد ہی بالخصوص یعنی شرک اصغر اس لفظ سی نکال دیا جائے بطریق تخصیص عام کے تو
 یہی شرک اصغر اور دوسرے کبریا اور صغیر کے داخل رہی نیچی مغفرت کی پہرہ
 ہو بمعنی نیچی اور کمتر کی ہو کا تو کفر جو سوا شرک اگر کے ہو اس آیت میں اس سے تفرص
 ہوا نہ عدم مغفرت کر کی نہ مغفرت کر کی اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں اس کفر کا حکم
 اور لغو جس سے معلوم ہی اور ہو مادہ نہ یعنی غیر اور سو کی ہو تو کفر بھی داخل نیچی
 یقیناً کے رہا تو تخصیص کفر کے لفظ عام مادہ نہ سی کرنے ضرور ہوگی تو مخصوص اس کے
 اور لغو جس میں یہ دو احتمال منشاء اعتراض کا عالم ربانی پر ہی تیسرا احتمال یہ کہ
 مراد اس سے مطلق شرک ہے اگر ہو یا اصغر اور لفظ مادہ نہ بمعنی تحت ضد فوق کے
 یعنی کمر تو معنی یہ ہیں کہ امد نہیں بخشتا کسی شرک کو اگر ہو یا اصغر اور خشتا ہے
 او سکو جو نیچی اور کمتر ہو شرک سے تو انس احتمال میں ہی اور قسم کفر کا جو سوا شرک
 اگر کے ہو تفرص ہوا اور ہی لغو جس سے اس کا حکم معلوم ہو کا یہ احتیاج تخصیص کے ہی ہو
 تو سب صغیر اور کبریا ہو ائی شرک اصغر کے نیچی مادہ نہ ذلک کے داخل رہی اور
 کفر جو شرک اگر ہو اور شرک اصغر ان شرک بہ میں داخل رہی اور ہی مراد عالم ربانی کی ہے
 اور ظاہر یہ نظر تو اعدا پر اور اصول فقہ کی باقی احتمال ثابت ہو ماسی لیساء اعلم تو اول دو احتمال
 پہلوں کو دلیل سے نکال دیتی ہیں اور احتمال ثالث کو ثابت کرتے ہیں

اور کہتی ہیں کہ پہلا احتمال مجاز ہی کیونکہ فقط شرک کا تو مطلق کفر کی لڑی جو منوع ہے
 اور شرع مجاز کیسے یہہ ہی کہ قرینہ صارفہ حقیقت سی پایا جاوے اور یہاں قرینہ صارفہ
 موجود نہیں کیونکہ شرک کی تو یہاں معنی مراد ہو سکتی ہیں جیسی کہ الکی معلوم ہوگا انش
 اسد تعالیٰ تو معلوم ہوا کہ جو خیالی یا اور کسی کتاب میں معنی ان بشرک کی ان کی قرینہ
 الہی ہیں سو تحقیق کی خلاف ہیں اور درجہ اعتبار سے سابقہ اسلی کہ قرینہ صارفہ اور الکی
 معنی منوع ہے سی اس میں نہیں ہے اور وہ جو خیالی میں دلیل کی ہے کہ بغیر کفر کی ساتھ
 شرک کی کری اسلی کہ کفر عرب کا شرک ہوا تو اول تو مجاز ثابت کر لو بھی تحقیق شر
 کی وجہ بیان کرو اور یہی کہتی ہیں کہ اگر مراد یہہ ہی کہ کفر عرب کا مختصر شہاشم کی مراد یہہ
 منوع ہی بعضی انکار صانع کی کرتی ہیں وہاں لکن اکالہ صانع ہی میں ہی یہہ انکار صانع کا ہی
 اور بعضی بھی ہی انکار کرتی ہیں شاعر سحر مجنون کہتے ہیں بعضے بعض ہی انکار کرتی ہیں اس میں کوئی تفریق
 ہیں اور اگر مراد یہہ ہی کہ کفر او نکا شرک ہی ہوا تو یہہ موجب غماص بغیر کا نہیں ہو سکتا
 قرآن مجید تو فصاحت بلاغت میں اعجاز ہی اور عربی میں پہلا ان کی قرینہ کہتی ہے
 کیا مانع ہوا کہ کمال واضح ہوتا اپنی مراد میں اور شامل ہوتا سب افراد کفر کو تو معلوم
 ہوا جہاں کفر فرمایا ہی وہاں کفر اور جہاں شرک فرمایا وہاں شرک مراد ہے
 اور اس بطرح احتمال ثانی کہ تخصیص عام کی ہے صحیح نہیں کہ یہہ تخصیص بلا تخصیص ہے
 رنگیا احتمال ثالث ہی صحیح ہی بنظر قواعد مذکورہ کی اب بیان اسکا سنو ضربا
 ضرباً زائد ضرباً میں مثلاً تاکید ہی اس حدیث کی توبہ لول فعل کا ہی اور
 مکرہ اگر حدیث لول فعل مکرہ ہو تو تاکید اسکی ضرباً ہی کہ مکرہ ہی ہونگی اسلی کہ جہاں
 الرجل الرجل قبان فی الرجل نقضہ وعینہ کہتی ہیں اور جاء الرجل رجل الرجل نفس من
 بدو کہ تاکید کی نہیں کہتی کیونکہ تاکید تو افادہ مفاد کا ہی میں بغیر زیادہ صرح فی الکتاب

اور افادہ غیر مفاد کا تائیس ہے تاکید اور جو معرفہ مکروہ کی معاد ہوتائی غیر اولیٰ
 کی ہوتا ہی اور مخایرہ متنافی تاکید کی ہی اور حبس جگہ جو معرفہ مکروہ ہو کر معاد اور
 مکروہ سی وہی معرفہ مراد ہو تو وہ جگہ تاکید سی غیر ہوتی ہی جیسی اس قول میں حق تکلف
 کی انما الھکۃ اللہ واحد اور جیسی اس بیت طامی میں صفحتا عن بنی دھل
 وَ قُلْنَا لَیْسَ لَکُم اٰیٰتُہٗ اَنْ یَّرْجِعَ قَوْمًا الَّذِیْ کَانَ فَا اور غیر
 ان دو مثالوں کی دیکھو مکروہ اول مثال میں خبری اور دوسری مثال میں مفعول بہ
 متوقف تاکید کا نہیں اور یہی علت فعل کی حدت کلی رہی کہ وہ مدلول مکروہ کا ہی نہ حد
 خبری اسلیٰ کہ سچ مثال جاانی زید و عمر کی صدر الشریعہ فی جاانی دوسرا مطلق
 کی نئی مقدر کر کی کہا ہی کہ ضروری ہی ایہ کہ محی زید کی غیر محی عمر کی ہی علامہ تقدیر
 فی اوس پر رد کیا اور کہا کہ تقدیر جاانی دوسرے حاجت نہیں اسلیٰ کہ محی جو مستفاد
 جااتی سی ہی وہ معنی کلی ہی کہ تعلق اوسکا مقدر سی ممکن ہی لہذا علما عربیت طاع
 رکہتی ہیں اس پر کہ ایہ باب عطف مفرد سی ہی مفرد پر نہ قبیل عطف جملہ سی ہی جملہ پر
 بالحلہ حدت جو مدلول فعل کا ہی سچ معنی مکرر کی ہی اور کلی اور یہی فعل صفت
 مکرر کی ذاتع ہوتا ہی نہ صفت معرفتی کی رایت رجلا یرمی کہتی ہیں اور روایت
 زید یرمی نہیں کہتی توصیف سی بلکہ کہتی ہیں یرمی حال ہی زید سی نہ تحت فعل
 مکرر ہو گا نہ معرفہ اسلیٰ کہ لغت اور مشورت میں اتحاد تعریف اور تنکیر میں شرط ہے
 اور یہی مقررات آئمہ عربیہ سی کہ ان مصدر کی ساتھ فعل بمعنی مصدر کے ہوتا
 ہی جیسی العجی ان یقتل زید بمعنی قتل من زید لہذا التقدیم معمول کے مصدر پر جائز
 نہیں رکہتی جیسی تقدیم معمول ان یقتل سیکے ان یقتل پر اور اسی لئی کہ فعل
 بسبب دخول ان مصدر کی معنی میں ہوتا ہی اس ان کو مصدر یہ کہتی ہیں اور

عمل مصدر منون کا شایع اور کثرتی بجا آن مصدر معروف باللام کے کہ اوستکا عمل لیس
 ہی سبب اسکی کہ مشابہت دو نوعین لم ہو گئی کیونکہ فعل تو نکرہ ہی اور یہ معروف
 باللام محرفہ اور قرآن مجید لغت عرب فیفسخ اور بلیغ پر اور موافق محاورہ فصحا
 اور بلیغ کی مارل ہو ہی تو بنا بر قواعد مقررہ اور موسسہ کی کہا جاتا ہی کہ لغت ان لیس
 بر کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بلہ من بمعنی اشترک ابہ کی چونکہ الاشترک
 کی اور اگر کسی تفاسیر میں بجای اشترک منون کی الاشترک بمعرف باللام مذکور
 ہو تو لام زاید ہو کا یا لام استعراق کا مراد ہی اور تسلیط نفی ہی اسپر موم نفی نہ نفی
 موم مراد ہوگی بمنظران قواعد مذکورہ یکے اور کلام ہی مشتمل ہی اسلی کہ لیس کل جیکہ
 سورفع ایجاب کلی کا ہی واسلی سلب کلی کی ہی مشتمل ہی صرح بہ سید الشہ
 فی حواشیہ علی شرح الشمسیہ حیث قال فیہا فعلى هذا الیس کل
 یحتمل سلبا کلیا اور اشترک اور شرک دو نوع ہیں شرک اکبر اسکو شرک علی
 ہی کہتی ہیں اور شرک اصغر اسکو شرک خفی ہی کہتی ہیں شرک جود و نوع ہی ہر دو
 نوعون شرک ہی تعبیر ساتھ مطلق شرک کی بدون تفسید کی ساتھ اکبر اور اصغر
 قرآن مجید اور حدیث شریف میں واقع ہی کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک
 بلہ شرک اکبر میں اور کریمہ ولا یشرک بعبادۃ و بہ احد اشترک اصغر میں کہ عمل عبادت
 میں ریائی مارل ہو ہی کما اتفق علیہ المقاسید اور جوان لیس شرک ہر بمعنی
 اشترک ابہ کہ مفعول بلا یغفر کا دفع ہی نوکرہ سیاق نفی میں واقع ہو جیسکے
 ضرب زید احد امین اور جیسکے اس کریمہ میں ان اللہ لا یستحی ان یضرب
 مثلا اسی لا یستحی ضرب مثل ای مثل کان اور جیسکے اس آیت کریمہ میں و
 ما کان للبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الا یہ یعنی

کسی آدمی کی حد نہیں کہ اوس سے کلام کری اور اشاری سے یا بریکی پہنچی الخ
 اور جیسی اس آیت میں اولئک ما کان لہم ایدیا خلوہا الا خانیفا
 جمع افراد دخول کیے مراد ہیں بریل استثنا اور جیسی اس کریمہ میں لا جنہام علیکم
 ان یتنبغوا فضلا من ربکم سب افراد ابتغاکل ظاہر مراد ہیں و اللہ تعالیٰ
 اعلم اور قواعد مقررہ عربیہ اور اصول فقہ سی ہی کہ مکڑہ سیاق نفی میں مفید تشریح
 کا ہی خواہ اسم مکڑہ ہو جیسی باجائی احد خواہ فعل جیسی لا اکل اول میں فرد مشترک
 کی نفی ہی کہ مدلول اسم مکڑہ کا ہی دوسرے میں نفی ہائیت سی کہ مدلول فعل کا ہی نفی
 جمیع افراد کی ہو جاتی ہی ہی استغراق ہی تو مدلول صریح اور ظاہر نص مذکور کا
 یہی کہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشا کسی نوع شرک اور کسی فرد شرک کو جلی ہو یا خفی او
 بخشا ہی وہ جو بخفی اور کمتر شرک سی ہو اور دون بعضی تحت ضد فوق کیے اور
 بمعنی غیر کیے ہی اور دون معنوں سی تفسیر صحیح ہی پر اور تقدیر بمعنی غیر کیے
 احتیاج بربکی طرف تخصیص کر دینی اور نکال دینی اوس کفر کے جو سوا شرک کی ہی
 اور دون سی یعنی وہ مخصوص جیسی کافرون کا مخلص فی النار ہو یا ثابت ہی اون نصوص
 لی اس کفر کو اور دون سی نکال دیا بخلافات معنی سخت کی کہ اس تقدیر پر کفر اور دون میں
 داخل ہی نہیں تو حاجت مخصوص کی نہیں تو اسلی نہیں تفسیر اولی ہی اور عدم مغفرت
 شرک خفی کی کہ نص کتاب سی بنظر قواعد مذکورہ کی استفادہ ہوتی ہی احادیث صحیحہ
 میں اسکی تفسیر واقع ہی جیسیکہ الی اوکا انشاء اللہ تعالیٰ تو تخصیص اور اخراج کر دینا
 میں شرک خفی اور اصغر کی اور ارادہ کر نہیں شرک اکبر اور جلی کے بالخصوص کہ خلاف
 قواعد مذکورہ کی ہی نص ان اللہ لا یغفر ان یشرب الخ سی نص مخصوص قطع الی اللہ
 اور ثبوت جیسیکہ نص کتاب اللہ ہے صاحب شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام سی بردایت

صحیحہ درکار ہی اور بدو نفس مخصوص مذکورہ کی مومن بالحد و بالیوم الاخر کو جرات
 اس پر مشہور نہیں اور مورد نفس ان الله لا یغفر ان یشک بہ کا جو شرک اکبر
 ہی اور مورد نفس ولا یشک بعبادۃ ربہ احد اکا جو شرک اصغر ہی یہ
 موجب ارادہ شرک اکبر کا باخصوص کریمہ ان الله لا یغفر ان یشک بہ میں اور
 موجب ارادہ کریمہ شرک اصغر کا آیت ولا یشک بعبادۃ ربہ بعد اسی نہیں ہو
 سکتا اسلئے کہ اجماع امت کی اس قاعدہ پر یہ کہ العبادة لعموم اللفظ لا لخصوص
 الموضع اگر یہ قاعدہ ہو تو انفرامی زمانی صحابہ رضی اللہ عنہم سے انفرامی شریعت
 اسلام کا لازم آتا ہی اور وہ جو بعضی تفاسیر میں پہلی آیت کی بیان میں شرک اکبر اور
 دوسرے آیت کی بیان میں شرک اصغر بیان کر لی ہیں بدو نفی دوسرے قسم کے
 تو یہ قبیل اکتفا ہی ہے ساتھ ذکر مورد کی نہ جنس ہے شرک اصغر سے آیت اولی
 میں اور نفی شرک اکبر سے آیت ثانیہ میں نہیں تو قواعد موسرہ اتفاقیہ عربیہ اور
 شرعیہ کا ہم لازم آوے گا وہو باطل لا لاجماع لتفسیر قران القرآن میں موافق قواعد
 مذکورہ کی ایسا مذکور ہی ولا یشک جلیلاً خفیاً بعبادۃ ربہ احد اکا جو شرک
 میں موافق قواعد مذکورہ کی دو نوع قسم شرک نیکی جلی اور خفی مراد ہیں تو موافق پہلے
 قواعد مسطورہ کی اس آیت کریمہ میں ان الله لا یغفر ان یشک بہ دو نوع قسم شرک
 کی پائی کہ مراد ہوں اور بدو بیان فارق اور خلافت اصول مقرر مذکورہ کی ارادہ شرک
 جلی کا باخصوص اور اخراج شرک خفی کا تخصیص اور اخراج بلا مخصوص اور بغیر مخرج کے
 ہی تو مقبول ہو گا اور دعوی اجماع اہل سنت کا اس تخصیص پر مجمل خفایں ہی بلکہ تہ
 بلالان میں اسلئے کہ فرق درمیان مخصوص اور ناخاص کی یہی ہے کہ مخصوص میں اتصال
 زمانی کا جاسی حقیقتہ یا حاکم ہی صورت عدم معرفت کا رنج میں اور ناخاص میں عین کا آخر

کا تو جو اجماع زمانی نزول وحی میں حجت نہیں ہی حجت اور اسکی جبرائے اضافی زمانی وحی کے
 ہی بلکہ زمانی میں نزول وحی کی اجماع متعقد ہی نہیں اسلامی کہ بغیر شمول حضرت کی صلی اللہ
 علیہ وسلم اجماع ہونگی اور جب شمول حضرت کا ہو گا کہ علی اللہ علیہ والہ وسلم تو صورت
 قول حضرت کا کافی ہی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قول کے احتیاج نہیں تو یہ اجماع
 جو اوپر جو از عفویر صغیرہ اور کبرہ کی سواری شرک جلی کے ہوگی تو یہ اجماع ناہم
 عموم نفس کے ہوگی نہ مخصوص اور یہ چہرہ کے نزدیک جائز نہیں ہی تلویح میں ہی
 قال الجمہور علی انہ لا یلزمہ ولا یلزمہ بدر صغیرہ کی راجح ہی طرف
 اجماع کے اور ہر ایم میں مستخرج ہونی مستخرج کہا ہی قد ثبت اللہ بالاجماع الصحاۃ
 رضی اللہ عنہم فتح القدر میں کہا ہی لیس الباء للسیبۃ فان المخاد
 ان الا جماع لا یکتون فاسنخا پر ناسخ اور حدیث ذکر کر دی یا کہتی ہیں ہم کہ دھوکے
 اجماع اہل سنت کا اس شخص پر صحیح نہیں اسلامی کہ اگر لوین اجماع ہی کہ شرک اصغر
 بدون توہم کی جائز العفو ہی یعنی یہ اجماع شرک اصغر کی عفویر بالخصوص متعقد ہی
 بتلاؤ ثابت کر دیم دیکھیں کیونکہ ثابت کرتی ہو اور اگر لوین کہو کہ اجماع اہل سنت کے
 ہی کہ سو اکثر کی اور گناہ صغیرہ اور کبرہ سے جائز العفو میں تو اس عموم میں شرک
 اصغر ہے ایسا تو ہم کہتے ہیں کہ جائز ہی کہ یہ عام بنظر شرک اصغر کے مخصوص صغیرہ
 ہو جیسی اس ہی حقوق کفار اور حقوق دو اب اہل سنت کی یہاں مخصوص ہیں کیونکہ
 طریقہ عفو کا انکی اہل سنت کو موافق اصول شرع کے معلوم نہیں ہوتا کیونکہ طریق
 فیصلہ کا درمیان مومنین کے تو یوں مقرر ہی کہ حسنات ظالم کے مظلوم کو دیے
 باوینگی اور نہیں تو سہیات مظلوم کے ظالم پر رکھی جاوینگی اور لوین ہی ہو گا کہ
 اللہ تعالیٰ اپنی فضل سے مظلوم کو بخشے اور اسکی دلیلیں برہم ڈال دی کہ میں تو

رخصتی اللہ عنہا نہیں کہتا کہ اہل سنت سے خارج ہو یا یوں کہی کہ معتزلہ کے برابر ہو
 تو عالم ربانی جو منظر قواعد مقررہ اہل سنت کی فرماتی ہیں کہ ظاہر اور صریح اس آیت
 سی ان اللہ کا یحفظ ان لیشک بہ الایہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قسم شرک
 کی مغفرت نہیں تو کیونکر نسبت خروج کی اہل سنت سے اور نسبت دخول کی معتزلہ
 میں اور انکی طرف صحیح ہوگی تو یہ دونوں نسبتیں تو صریح حیالت اور ضلالت ہے
 جو نص کتاب اللہ سے بنظر اور بحکم قواعد معتبرہ ہو رہے اور شرعیہ کے جو موافق
 اہل سنت کی ہیں عدم مغفرت دونوں قسم شرک کی دریافت ہوئی اب عدم مغفرت
 شرک اصغر کی سنت سے سنا چاہی تو پہلی ذکر کرنی احادیث کی یہ بھی جان لیا
 چاہی کہ عدم عفو اور عدم مغفرت کو مواخذہ لازم ہے لیکن مواخذہ اور سزا انھیں
 اس میں نہیں کہ دخول ناریہ ہو بلکہ مصیبت جو پہنچتی ہے وہ سزائی عمل پر ہے
 جیسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ما اصابکم من مصیبت فمما کسبت** ایک
 و یحفظ عن کثیر تو ما کسبت میں شرک اصغر ہی داخل ہے البتہ سزائی کفر باوجود
 اور انواع سزا کی حکومت پر بھی ہوگا ایک مرتبہ چراغ بی بی عائشہ صدیقہ کا گل ہو
 گیا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک سے کہا انا لله وانا
 الیہ راجعون بی بی صاحبہ نے اسکو مصیبت بنجانے کی تعجب کیا آپ نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم فرمایا کہ جو امر مومن کو پہنچی اور وہ موجب مانوشی کا اسکو ہوئی تو وہ اسکی
 مصیبت ہے تو دیکھو جو شرک اصغر یعنی ریا جو موجب خطا عمل یا نقصان ثواب کا ہوگا
 جیسی اگلی آیت میں تو وہ موجب مانوشی مومن کا ہوگا بی شک تو یہ اسکی مصیبت ہوئے
 اور مصیبت اللہ تعالیٰ نے سزائی عمل فرمائی تو ریا پر جو شرک اصغر مواخذہ ثابت
 ہوا تو عدم مغفرت بھی اسکی نابت ہوئی اب سزا تو تفسیر مظہر ہے عین سنی اس آیت

کریم کی دلالت شرک بعبادہ درجہ احد از کوری **عن محمد بن بسیدان**
 النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اخوف ما اخاف
 علیکم الشک الا صغر قالوا یا رسول اللہ وما الشک الا ضعف
 قال الربا وراه احمد **وعن ابی ہریرۃ** رضی اللہ عنہ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الشک الا صغر قالوا وما
 الشک الا ضعف قال الیہ ان دونہ شیون شی ثابت ہوا کہ ترک امور باری
وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 اللہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشکاء عن الشک من عمل
 عملاً واشک فیہ معی غیری ترکہ وشرکہ وفی روایۃ فانما
 بری منہ صولیدی عملہ رواہ مسلم **وعن متداد بن اوس** رضی
 اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علی
 فقد اشک ومن صام بیری فقد امک ومن تصدق بیری
 فقد اشک رواہ احمد وکھو یہاں تین جگہ مرئی کو اشک مرئی بقیہ اصغر
 کی تو پہلا اس لیے کہ عین شرک اس کے یوں نہیں داخل ہوگا اس حدیث سے معلوم
 ہوا کہ نماز اور روزہ اور صدقہ دینا یا کسی شرک ہوتا ہی **وعن الشیخ** رضی
 اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوتی بوم
 الغنم یصفی من ختمہ فتصرب علیہ الی اللہ فیقول القوا ہذا
 وایلو ہذا فنقول الملئک وغرتک ما کتبنا الا ما عمل فیقول
 ہذا کان لغیر وجہی وانی لا اقبل الیوم الا ما ابغی بہ وہم
وعن شہر بن عطیہ قال یوتی بالرجل یوم القیمہ للحساب

وفي صحيفة امثال السجالات من الحسنات فيقول رب العرش
 تبارك وتعالى صليت يوم كذا اليقال صلى قل من انا الله لا اله
 الا انا الى الدين الخالص وصمت يوم كذا اليقال صام قل من
 انا الله لا اله الا انا الى الدين الخالص فما زال يهجي شي بعد
 شيء فيقول ملكاه لغير الله كنت تعمل **وعرف شداد بن**
اوس رضى قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
 ان الله تبارك وتعالى يجمع الاولين والآخرين ببقيم واحد
 ينفذ البصر وليسمعهم الداعي فيقول انا خير شريك فكل
 عمل لي في دار الدنيا كان فيه شريك فاقا اذ عله اليوم
 لشريكى ولا اقبل اليوم الا خالصا رواه الاصبهانى انتهى
 مع الاختصار طريقه محمد بن يحيى دينان جباله اليحصي رضى عن
 النبي صلى الله عليه واله وسلم انه قال ان المرأى ينادي يوم
 القيمة يا فاجر يا غادر يا كاذب يا خاسر فقل عمالك وحبط
 اجرک اذهب فخذ اجرک بمن كنت تعمل له غور حاجى کرنا که جرئت
 بید از متبن را ئی کو ہونگی حضور صابو یا کا فراو سکوکا جادو گیا تو کیا قلت اور رسول
 او سکوکا حاصل ہوگی اور کیا خوف ادسکی دل پرستولی ہوگا آیا یہی مغفرت ہی یا عقوبت
 ان حدیثوں سی معلوم ہو کہ شرک اصغر یعنی بر یا موجب حبط عمل کا ہی جیسی شرک اکبر
 اور کفر فرق اس قدر ہی کہ کفر اور شرک اکبر موجب حبط سب حسنات کا ہی اور شرک
 اصغر سبب حبط ادس عمل کا ہی جیسے وہ شرک اصغر واقع ہوا تو یہی حبط عمل کا ہی ہو
 ہوا اور ستر اتوبت سی ہی ثابت ہوا کہ شرک اصغر معفو اور مغفور ہوگا عالم ربان

لی تو نہیں فرمایا کہ شرک اصغر میں سواخذہ دخول ماری ہی ہوگا بلکہ فرمایا ہے کہ شرک
 اصغر میں تو نہ ہوا ہوگی ہر وجہ سے جو ہو جائے شرک اگر کے سزا خلود ماری اور سوا آگ
 اور یہی اگر کوئی کہی کہ دعویٰ سب واقع ہو نیوالی میں اور وعید بعضی واقع ہوگی
 حال انکہ خبر دونوں کی ایک ہی طرح ہے تو علمانی اسکی کئی جواب دیے ایک یہ کہ خلف
 وعدہ کیا ہے اور وعید کا نہیں بلکہ کرم اور فضل گنا جاتی ہے اور حدیث مستدر فرم
 انس بن مالک ہی اس مضمون میں مروی ہے عقاید جلالی میں ہی انس بن مالک سے کہ ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من وعى الله تعالى
 على عمله فابا حق من عمله ومن اوعده على عمله عقابا فافى
 بالسيار انما هي مع الاختصاص اور یہ ہی اس میں ہے کہ بھی بن معاویہ کہاہے
 کہ وعدہ حق العبد سے ومن اوفى بالوفاة من الله تعالى اور وعید حق حق سے
 ہی جایی بخشی جایی عذاب کرے لیکن توقع مغفرت کی بہت ہی اسکی کہ وہ مغفوری احیم
 ہی کرم ہی عز وجل لیکن محقق کے نزدیک یہ وہ دو وجہیں پسند نہیں کیونکہ اس میں تبدل
 قول کی ہی اور اسد تعالیٰ فرمائی مایہ دل القول ہی پر کہا کہ یہ مخصوص وعید کے
 بابت اتہام میں تو تبدل قول کی ہوگی کیونکہ تبدل قول کی اور پر تقدیر اخبار کے ہوتے
 ہی یا یہ کہ مخصوص وعید سے مراد استحقاق ہی مضمون وعید کا نہ وقوع جیسی اس
 نفس میں اشارہ ہی نکلتا ہی خبر ام صحت جملہ کلام یہ یعنی جزا اسکی یہی واقع ہو
 یا اپنی کرم ہی عفو فرما دین یا نہ کہ مراد تو ان مخصوص سے وقوع ہے نہ استحقاق فقط
 پر یہ وعید اتہام میں ساتھ ان جزوی کی یا ان لم یغفر کے مثلاً تو جائز ہی کہ احادیث
 وعید ریاکی ہی اس سے ہوں تو جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ یہ تمہوں وہیں نصب تصور
 وعید کے یہی مخصوص جاحد تنہا کی ہیں کہ نہ کہ اس میں تو قیامت کا احوال ہی ہے

ہی تو افشا کیونکر ہو سکی اور بعضی کلام کو افشا کہیں اور بعضی کو اخبار باوجود ہونی
 دونوں کلاموں کو ایک ہی لائق پر تو یہ افسح عرب اور عجم کے کلام میں نہیں کہا
 جاتا اور ایسی ہے توجہ استحقاق کے کہ واقع ہو یا مقید ہونا ساتھ شرط مذکور کے یعنی
 ان جوڑی یا ان لم یغفر کی مثلاً خصوصاً دون حدیثوں میں جنہیں لفظ انا اغنی الشکرا
 عن الشکر یا انا خیر شرکب ہی اسلامی کہ مراد استحقاق وعید کا اگر ہو اور وعید واقع
 ہو یا یہ کہ وقوع تو مراد تھا پر مشروط تھا ساتھ عدم عفو کی توجہ عفو ہوا تو شرط
 نپائی گئی تو وعید یا یکنیا تو ہم کہتی ہیں کہ یہ کہنا صحیح نہیں اسلامی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 ذات پاک کو اغنی اور خیر شرکب ہی اس عمل میں فرمایا جیسی وہ سب ماسوا سی اغنی
 اور خیری تو اگر یہ وعید واقع ہو تو وہ عمل یا کا قبول ہو تو ذات پاک پر غر و جل
 اس شرکب ہی اغنی اور خیر ہونا صادق ہوا العیاذ باللہ تعالیٰ تو معلوم ہوا کہ یہ
 صبط عمل رہا اگر توبہ ہو تو ضرور واقع ہو گا تو مغفور ہوا اور مراد عالم ربانی کی ثابت
 ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پھر اگر کوئی کہی کہ احادیث مذکورہ سے تو عدم مغفرت
 ایک شرک اصغر کے جو رہا ہی ثابت ہوئی شرک اصغر کے تو اور بھی اقسام میں او کی
 مغفرت کا ہونا ان حدیثوں میں ثابت ہوا تو دعویٰ عالم ربانی کا جو عام تھا ثابت
 ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ جب جمیع اقسام اور افراد شرک اصغر کے مغفور ہونا ادسکا
 نص کتاب اللہ سے ثابت ہو چکا جب غی کو ہو یا ہر ان حدیثوں میں اور اقسام کا حکم
 عدم مغفرت کا اگر ثابت ہوا تو عالم ربانی کی مطلب کو متضر نہیں کیونکہ دلیل اقویٰ سے
 تو ثابت ہو چکا ہی اگر ان حدیثوں میں ثابت ہوا تو کچھ مقبلیت نہیں پر ہی یہ قول ہو کہ
 کہ اہل سنت کی مذہب میں سوائے کفر کے سارے گناہ قابل بخشش کے ہیں یہ کلیہ ان رہا کہ
 حدیثوں میں باطل ہو گیا اب سنا چاہی یہ جو اسچہ ان نے معنی آیت کریمہ کے بیان کی

سو موافق قواعد و اصول شرح اور عربیہ میں جیسکے معلوم ہو چکا ہے اگر یہ ہے
 مراد حضرت رب العالمین جل و علا کی ہی تو فهو المراد والحمد لله علی ذلک اور اگر اس کی
 خلاف مراد ہو تو آنا وعدہ قبا قول موسوسکا اور ملتی ہوئی ہی معتبر نہ ہو
 ایک فرقہ گراہی تغیر عزیزی میں بیان کیا کہ خارجی اور معتزلہ مرکب کبیرہ کے
 وعید کو قطعی دایمی کہتی ہیں اور کہا کہ بعضی از ایشان وعید قطعی منقطع را بآ
 اثبات می کنند و میگویند کہ ایشان عفو از الذلالت معذب خواهد شد اما عذاب او
 منقطع خواهد شد و آخر تا بہ بہشت خواهد رفت و چنانست مذہب بشری و خالدی
 دیگر با اهلان بی وقوف است و فتح اس و سوم
 کا یہ ہے کہ خارجی اور معتزلی وعید
 مرکب کبیرہ کو ساتھ دخول ناسکے قطعی دایمی کہتی ہیں اور عالم ربانی نہ ہر ترک کبیرہ
 کو کہتی ہیں بلکہ صرف شرک اصغر کو اور نہ ضرور دخول ناسکے قایل ہیں بلکہ ہر طرحی
 کہ شر او ثبات عالم ربانی کے انسی ملتی ہوئی ہوئی اور مرسی اور خالدی جو قطع
 منقطع کہتی ہیں تو اسی دخول ناسکے کہتی ہیں کہ منقطع ہو جائیگا اور عالم ربانی متحقق
 وعید شرک اصغر کا ساتھ دخول ناسکے قطعی نہیں کہتی بلکہ یہ کہتی ہیں کہ اس
 آیت میں ان الله لا يغفر ان يشرك به الا به عدم مغفرت شرک اصغر کے ثبات
 ہوتی ہے پر جو شرک اہل کے مان مقرر ہے سو باو گیا یعنی یہ ضرور نہیں کہ دوزخ
 ہی اسکی سزا ہو جہاں کہ مخلد ہو یا منقطع بلکہ ہو سکتا ہے کہ دنیا یا برزخ میں اسکی
 سزا ہو اور آخرت میں پاک ہو جاوے یا آخرت میں ہو تو سوا ہمارے اور طرح سے ہو
 یا نار سے ہو بغیر غلو و لیکن یہ ناسکے قطعی اور ضرور نہیں پھر دیکھو جو آخرت میں ہر ناسکے
 سزا ضرور کہتی ہیں انسی یہ بات ملتی ہوئی ہوئی اور اصل بات تو یہ ہے کہ جو بات

دلیل صحیح سی ثابت ہو اسین اگر اور کوئی فرقہ گمراہ تھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ
 وہ فرقہ تو اس بات میں گمراہ نہیں اور باتوین گمراہ ہی جیسی جس اور قبح عقلی میں
 معتزہ تا تردید اور صوفیہ سے ملتی ہوئی ہیں اور جیسی یہی موسوس اور اسکی سنجیدگی جہتہ
 تا تردید سی ملتی ہوئی ہیں ثبوت حرمت مصاہرہ میں بسبب زنا کی خلا لا شریعہ بلکہ اگر
 بتیح کر دو تو کوئی فرقہ اہل قبلہ سے ایسا نہیں کہ کسی بات میں اہل حق سی ملتا ہو انہو
دوسرا دوسوہ قول اوسکا دوسرا مقولہ اوسکی مثال
 یہی ہے کہ بادشاہ کی نقیرین اوسکی رعیت جتنی کرن جیسی جوہری وغیرہ چاہی تو
 بلکہ ہی چاہی معاف کرے اور ایک نقیرین اس ڈیم کے میں جسین بغاوت نکلتی
 ہی یہی نقیرین سبب نقیرین سی بڑی ہیں اوسکی مزا ہی مقرر اسکو پہنچی ہے
 اور جو بادشاہ اوس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا دے اوسکی بادشاہت
 میں مقصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسی بادشاہوں کو بغیرت کہتی ہیں سو اوس ملک
 الملک شہنشاہ غیر سے ڈرا چاہی کہ بری سرکار در کہتا ہی اور ویسی ہے
 غیرت سودہ مشرکوں سے کیونکہ غفلت کر گیا اور کس طرح اوسکو سزا دے انکا انتہی ملخصہ
 جماعت نی کہا کہ یہی جو اہل تعالیٰ کی مثال دے بادشاہ سے اور سزا دینی میں
 بادشاہت کا مقصور اور عقلمند لوگوں کا بغیرت کہتا ہے یا اگر اہل تعالیٰ کو کہا کہ
 مشرکوں سی کیونکہ غفلت کر گیا اور کس طرح اوسکو سزا دے انکا سو یہ بات حیا لقیہ
 مذہبہ اہل سنت کی کہ اہل تعالیٰ سے مکوی فعل قبیح نہ اوسپر کچھ واجب یفعل
 ما یشاء و می کہ مایر یا لا یسال عما یفعل وہم لیسئلون دفع ال
دوسوہ کا یہ ہے کہ یہ موسوس تو اہل دینی موانہ گرا یہ تو مسائل
 دین سی کچھ واقف نہیں دوسوہ مسلمانوں سیا دلون لک کہ یہ لوگوں کو اپنی بدیت

میں شریک کر لیا سو اب اس دوسری کا دفع کرنا واجب ہوا یہ جو لکھنا ہے کہ یہ بات
 مخالفی مذہب اہل سنت کے یہ چوٹا ہی تہوہر اور صواد اعظم اہل سنت کی مذہب کے
 موافقی ہی اگرچہ جماعت قلیل کی مخالفت ہی مطلب عالم ربانی کا اس تیشل اور ضرب النمل
 سی یہ یہ کہ حسن اور نفع موافقی مذہب صواد اعظم اس امت کی جو صوفیہ کرام اور فاضل
 ہیں علی ہے اور معتزلہ ہے اس کی قابل میں جیسی کہ آیتیں اور عقو شرک سے باوجود
 حدت کی انتقام پر قبیح عقلی اور دلی غیرت سے پی تو پرل سسر کا زور آور اور غیور ہو
 یعنی اللہ تعالیٰ تو اوس سے عفو اشرک کا نہایت قبیح ہو کا اور افعال آئیں قبیح
 سی منزہ میں یعنی باوجود قدرت کی لا یفعل البقیع تو عفو اشرک کا عقلاً ہی واقع
 نہ ہو کا جیسی معرفت صانع کے اور توحید اور صفات کمالی اس کی ان پر شرع موقوف
 ہی اور یہ عقلی میں شرعی نہیں یعنی موقوف اور شرعی نہیں تو دور لازم آویسے
 کما ذکر فی علم الکلام والاصول طریقہ محمدیہ اور اس کی نہ حین یہ عبارت ہی واللہ
 تعالیٰ لا یغضان فی شہد بہ لان الا بشرک غایر قابل للمغفرة اصلاً
 لغض القہان وھل یقبلہ عقلاً او خلاً قال الا من عفا عنہ و
 یدل لہ قول عنبی علیہ السلام وان تغضہم اکیۃ وقال
 الماتق یدی لا لون ذنبہ یمنع التکفیر عن السیات یعنی بڑا کٹر
 اوس مرتبہ میں قبیح اور خبیث اور پاک ہے کہ مانع ہی عفو اور سیات کا پھر آپ کہ
 قابلیت عفو کی رکھتا ہو گا از روی عقل کے اور اگر رہتہ گردنی والا اور حسنات کا ہر
 جیسی گندگی موجب مغفرت کے ہی اور طعام سے جو اوس میں بڑا جو ہے تو پر وہ آپ
 گندگی کیونکر موجب مغفرت کی ہوگی یہ بات تو بر عقل والا سمجھتا ہی سوال
 اگر کریے کہی کہ تشریح طریقہ محمدیہ سے معلوم ہوا کہ مراد شرک سی آیت عن شرک

اکبر ہے اس لئے کہ مانع تکفیر سیئات کا بھی شرک اکبر ہی نہ شرک اصغر ہی اپ
 نہیں مانتی ہم کہ مانع تکفیر کا شرک اصغر نہیں بلکہ یہ بھی مانع ہی تکفیر کا فرق اس
 قدر ہے کہ شرک اکبر سیئات کی تکفیر کا مانع ہے اور شرک اصغر اسی فعل
 کے تکفیر کا مانع ہی جس فعل میں یہ شرک اصغر واقع ہوا فرقاً بین الاکبر والا صغر
 جیسی ریا کہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فعل میں ریا واقع ہو وہ فعل حیط اور اکابر
 ہی اور ریا شرک اصغر ہے موافق حدیث کی اور یہی کہتے ہیں ہم بر تقدیر تسلیم کہ قول
 صاحب طریقہ محمدیہ کا مخصوص عموم فصر کا تو نہیں ہو سکتا غایت مافی الباب یہ کہ
 دلیل مذکور شرک اکبر کے ساتھ خاص ہوگی تو دلیل جو شامل شرک اصغر کو ہے
 کہ مغفرت مطلق شرک کی قبیح عقلی ہے اور قبیح عقلی سے تشریح واجب تعالیٰ کے
 ضروری اسبغہ کہ یہ مسئلہ فرع ہے حسن اور قبیح کا جو حسن اور قبیح شرعی کہتی
 ہیں وہ عقلاً شرک کو قابل عفو کی جائز کہتی ہیں جیسی اشعر یہ اور جو عقلی کہتی ہیں
 و عقلاً ہی عفو شرک جائز نہیں کہتی جیسی تریذی اور صوفیہ کرام اور معتزلی مسلم
 اور اسکی شرح میں ہے عند الاشاعرة التابعین للشیخ ابی الحسن
الاشعری المعدودین من جملة اهل السنة والجماعة ايضا
شرعی ان يجعله متصفاً ایاک بهما فقط لا غیر من غیر حکمة
و صلوح للعقل فما امر به الشارع حسن وما لفی عنه فیه و
لو انعکس الامر ای امر الشارع انعکس الامر ای امر الحسن والفقہ
فیضایر ما کان حسناً فنیحاً وبالعکس وعندنا معشائنا تریذی
والصوفیة الکرام من معظم اهل السنة والجماعة وعند
المعتزلة عقلی ای لا یتوقف علی الشرع لکن عندنا من متأخری

الماتریدیہ لا یستلزم صدق الحسن والقبح حکما من اللہ تعالیٰ
فی العباد بل یتصور موجبا لاستحقاق الحکم من الحکیم الذی
لا یرجح المرجح فالحکم هو اللہ تعالیٰ والکاشف هو الشرح فما
لم یحکم اللہ تعالیٰ بأرسال الرسل و انزال الخطاب لیس هناك
حکم اصلا فلا یعاقب بتوکل الاحکام فی زمان الفترة ومن
بہنا اشتراط بلوغ الدعوة فی تعلق التکلیف فاکافر الذی
لم یبلغه الدعوة غیر مکلف بالایمان ولا یؤخذ بکفره فی
الاخرة وهذا الذی یختار فرای المعتزلة والامامية من
الوافض خذلہم اللہ تعالیٰ والکرامیۃ والبراہمۃ فانہ
ای کلام من الحسن والقبح عندہم لوجب الحکم من اللہ اذہو
الحاکم لا غبار فلولا الشرح یمامہو شریع بیان فرض عدم ارسال
الرسل وكانت الافعال باجماع اللہ تعالیٰ لوجب الاحکام
على حسب ما فصل الان فی الشریعة الحقہ الی اخرہ اشاعرہ کے
حقین محدود اہل سنت مسمی کہا اور ماتریدیہ اور صفویہ کو معظم اہل سنت کی کہا گیا
اور سبوتونی اور جہل اسکا یہ ہے کہ اگرچہ باطن میں تو وافضی اثنا عشری ہی پر تفتیہ
کے رد سے تو اپنی تین صنفی قرار دیا ہی نماز و زکوٰۃ و صیوٰۃ کے طرح کرتا ہی سو یہ بیخود
اتانہ سمجھا کہ ماتریدی کے عقاید کے تو یہ بات مخالف تہنیں ہے اصل بات یہ ہے
کہ اپنی رفض کے سببی تو خوب جانتا ہی اور ہمارے یہاں کے مسئلے اور پر سے لی پہا کہا
ہی آدمی بات سمجھتا ہے نہ ساری چیز تہنیں بیان ہوا اور کی یہی کہا جادیکا اور
اس موسوس نے یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی قفل قبیح نہ ادسیر کہہ واجب

یہی ہی اسکی حیالت پر دلیل ہے اول مسئلہ میں تو موہنہ مک اند اور دوسرے میں
 کچھ تفصیل ہے یہ عبارت کہ اند تعالیٰ سے نہ کوئی فعل قبیح اسکی دو معنی ہیں ایک
 یہ کہ جو فعل واقع ہوا یا ہو گا وہ قبیح سے دور ہے تو یہ معنی حق ہیں برہم سوس
 کو کچھ مفید نہیں کیونکہ مشرک کی مغفرت تو واقع ہونگی تاکہ بعد وقوع کے کہا جاوے
 کہ یہ قبیح نہیں اور اس معنی میں تو نفی قبیح کے افعال واقع ہی سی ہی دوسرے
 معنی یہ کہ جو فعل عبادی ہو تو وہ قبیح ہو اور جو اند تعالیٰ سے وہ واقع ہو تو
 قبیح نہ اس لیے کہ فعل قبیح تو اند تعالیٰ سے مقصور ہے نہیں جسی مغفرت
 شرک کی کہ جو بادشاہ اپنی شریک اور شریک والوں کو معاف کری اور درگزر
 کری تو یہ قبیح ہی اور اگر اند تعالیٰ درگزر فرماوے اور مغفرت کری تو قبیح نہیں
 اسلی کہ اند تعالیٰ سے کوئی فعل قبیح مقصور نہیں شرح عقاید جلالی میں یوں ہی *
 اجمع الامۃ علی اللہ تعالیٰ لا یفعل القبیح لکن الاشاعرۃ ذہبوا
 الی انہ لا یتصور منہ القبیح لان الحسن والقبح العقلیین متفقین
 و الشرعین لا تعلق لهما بافعالہ تعالیٰ تو یہ دوسرے معنی اگر اتفاق
 اجماعی ہوتی یا قول سواد اعظم کا یا تحقیق تو صحیح ہوتی اور عالم ربانی پر اعتراض ہوتا ہے
 یہ معنی نہ اتفاق اجماعی اور نہ تحقیق اور نہ قول سواد اعظم امت مرہومہ کا بلکہ صرف
 قول اشاعرہ کا ہی مقابل تمام امت کی مبنی حسن اور قبیح شرعی پر کہ شرح نے جسکو حسن
 کہا وہ حسن اور جسکو قبیح کہا وہ قبیح ہوا اگر عکس کرنا تو عکس ہوا اور قول باقی تمام
 امت کا یہ ہے کہ لا یفعل القبیح وان کان یتصور منہ القبیح یعنی مثلاً
 مغفرت کفر کی جو قبیح ہے اس پر قدرت ہی چاہی تو مغفرت کر دی پر جو قبیح ہے مگر
 کو منظور اور مقدر ہے تو ہم کہتی ہیں کہ یہ شرعی ہونا باطل ہی اس لیے کہ اس

تقدیر پر لازم آتی ہے کہ کوئی فعل اسم فعلی کا جیسی قبیح نہیں ہو سکتا جس سے یہ ہو سکتا ہے
 اس لئے کہ شریع متعلق ہی افعال عبادی حسن اور قبیح میں افعال عبادت تابع شریع کے
 ہیں شریع متعلق فعل الہی سے نہیں اور نہ افعال الہی تابع شریع کے کہ جو شریع
 حسن کرے تو حسن ہو نہ اسلئے کہ شریع تو خود ذات پاک اسم فعلی کی ہی شریع الہی
 کی طرف سے ہی اسم فعلی کا اپنی افعال میں تابع شرعی ہونا مستصور نہیں اور حال یہ ہے
 افعال اسم فعلی کی سبب میں ہمیشہ بالاتفاق جیسی شریع عقاید حلالی میں ہی فعل
 اللہ تعالیٰ حسن باد یا بالاتفاق اسکی جواب میں اشاعرہ کہتے ہیں کہ معنی الحسن
 ما احسنه السمیع کی یہ ہے کہ نبی شریعی تحریر یا شریعہ اور سپرد اور نہیں جیسی فعل اسم
 تعالیٰ کا اور واجب اور مدب اور مباح موافق میں ہی القیوم مافی عنده مشر عباد
 الحسن بخلاف قد اس جواب کی دفع میں یہ ہے چنانکہ کہتا ہے کہ ظاہر اتفاق حسن اور قبیح
 میں تقابل تضاد ہی جیسی مسلم کے عبارت میں معلوم ہوا تو حسن اور قبیح شرعی کی تقدیر
 یہ حسن معنی اور مدب الامر شریعہ ہو گا جیسی قبیح معنی ہانی عنہ شریعہ جیسی مسلم میں مذکور
 ہوا تو اس تقدیر پر افعال الہی میں حسن متصور نہ ہو کہ افعال الہی تو مادہ الامر
 نہیں حال انکہ سب افعال الہی حسن بالاتفاق ہیں اور جو معنی اشاعرہ فی حسن کے جواب
 میں کہی تو ان معنی پر تقابل نہیں اسباب سلب کا یا عدم ملکی کا ہو گا اول یعنی اسباب سلب
 کا تقابل تو نہیں اسلئے کہ واسطہ یا یا یا الہی فعل بہائم نہ حسن نہ قبیح ہو افعال بہائم کے بہت
 چیزیں نہ حسن نہ قبیح اور اسباب سلب میں واسطہ نہیں ہوتا پس تقابل عدم ملکی کا ہو گا لیکن
 اس تقابل میں شرط ہے کہ محل عدمی کے شان سے انصاف ساتھ وجودی کے ہو تو جو افعال
 الہی حسن ہیں اس معنی کہ تو انکی شان ہی قبیح ہونا بھی ہو سکتی لیکن اشاعرہ کے نزدیک قبیح افعال
 الہی میں متصور ہے نہیں نہ جہاں امکان اور صلاحیت اور یہی معنی قبیح کے جب ہانی عنہ

شرط ہوئی تو نشان افعال الہی ہی کہ حسب سن میں پیدا ہو کہ منہی عنہ ہی ہو سکیں حال
 انکہ فی متعلق نہیں ہوتی مگر افعال عبادی اسلی کہ اپنی اور اثر شرعی کو مخلصی نہیں
 خطاب الہی کہ متعلق ہو افعال عبادی باعتبار اقتضا اور تخریک جیسی اقتضا الہی
 ولا تقتلوا اولادکم اس دفع جواب کی دفع میں شاعرہ کی طرف ہی اگر کوئی کہی کہ
 نشان مثل مدی ہی ہی موصوف ہونا ساتھ وجودی کی تو شر اس تقابل کی باشبہ ہے
 پر اس محل کا موصوف لیسخص ہونا ضرور نہیں خواہ وہ محل عدی لیسخصہ اور مکی نشان
 ہی موصوف ہونا یا اسکی نوع یا جنس قریب یا جنس بعید کے نشان سے اقتضا
 ساتھ وجودی ہو اور یہ بات فعل الہی میں پائی جاتی ہی کیونکہ افعال مکلفین کے
 تو بعضی قبیح ہوتی ہیں اور او بر خیر و از دی اور یہ افعال عباد افعال الہی سے
 مثال میں یا مجالس نشان نوع یا جنس فعل الہی کے ہی اقتضا ساتھ قبیح کے ہوا اور
 شرط اس تقابل کی پائی گئی تو ہم اس دفع جواب کی دفع کے دفع میں کہیں گے یعنی ہر دفع
 جواب شاعرہ کا راست کریں گی اور جواب کو اوکئی نگارین گی اور حسن اور قبح شرعی کو
 باطل کریں گی اور کہیں گے کہ جیسی امدت الی کی ذات کا نہ کوئی مثال نہ مجالس اس طرح
 ہی اسکی صفت کی کسی صفت نہ مثال نہ مجالس مثلاً صفت علم الہی اور صفت علم فکر
 شرک لفظی میں اور معنوی میں با ہم سر نہ بتائیں صفت علم الہی بسید اور قدیم
 اور صفت علم کمات مرکب جنس اور فصل یہ حادث داخل نمی مقولہ کیف کی غلطی نہ
 القیاس اور صفات اسطر ہی افعال الہی کے افعال عباد نہ مثال نہ مجالس افعال عباد
 مقولہ فعل ہی میں کہ جہین تدریج یا خود ہی فعل الہی سر تدریج ہی تدریج تو اسکی
 فعل میں ہو جو زمانی ہو زمانہ او سر بار یہ ہو حضرت واجب الوجود جل جلالہ زمانی اور
 زمانہ او سر بار یہ الا اندر گنا شمی محط الحاصل نہ نشان فعل الہی سے یا مقصود

انصاف قبح کا نہ اسکا کوئی قابل نہ مجالس کے ادسکی شان سی انصاف قبح سے ہو تو مستر
 اس مقابل کے قوت ہوئی تو یہ قہر قہر ہے قوت ہوا اذافات السطرات المستروط
 پس نہ مکر قابل تضاد کا پس اگر حسن اور قبح شرعی ہو تو حسن بمعنی ما امر بہ الشارع ہو
 جیسی مسلم میں ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی فعل الہی ما امر بہ الشارع نہیں تو حسن بھی ہو
 تو اب حسن اور قبح شرعی ہوا بلکہ عقلی ہو یعنی غیر موقوف شرع پر جیسی یہ مذہب ہے
 اور صفیہ کرام کا پی کہ وہ سواد اعظم امت مروجہ کے ہیں جیسی کہ مذکور ہو چکا ہے
 اور معتزلی بھی اس قدر اس مسئلہ میں شریک ہیں اور کچھ مخالفت جیسی شرح مسلم
 معلوم ہوا اور ایک دلیل البطلان حسن اور قبح شرعی پر ذکر کرتی ہیں اگر یہ دونوں
 ہوں تو ارسال رسل حق میں عباد کے بلا اور فتنہ اور زحمت ہو جاوی نہ رحمت اسی
 کہ عباد قبل ارسال کے رفاہ میں تھی اپنی کسی مسئلہات میں مستحق مواخذہ کے نہ تھے
 تھی پر بعد آئی رسولوں کے بسبب بعضی اپنی فعلوں کے لائق عذاب ابدی کے ہو گئی
 پس ارسال رسل میں تو سنگی عباد پر اور تہذیب ادبی ہوئی تو یہ ارسال رسل بلا اور فتنہ
 اور زحمت ہو گئی نہ رحمت و خدا خلت اس لئی کہ اللہ تعالیٰ ارسال رسل سے اپنی منت عباد
 پر کہتے ہیں قرآن مجید میں اگر مقام غریب نہ ہوتا تو بہت تحقیق کی جاتی اب جان لو کہ نہ
 تو غایت قبح عقلی ہے تو جیسی قابل مغفرت کا شرعاً نہیں الہی ہے عقلی ہے قابل
 مغفرت کی نہیں اب ظاہر ہو اب کمال ظہور کہ دوسرے معنی عبارت موسوس کے جو ادبی
 و اسطی مفید ہو چکا اس میں شبہ تھا اگر یہ فی الحقیقت مفید اور سکونہ تھی کیونکہ اس میں
 تو اختلافات تھانہ اجماعی نہ ہوا حق سواد اعظم کے نہ محقق تو یہ دوسرے معنی صحیح نہیں
 محقق وہی مذہب سواد اعظم کا ہی یعنی حسن و قبح عقلی موافق قول عالم ربانی کی پس
 اعتراض عالم ربانی یہ یہ دوسرے خناس تھا کہ بڑے اوکھڑا اور ضرب التسل کہادت

مذکور کرنے شرک کی ساتھ غفلت کرنے بادشاہ کی اپنی شرک اور شرک والوں سی پکا اور
 موقع سی ہوئی اور یہ جو موسوس نے کہا کہ اندر نہ کچھ واجب سو یہ تو صحیح ہی پر عالم ربانی
 کی کہنا کہ ہا کہ تعزیر شرک کی اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ یہ نفی اور کسی گمراہی عالم ربانی کا
 مطلب ہے کہ شرک پر لی درجہ کیا قبیح ہے نہ قابل لغو شرعاً نہ عقلاً جیسی کہ مذہب باترید
 اور سواد اعظم کا ہی تو عقو شرک کے قبیح عقلی ہوئی اور اللہ تعالیٰ پر لی درجہ کیا حکیم اور غفور
 وہ کہی فعل قبیح نہیں کرتا جیسی کہ مذکور ہو چکا یعنی فعل قبیح نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا جیسی شرعاً
 ثابت ہی عقلی ثابت ہی موقوف شرع پر نہیں جیسی معرفت صانع کے عقلی ہے نہ شرعی
 موقوف شرع پر ورنہ در لازم آتا ہی چنانچہ کتب اصول اور کلام میں معضل مذکور ہے
 تو تجویز مغفرت شرک کے تجویز خلاف حکمت اور غیرت کی ہی جیسا عالم ربانی فی کہا
 تعالیٰ اوس سی پاک ہے اور ضرب المثل اور کہاوت در کہ زکینہ شرک کی ساتھ غفلت
 کرنے بادشاہ کے اپنی شرک اور شرک والوں سی پکا اور موقع سی ہوئی یہ جو عالم ربانی
 کی کہا مشرکوں سی کیونکہ غفلت کر گیا اور کس طرح او کو نہ اندک یہ بلید اس سے و جب
 اللہ تعالیٰ پر سچا تو مندی کا محاورہ ہی نہیں جانتا ایک فعل کرنے میں جو کس طرح
 قیامت ہو تو کہتی ہیں کیونکہ یہ کر گیا اور ایک فعل کرنے میں جو شاعت ہو تو کہتی ہیں
 کس طرح نہ کر گیا و جب عقلاً یا شرعاً ہو یا نہ کہتی ہیں زید نے عمر کو بازار میں گالی دیے
 زید کیونکہ اسکو چوڑا کر گیا اور کس طرح اوس سے بدلہ لے لی گا اب دیکھو غور کرو نہ چوڑا اور
 بدلہ لینا نہ واجب شرعی نہ عقلی بلکہ چوڑا اور بدلہ لینا شرع میں تو مستحب اور عقل
 کی رو سی تحکم محمود اور یہ جو موسوس نے کہا کہ ملتی ہوئی ہی معتزلہ اور شیعہ کی غریب
 سی تحفہ اشاعرہ میں لکھا ہی اگر معنی درجہ عقلی ان ہے کہ انجہ عقل عقلاً اور در ہر
 واقعہ بالخصوص نقضاً کہ باری تعالیٰ را ازان خلاف کردن جایز نباشد پس ان خود سزا

لکھا کہ شرک کی ساتھ غفلت کرنے کی مذمت ہے

معنی الوہیت است و بخت ہمدین معنی است و شیعہ و معتزلہ ہمیں معنی را در دین یاد دین
 در دنیا جیسا نابت می کنند و جناب یاری تعالی در اذان خود مثل ارسطو و افلاطون یا سکنہ
 و اورنگ زیب قرار می دهند و بر ظاہر است کہ چون عقلا و عقول ہمہ مادت و مخلوق و
 مقہور او باشند اور ازیر فرمان مخلوقات و حوادث خود کردارین بر بی عقلی است یعنی
 عالم ربانی بی غفلت نکر نکو اور سنہ اندینی کو مشردن سک و واجب عقلی اند تعالی پر کہا اور
 یہ نہیب معتزلی اور شیعہ کا ہی تو ہم کہتی ہیں کہ یہ تو بلادت اور عبادت اور ناسخ
 اسکی ہی جیسی ابھی معلوم ہو چکا اور اگر یہ غرض ہی کہ غفلت اور سنہ اندینی کو قبح
 عقلی کہنا معتزلی اور شیعہ کا مذہب ہی مخالفت اہل سنت کی تو ہم کہتی ہیں کہ یہ
 جہل اور یو قونی اس موسوس کی ہی اصلی کہ مذہب سواد اعظم اہل سنت کا ہی
 مسن اور قبح عقلی ہے اور معتزلہ اور شیعہ بے اسہین موافق اہل سنت کی ہیں
 البتہ مذہب اشاعہ کا اسکی خلاف ہی چنانچہ مذکور ہو چکا اور یہ موسوس کا تو کہ
 ہی دیکھو وہ جو صحیحہ اشاعت برین لکھا ہی کہ شیعہ اور معتزلہ فی الدن تعالی کو اپنے
 و جنون میں مثل بادشاہ کی تہیر ایسی اسن قابل ہے اوکی تصریح کردی آی عقل
 دیکھو اس موسوس کے تو اسہین کی خلائق میں ایک دو تین پہلی خطایہ کہ لہیہ
 تو جو ٹ کہنا ہی قابل ہے کہان تصریح کے کہ اند تعالی مثل بادشاہ کی ہی بلکہ او
 بند کہا کہ اند تعالی شہنشاہ ہے بادشاہ کی معنی اور شہنشاہ کی معنی اور ملک
 الاملاک اسم احسن مبارک اند تعالی کا ہی شہنشاہ او کا ترجمہ ہی اسیلی کہتے ہیں
 میں لکھا ہی موافق حدیث کی کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ کہنا کسی غیر کو سوائے
 اند تعالی کی جائز نہیں طریقہ صحیحہ میں اور اوکی شرح میں بخاری اور مسلم کے
 حدیث قبول نقل کے ہی او کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہی ان اختم اقبہ اسم

عند الله تعالى يوم القيمة ای اقلوا لصاحبه ملك الا ملاد او
 فی معناه کشتن نشا کا مالک لجميع التجاریق کا الله تعالى فالملک
 بجا ذکر تاذع الله تعالى فی رداع کبریا و استکف ان یکن
 عبد الله و هذا الحدیث اتفق علیه الشیخان و رواه ابو داود
 و الترمذی من حدیث ابی هريرة مرغفا و فی الباب غیره انتہی دیکھو
 سلا نو ما قلو کہ عالم ربانی تو اسد تعالی کا اسم مبارک کس عظمت سی ذکر کیا سی اور یہ
 خناس کیا بہتان لگاتا ہی خود آپ شہنشاہ کا لفظ نقل بیان کیا اور یہ کیا کہتا ہی
 مثل شہسور کہ دروغ گویم بر روی تو دوسرے خطایہ کہ قابل نے کہا کہ شرک
 حبیبی قابل عفو کی شرعاً نہیں عقلاً ہے قابل عفو کی نہیں پر اس مطلب کو بر سبیل
 ضرب المثل اور کہاوٹ کی ادا کیا کہ بغاوت یعنی اشترک سے تو دنیا کی بادشاہ
 جو قوت اور غیرت رکھتی ہیں درگزر نہیں کرتی تو وہ شہنشاہ ہی اور بڑی سر کیا
 روز اور اور غیرت والا وہ کیونکر درگزر شرک سی کر کیا مراد اوس سے یہ کہ شرک
 حبیبی قابل عفو کی شرعاً نہیں عقلاً ہے حبیبیکہ رب الامم الو مضمون ما ترید سے
 کا ہی رحمة اللہ علیہ چنانچہ مذکور ہو چکا اب اس سے یہ نہیں لازم آیا کہ قابل نے
 اسد تعالی کو مثل بادشاہ کی کہہ دیا یہ صریحاً کہہ دیا حبیبیکہ شیعہ اور معتزلہ نے
 اسد تعالی کو اپنی زمینوں میں مثل بادشاہ کی ٹھہرا تا تھا اسلی کہ غرض مثل سی تو یہ
 ہی کہ معنی غیر محسوس بسبب منازعت و ہم کے عقل کے تین کہی خوب ہیں تین نہیں
 ہوتی اور حبیب اوس معنی غیر محسوس کو صورت محسوس میں لا کر بیان کرتی تو منازعت
 و ہم سی عقل نجات پاؤ اور وہ معنی خوب ہیں تین ہو جاوے تو یہ ان عفو شرک باللہ
 تعالی کو صورت میں عفو شرک اور بغاوت بادشاہ دنیا کی لا کر فرمایا کہ حبیب شرک

اور بغاوت کرنا قبیح عقلی ہی بادشاہ غنور دنیا کا مقرر نہیں کرتا ایسی ہی یہ بادشاہ
 باللہ تعالیٰ عفو او سکا آخرت میں قبیح عقلی ہی اسکو اللہ تعالیٰ نکر گیا نظیر او سکی یہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ مثل میں شرک اور موصد کے فرمایا ضرب باللہ مثلاً۔ رجلاً یفہ
 مثلاً کاء مقشاکس۔ و رجلاً مسلماً الرجل هل لیسوقیان مثلاً۔
 الحمد لله بل اللہ صمد لا یعلو یعنی یہ دو نور جل غلام صفت میں برابر نہیں ایسی
 ہی شرک اور موصد صفت میں برابر ہون کی تو اس کہاوت میں جو مطلب تھا وہ اللہ
 تعالیٰ نے آپسی بیان فرما دیا جملہ استہدام انکاری میں اور یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ
 شرک کی صورت میں جو شرک شرک کرتی ہیں مثل شرک کس کے ہی اور توحید
 کہ صورت میں مثل اس رجل کے ہی جو اکبر مالک ہو اسی لئے کہ اس حالت کی بیان
 کی تھی ضرب المثل نہیں کی ایسی ہے مغفرت شرک باللہ کے ضرب المثل اور کہاوت تیار
 فی مغفرت اور در کہ کرنا بادشاہ کا باغیہاں سے فرمایا تو اس سی اللہ تعالیٰ کا مثل
 ہونا بادشاہ کا قایل کے کلام سے ثابت نہیں ہونا کیونکہ علامہ تقی ازی نے رحمۃ
 اللہ علیہ کہ امام علوم عربیہ کے ہیں متشابہات قرآنی کے بیان میں فرمایا ہی او میجمل
 الکلام المذکور فیہ الید والوجه و منحنی صماً متبداً لا یعتبر فی صفات
 تشبیہ انتہائی تو دیکھو اس سے معلوم ہوا کہ میثبات کی مفردات میں تشبیہ ضرور
 نہیں ماقولہ مسلمانوں بیان ایک لطیفہ ہے سنو اللہ تعالیٰ کو اپنی علم ازلی میں یہ وہ
 جناس معلوم تھا تو اسکا جواب اپنی اس کلام قدیم کے جملہ استہدام میں فرمادیا یعنی
 ضرب المثل میں وہ حالت ذکر کرنی مراد ہوتی ہی جو مثل کہ اور مثل میں ہی نہ اور یہ
 اپنی اس نبدہ عاجز کو اویس جواب پر اپنی فضل سے آگاہ فرمادیا کہ اوسنے اسکو
 بیان کہدیا تیرے یہ خطا کہ اگر کلام قایل سے بر تقدیر تسلیم اللہ تعالیٰ کا مثل

بادشاہ کی ہونا ہی نکلتا ہو اگرچہ صریحاً نہیں کہا تو مغفرت کرنے میں مثل ہونا نہ
 تابع ہونی میں عقل عقلا کے اور اور تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہی کہ مشیہ اور مستزلم
 فی اللہ تعالیٰ کو اپنی ذہنوں میں مثل بادشاہ کی پھیرایا تو یہ ہے تو تحفہ اثنا عشریہ
 میں تصریح ہے کہ تابع ہونے میں عقل عقلا کے اور تعالیٰ کو اپنی ذہنوں میں
 مثل بادشاہ کے پھیرایا ہی تو پھر کہنا اوسکا کہ جو تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے الخ
 ہر جہوت ہوا یہاں تک تینو خطاؤں کا بیان ہو چکا اور یہ بھی سنو مسلمانوں کہ
 ہمیں جو عقلی ہونا حسن اور قبح کا اور قابل مغفرت کے ہونا شرک کا عقل کے
 رومی دلیل سے ثابت کیا تو یہ ہمارے طرف سے شرع ہے نہیں تو جو موسیٰ
 کا عالم ربانی پر اعتراض ہے تھا کہ یہ قول اوسکا مخالفت ہی اہل سنت کی تو اوسکی
 جواب میں اسقدر کافی تھا کہ ہمیں نقل صحیح معتبر کتاب سے کر دیے کہ عقلی ہونا
 حسن اور قبح کا اور مغفرت کی قابل ہونا شرک کا عقل کے رومی ہے وافی
 ہی اہل سنت اور جماعت کی مذہب سی یعنی جمہور اور سواد اعظم کے مذہب سے
 کو مخالفت جماعت قلیلہ کے تیسرا دوسرا قول اوسکا تیسرا مقولہ
 جو اس کلام میں ہے کہ یہ یقیناً سب یقیناً ہی بڑے میں اُسکی سزا
 مقرر اوسکو پہنچی ہے اور جو بادشاہ اوس سی عقلت کرے الخ جماعت نے کہا
 کہ یہ بھی معتبر کہ کے طور پر ہی اہل سنت کی مذہب میں کفر نہ بخانا بدلیل سمجھی
 معلوم ہوا اور عقلاً جائز معتبر عقلاً مستحکم ہی انتہی دفع اس تیسری
 دوسرے کا یہ ہے کہ ابی دوسری دوسرے کی دفع میں معلوم ہو چکا ہی کہ یہ
 قیہ کرنا والا اپنی مذہب ہی خوب واقف ہی اور ہمارے مذہب میں ہی کچھ نہ لیا گیا
 ہی مذہب ہاتر یہ میں کہ سواد اعظم اہل سنت کا ہی کفر کا نہ بخانا شرعاً اور عقلاً نہ

ثابت ہی چنانچہ طریقہ محمدیہ اور اداسکی شریعہ سے دلیل مذکور ہو چکا مستتر ہے
 اس میں موافقی ہیں تو یہ تیسرا مقولہ سوانح سواد افظم اہل سنت کی ہی مخالفت اہل سنت
 کی جاننا جہالت بعضی علم کلام کے گناہوں میں جو اسکو مستتر کا قول مقابل میں اسلام
 کی لکھائی تو اس ہی نفی قول یا تردید کا نہیں ہوتا قول موسو کا شریعہ
 نفی میں ایک دلیل آئی ہے یہ نقل کیے پی والکھنہ ضایہ فی الجناہ لا
 یجتمعا الا باحۃ و دفع الحرۃ فلا یجتمعا العفو و دفع الغرامۃ
 خیالی میں اداسکا جواب لکھا ہی تھا ان ضایہ الکفر تقتضی العفو عن ثقات
 الجناہۃ یہ جو مذہب یا تردید کا ہی ہے تو یہ سچا خیالی کی جواب میں کہتا ہی کہ اگر
 مخالف کی صفات جہالی اور خیالی و نون ہیں کہ آثار کی آپس میں ستفاد اور ستانی جن میں
 رحیم کریم عفو غفور مثلاً اور مستقیم قہار اور ذو عقاب الیم ذو فیض الشہداء مثلاً اور یہ
 دو قسم صفات کہی سیکار اور اسطفا نہیں تو مقتضی ہونا نہایت کرم کا نہایت جناب
 میں اور تقدیر ملاحظہ کرنے دو تو قسم صفات کی غیر مسلم ہے ایسے اگر صرف صفات جہالی
 ہوتی تو مسلم تھا اور یہی کہتی ہیں کہ وہ تو قسم صفات جہالی اور جہالی ساتھ حکمت کیے
 ہیں یکم ہے اداسکی صفت ہی تو عقل ان سب صفات کو ملاحظہ کر کے امید رکھتی ہیں
 اور اس بات کی طرف راہ پاتی ہے کہ حکیم نہایت کرم نہایت مطیع کیے تحقیق ظاہر فرما
 یعنی سید المرسلین کیے حق بن علی علیہ السلام و سلم ثم فثم اور نہایت قہار اور استقام
 نہایت جہالی اور عاصی کے حق اظہار فرمادی جیسی شیطان اور لوگ مدعی الوہیت کی
 ثم فثم اور اس ہی عقل کیے اور اک کیے موافقی شریعہ دار دی اور جہالت کو عکس کر دیا وہ
 اپنی نفس میں مجبور نہیں اور پھر کہہ واجب نہیں پر یہ خلاف حکمت کیے ہی اور قبح اس
 و ذوات پاک منور ہی اور یہی علم منافقہ کا مسئلہ ہے کہ نفی میں سے نفی عدول

کی نہیں ہوتی باری ہی کہ اوہی ہر لول کی اور ایک دو دلیل ہوں کہ وہ مسلم
 سی چنانچہ یہاں کلام موسوس کا بھی شعری اسے بات کو کیونکہ ادنیٰ کہا ایک دلیل
 او کی یہ بھی ی تو تھا دوسرے قول او کا چوتھا مقولہ شفاعت
 بالاولیٰ کی تہاں چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں
 اور چوری کو ادنیٰ اپنا پیشہ نہیں پھر ایسا مگر نفس کے شامت سی قصور ہو گیا پھر
 وہ ادب سے زندہ ہی اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کی اسلحہ کو سزا اور انکھن
 پر رکھ کر اپنی تین بقیہ وار سمجھتا ہی اور لائق سزا کی الی اخرہ جماعت شیعہ
 کہا کہ یہ تخصیص مخالف ہی غریب اہل سنت کی کہ مرکب کبیرہ ہے تو یہ کہ
 شفاعت ثابت ہی معتزہ خاص کرتی ہیں مطیعین اور تابیین کے واسطیٰ شرح
 مقاصد و غیرہ کتب عقاید میں یہ قصہ بقیہ خود ہی اتنی یہ دوسرے ہوتا
 ساتھ ان اعتراض مولوی فضل بن خیر آبادیے کہ یہ ہوا اسکو بعون الہی تو یہ
 چار خرمین بقیہ تمام فارسی عبارت میں رد کیا اور استقبال کمال علی بن آیا
 اب بقدر ضرورت اسکو ہندی زبان میں اس چوتھی دوسرے کے دفع کر نیو
 ذکر کرتی ہیں کہ اس جماعت موسوس فی تیسرے صورت و اولیٰ کو کہا لسی تابیین
 سیمہ لیا پھر او کی شفاعت کی ذکر کر نیو تخصیص شفاعت کی ساتھ تابیین کی پھر
 کہ مخالف اہل سنت کی اور موافق معتزہ کے کس طرح کہد یا تو یہ کی تو دور کن بالانکھ
 ہیں ایک نہ امت فعل ماضی پر دوسرے عزم عود نہ کرنے پر استقبال میں اور تیسرے
 صورت میں نہ امت کا تو ذکر ہی پر دوسرے ارکن جو عزم ہے عود نہ کرنے پر مذکور نہیں
 تو یہ کی معنی طریقہ محرمین ہوں ہیں التی پتر ہی الوضوع عن قصد المقتضی
 والعزم علی ان لا یعود علیہا کفیضما للہ تعالیٰ ومعنی فاصن عقابہ و

صی واجبة علی الفحشاء اور فیسخر مطہر سے بین بون ہی قال الحسن صی عین
 العوبة ان یکنی ابن العبدنا وما علی ما مضی معصیا علی ان لا یعود
 وقال الکلبی اهی ان لیستغص باللسان ویندم بالقلب ویمسک
 بالبدن ویکال الصراطی یجمع اربعة اشیاء الاستغفار باللسان
 والاقدام بالایدان وامنار ترک العود بالجنان ومعالجة صی
 الاخوة ان وقال البیضاوی سئل عن علی عن النقیبة فقال یجمعها
 ستة نواشیء علی الماضي من الذنوب الندم والفرایض الاعاد
 ودر المطالم واستعمال الحشم وان تعزم علی ان لا تعود
 وان تدب نفسك علی طاعة الله تعالی کما زیتمانی فی المعیة انتم
 تو دیکھو غم مذکور کو سب سے معتبر رکھا اور دوسرے ارکان زیادہ کیے تو نہ آ
 کی ساتھ اگر غم عدم طود کا یہ یا یا جاوے تو تائبین ہوئی نہیں تو غیر تائبین
 تو یہ در قسم حاس ہوئی دوسرے صورت والی عام اگر کوئی کہی کہ خوف اور
 عداوت کو غم ترک لازم ہے تو نہ ہوگی تو ہم کہیں گے کہ لازم نہیں جیسا کہ
 مستحسن مسلمان کہ جسکو عادت کناہ کیے سو جاوے کہ عادت کو تو طبیعت نامیس کہتی
 ہیں یا الفت ورجعت اور کناہ عادت نہ تو یہ شخص سبب ایمان کے خوف اور عداوت
 کرتا ہی اور سبب عادت یا الفت کناہ کے شیطان اسکی دلیلیں خطرہ ڈالتا ہے
 کہ کناہ بچنے سے چہرہ اسکی ناقص لہی بہ غم ترک پر نہیں کرتا تو دیکھو خوف اور
 عداوت پائی گئی اور تو بہ نہیں اور دیکھو قرطبی نے مہاجرہ صی الاخوان کے اور حضرت
 علی ؑ صاحب نے اعادہ فرایض کا اور درمطالم اور استعمال حشم سے یہ ارکان
 تو بہ کے معتبر کہ ہیں اور ان سب کا ذکر قریرے صورت شفاعت عن نہیں ہے تو

کیونکہ وہ تابعین ہو گئی البتہ اگر موسوس یون و موسوسہ کرے کہ عالم ربانی سے شفاعت
 کو خاص کیا ہی ساتھ خایقین نادرین کے اور حال یہی ہے کہ شفاعت شرع میں ہوا
 خایقین نادرین کی اور دن کی حق میں ہے ثابت ہی تویم اس و موسوسہ کا جواب دینی
 میں پر جواب دینی ہی پہلی توجہ سبیل جن بر دفع اس و موسوسہ کا موقوف ہی اور
 وہ سبیل مقدمات اس دفع و موسوسہ کی میں ذکر کرتی ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے
 کہ توبہ بعد گناہ کے واجب علی الفور ہے طریقہ صحیحہ میں ہی التوبہ ہی الوجوب
 عن قصد المعصية والغرض على ان لا يعود اليها تعظيما لله
 تعالى وحق فامان عقابہ وہی واجب علی الفور الخ و دوسرا
 مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہایت فرحت ہوتی ہے جو اسکا بندہ توبہ کرے
 اور اس کمال فرحت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شتم کہا کر فرمایا ہی ہے
 اللہ الله اشد فرحاً بتوبة عبده من رجل كان في سفر في ليلة
 من الارض فاوى الى ظل شجرة فنام تحتها واستيقظ فكم
 يجد راحلة فاقى شرفا فقصده عليه فاشرف فلم ير شيئا ثم
 اتى الى اخر فاشرف فلم ير شيئا فقال ارجع الى مكان الذي كنت
 فيه فاكون فيه حتى اموت فاذ هب فاذا براحلة تتجخطاه
 فالد الله اشد فرحاً بتوبة عبده من هذا براحلة حم عن
 النعمان بن بشير جمع الجوامع اور روایت مسلم میں بعد جملہ خبر خطا ہوا کی ہے
 ہی ثم قال لشدة الفرح اللوحات عبدی وانا ذك اخطاء
 من شدة الفرح واد مسئلہ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو اللہ
 تعالیٰ سے دینا میں درجہ کادہ آخرت میں امن ہی ہوگا اور جو دینا میں درجہ ہوگا اللہ

تعالیٰ سے خواہ اسکو آخرت میں دوزخ جیسی اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہی قسم اپنی عزت
 کی کہا کہ جب عن ابی ہریرۃ رفقہ عن النبی علیہ السلام فیما یروی
 عن ریدہ عنہ و یعلیٰ قال و عنی کلا اجمع علی عبدی خوفیات
 و امنین اذا اتخافنی فی الدنیا امتنہ یوم القیمۃ و اذا اامننی
 فی الدنیا اخفہ یوم القیمۃ چوتھا مسئلہ یہ کہ شفاعت کی قسم
 ہرگی ایک شفاعت کبرے واسطی حساب کی کہ نذیر روز قیامت سے سبکو نہ جائے
 ہوا میں سب مخلوق شامل ہی دوسرے شفاعت واسطی منع دخول مار کر تھمے
 شفاعت واسطی اخراج کی دوزخ سے چوتھی شفاعت واسطی کثرت ثواب اور رفع
 درجات کیے اور ہے سوا اسکی شفاعت ہی اور جو کوئی صفت مار جہنم سے جسکا
 حدیثوں میں بیان ہی واقف ہو گا وہ جانتا ہی کہ کوئی نصیب دنیا اور عقبی میں
 زیادہ دوزخ میں پڑنے میں نہیں تو اسی طرح کچھ دوزخ میں جہنم میں جانا اس سے
 بڑے نعمت اور عہدہ مراد دوسرے نہیں تو وہ شفاعت کہ واسطی بچائی دوزخ
 اور لیجائی جنت کی ہی وہ فرد کامل شفاعت کا ہوا اور وہ لوگ کہ مستحق اس شفاعت
 کی ہیں وہ اکمل افراد مستحقین شفاعت کی ہیں یا پتھو ان مسئلہ یہ کہ مقام
 ترغیب اور ترہیب شرعی میں بصورت مطلق اور عام میں کلام مذکور ہوتا ہی اور اگر اس
 مقیدہ اور خاص مراد ہوتا ہی جیسی کہ مقام ترہیب میں ایذا اسلام سے فرمائی میں سلب
 اللہ علیہ والہ وسلم المسلم من مسلم المسلمین من یدہ و لسانہ
 نفی مطلق اسلام کے ایذا دہنی دالی مسلمانوں کے سے ذکر فرمایا ہے پر نفی مطلق اسلام
 کی مراد نہیں کہ نفی کرنا اسلام کامل کا ارادہ فرمایا جیسے ترہیب اہل سنت اور عبادت
 کا نفی فیہا بیان آکا دلہ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی سلب مطلق اسلام کا

مؤدی مسلم ہے پر اور خصوص سے دریافت ہو مائی کہ صرف انداز مسلم ہے
 کافر نہیں ہو جاتا تو توفیق یوں ہے کہ نفی سے توفیقی کمال کے مرادی اور
 باقی رہنے سے بقائے نفس ذات کی کو صفت نقصان کے ساتھ سوال زنیع مثل
 اس حدیث کو دیکھ کر جیسی خواہج کہتی ہیں کہ مرکب کیا رکاز کا فری اسائی کہ
 جمیع طاعات کو جزو ایمان کا کہتی ہیں اور معتزلہ جو واسطہ اور منزلیہ بین المنزلیہ
 ثابت کرتے تو وہ کہتی ہیں کہ مرکب کبیرے کا نہ مومن نہ کافر اور ایسی
 اور حدیثیں ہیں جنہیں کہ لایومن احدکم حتی یحب لاجتہ
 ما یحب لنفسه لایومن احدکم حتی یکن احب الیہ
 من نفسه لایومن احدکم حتی یامن جاره شہادہ لایومن
 ہا للہ من لایکرم جاره علی ہذا القیاس اور یہ ہے حدیثیں ہیں کہ
 سب میں معیار ان نہایت کافی مطلق ایمان کی ہی لیکن بقاعدہ تربیب معیانی کمال
 کی ہے اور سچ مقام ترغیب پر مبنی سورۃ فاتحہ کے ہر نام زمین یوں فرمایا لا صلوة الا
 بقائتہ الکتاب ظاہر اس نص سے نفی ہر فرد صلوة کے ہی بدون فاتحہ کے تو کہتے
 فاتحہ کے ثابت ہوتی ہے جیسی نہ پیش فاتی کا ہی نہ لیکن مراد اس سے نفی صلوة
 کاملہ کی ہے بدلیل اس قول حق تعالیٰ کے فاتر و اھانتس من القاتل
 اسلی کہ بنا امر قرات کی تیسیر بری اور صورت عموم نفی اور کینہ میں سیر
 منقلب ہو جائیگا بعد اور یہ قلب موضوع ہے اور عکس مشروع تو قرات فاتحہ
 کی واجب ہوئے نہ فرض بدون فاتحہ کے نفس کار ہو جائیگی پر ناقص لیکن مقام
 ترغیب میں نفی عام صلوة کے بدون فاتحہ کے کر دیے اور مراد اس نفی صلوة کاملہ
 کی ہے اور اسی باب ترغیب سے یہ حدیث من تراء سننی لم یزل یستغفر

بعد ان پانچ مقدموں کے واسطی دفع اس دوسری کے کہتی ہیں کہ شفاعت کے ذکر کرنے سے اس مقام پر عالم ربانی کی مراد ترغیب تعجیل توبہ کی ہے بعد کہ وہ کہے کہ واجب علی الفور ہے بحکم پہلی مقدمہ کے تاکہ جلد اور شباب الہد تھا اپنی منہ سے تائب ہے خوش اور راضی ہو جاوے بحکم دوسرے مقدمہ کے اور یہ بندہ مامون العافیت ہو جاوے بحکم تیسرے مقدمہ کے اور سچی شفاعت ان کا بن جاوے بحکم چوتھی مقدمہ کے کہ وہ شفاعت ہے دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجانے کی لیکن اس شفاعت کا نام دفع کو صورت میں مطلق شفاعت کی ذکر کیا اور اس سے یہ شفاعت کا نام دفع ہوا ہے بحکم مقدمے پانچویں کے کہ ترغیب اور تربیت کے مقام میں مطلق اور عام کو ذکر کرتے ہیں اور اس سے مقید اور خاص مراد یعنی میں جیسی ادسکی مثال میں حدیثوں کا ذکر ہو چکا تو اس مقام میں نفی مطلق شفاعت کی غیر خالیفین کے حق میں کلام عالم ربانی سے سمجھنا اور اوپر طعن کرنا غفلت ہے یہ قطعاً ہے مقام ترغیب اور تربیت سے اور نہ ہو کر رغبت سے دوزخ کی طلبی اس سے پاک خوارج اور معتزلہ میں کہ جو ترغیب اور تربیت کے حدیثوں میں کہ مذکور ہو چکے ہیں وہ دوزخ فریق چلی ہیں تو مدقیق نظر سے ثابت ہوا کہ یہ طعن کرنا عالم ربانی پر خارج اور معتزلہ نے بننا طاعین کا ہے عالم ربانی بربت اعتراض ہوا کہ فرمایا ہوتا غیر تابعین کے حق میں شفاعت واسطی اخراج ہارنے کے ہی نہیں یعنی کوئی قسم شفاعت کی ہوا شفاعت کبرے کی کہ ہر کسی حق میں حساب کتاب کے واسطی ہے ہوسکی تو انہی ہی مخلوق ذار کا غیر کافر کے لئے ہے ثابت ہو جانا اب سنو ایہ مرحومہ کے کہ ہر کار کو کہ دو قسم میں اول یہ قسم کہ جبکہ عالم ربانی نے شفاعت کی تیسرے صورت میں ذکر کیا ہے کہ سرمدہ ہیں اور دن رات درہن ہاں ہاں ہاں

ایک کو سہرا کہوں پر کہنا ہے اور اپنی تین نصیحتیں دے سچے ہیں دوسرے
 قسم وہ کہہ گئے ہوں سہرا کہتا ہوں تین نہ درگاہ گنہوں سے باز رہتے ہیں
 تو وہ جرات کرتے ہیں گنہوں پر اور مخالفت کرتی ہیں اور تعالیٰ کی طاعت سے
 ان دو قسموں کی لئی شفاعت ہی پر قسم اول کے لئی امید ہے کہ بر سبیل عموم
 اور شمول وہ شفاعت ہوگی جو واسطی بچانیک کی دوزخ سے ہی جیسے کہ حدیث قدسیہ
 سے معلوم ہوا جسکو ابن خیابان فی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 عزت کی قسم کہا کہ فرمایا ہے کہ دو خوف اپنی بندے پر جمع نہ کروں گا تو اس سے معلوم
 ہوا کہ اس قسم کو اس شفاعت کی جو واسطی اخراج کیے جائے ہوگی حاجت یہ کہ
 نہیں تو خلاف قسم فرمودے اللہ تعالیٰ کے وعید میں ہوا کہ بلکہ اس قسم کو وہ شفاعت
 ہوگی جو واسطی بچانیک کی دوزخ سے ہی دوسرے قسم کے لئی بر سبیل عموم اور کثرت
 شفاعت ہوگی واسطی اخراج کیے جائے جیسے کہ حدیث جمع الجوامع میں یہ دخل
 من اهل هذه القبلة النار من لا يحضره الله يومئذ
 بما عصوا الله واجتروا على معصية وخالفوا طاعة فيقول
 لي في الشفاعة فاشني على الله سلاحا لما اتني عليه قايما فيقال
 ارفع راسك سل تعطه واشفع تشفع طبع عن ابی عمر و اسلمی
 کہ اس قسم نے برخلاف قسم اول کے جرات کی ہی گناہوں پر اور مخالفت کی ہی اللہ
 کی طاعت سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی جرات اور مخالفت والی دوزخ میں
 پڑیں گی اور شفاعت سے نکلنے کی اور پہلی شفاعت جو خائفین کے لئی ہے یہ قسم
 بر سبیل عموم اسکی مستحق نہیں ہے اسلی کہ یہ تو دنیا میں نہ رہے اگر آخرت میں
 نہ رہے اور امن میں رہیں اور دوزخ میں نہ جائیں تو وہ امن میں رہیں جمع ہوا میں کے

یہ نہایت ضروری ہے اللہ تعالیٰ کی پی الایر سبیل خرق عادت اور بزرگ تو اس میں کلام نہیں
 یوں تو اللہ تعالیٰ بدین شفاعت کے بھی جسکو چاہیگا پی و در خلی جائیگی نہایت دیکھا
 پر یہ طو رظان عادت کی ہوگا نہ یہ سبیل عادت اور عیون نہیں تو دوزخ میں امن قدر
 اہل اس قبلی کے کہ جسکی حد کا احسا سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ کرے کیون جائے
 اور حضرت رقتہ للعالمین اپنی شفاعت سے انکو دوزخ میں نہجانی دیتی اسلی کہ انکی
 شان میں تو فرمایا ہی ولسنت یعطیک ربک فلو ضعی تو اس سے معلوم ہوا کہ
 شفاعت مطابق عادت الہیہ کے ہوگی خالیفین کے حق میں تو فرمادیا کہ انکو آخرت
 میں ڈر نہ ہوگا تو اسکی شفاعت واسطی سبجانی دوزخ کے ہوگی اور اہل جرات اور
 مخالفت کی حق میں اپنی رسول کو علم دیا کہ یہ تو اس قدر دوزخ میں جاوین گی کہ جسکی حد
 سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہجائے گا تو انکی شفاعت واسطی اخراج مارے ہوگی اور ہر
 شفاعت میں اللہ تعالیٰ کے طرف سے تحدید ہوگی کہ حضرت اس سے زیادہ شفاعت
 نہ کریں گی یہ حدیث میں آیا ہی ہے جو مذکور ہوا عنین غریب اہل سنت اور جماعت کا ہی
 اب نفع اور خیر خواہی عالم ربانی کی مسلمان بہائمون کی حق میں دیکھو کہ اللہیت
 المصیبتہ اور عذات اور بدخواہی اور غرور اور غریب سوچو اس موسوس کا عالم رہا
 فی تو بہائی مسلمان کہ نہ کارون کو سوائے امر تو بوالی اللہ اکبیر اور مطابق وعدہ حق
 حق تعالیٰ کے جو حدیث قدسی میں مذکور ہو چکا طرف توبہ اور استحقاق شفاعت کے جو
 مانع ہی دتول مارے کہ پہنچتی ہیں کہ مصداق اذا خافنی فی الدنیا کی ہو کر آخرت میں
 سامون ہو جاوین اور موسوس برعکس اسکی شفاعت اور عفو کبار توبہ سے غرور اور غرور
 دیگر توبہ سے باز رکھتا ہی اور منہیت اور مخالفت طاعت پر جری کرتا ہی کہ مصداق اذا
 الدنیا فی الدنیا کے ہو کر خوف الاخرت ہو جاوین مصحح سے یہ من تفاوت ۸۰ از کجا

است تا کیجا اب یہ قول موسوس کا جفاقت نے کہا کہ یہ یہ تھیں شفاعت ہی مذہب
 اہل سنت کی انتہی نہیں موسوس نے یہ اسکی نافرمانی پر اسکی کہ مراد اس شفاعت
 ہی شفاعت کا یہ ہے کہ مانع ہر دھنوی نار سے اور یہ شفاعت بر سبیل عموم و اسلی
 تافین کے خاص ہے مذہب اہل سنت میں اور غیر تافین کے واسطی یہ شفاعت
 ہوگی تو بر سبیل ندرت اور عکاف عادت آہی کے ہوگی نہیں تو لا نقد ولا تخصی
 اہل اس قبلہ کی جو غیر تافین ہیں دوزخ میں بنائی جسکے بیان ہو چکا عالم ربانی نے
 اس شفاعت کا ملہ انفع کو مطلق شفاعت کر کے بتیر کے دو جہت سے ایک عکاف
 مقام ترغیب و ترہیب دوسرے جہت یہ کہ عوام انما من مطلق شفاعت کو اسے
 شفاعت میں مصہر جانی میں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ یہ شفاعت: حسب امت کی حق
 میں ہوگی اور سب اس شفاعت کی سبب سے دوزخ میں بنادین کے تو اس لئے
 اس شفاعت خاص کے بتیر مطلق شفاعت ہی کی یعنی جسکو عواموں مطلق شفاعت
 سمجھتی ہو سودہ ڈروالون کے حق میں ہی مذہبوں کی لئی اکثر شفاعت واسطی
 اخراج کے نار سے ہوگی تو یہ موسوس اس مقام پر تین وجہوں سے غافل ہو اور
 تو مذکور ہو چکے ہیں یہ قول اجماعی حلیہ عقلا کا صما امكن یحبب حصول
 کالرم العاقل علی الصیحة ہر کیا عاقل عالم متجر حاقظ قرآن مجید حسین ہر امت
 سکے یہ ان الله علی کل شیء قدیر x اسکی کلام کو باوجود قرینہ صادقہ
 کی حل کرنا اور نفی قدرت کی تو یہ یہ وہی پہوٹی شراب قدر آہی کی نہیں تو کیا
 موسوس صاف کو جو اغراض نفس سے اس یاب میں پاک سے کہا جاتا ہے اور یہ
 قول موسوس کا کہ مرکب کیرنی تو یہ کی شفاعت ثابت ہی انتہی کیرنی تو یہ کے
 شفاعت بطرائی کثرت اور مہم کے تو یہ ہے شفاعت ہی کو واسطی اخراج کے

مارے ہوگی اور برسبیل طاعت عادت الہی شفاعت ماننے دخول مارے ہی ہوگا اور
 تعالیٰ مالک اور مختار ہے لیکن قواعد شرع سے تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ غفلت
 کی شفاعت برسبیل عادت الہی وہ شفاعت ماننے سے دخول مارے اور دراصل
 رفع درجات اور کثرت ثواب کے لیے ہوگی اور انکی خیزوں کے لیے شفاعت بطریق
 عادت الہی وہ شفاعت مختصہ مارے ہوگی اور کسیکو واسطی حطیسات کی یعنی شفاعت
 ماننے دخول مارے اور کسیکو واسطی رفع درجات اور کثرت ثواب کی لیکن یہ دونوں
 بطریق قلت جیسی کہ عقاید سے مذکور ہوگا حدیث طبرانی کے ابن عمر دسی مذکور
 ہو چکی ہے جمع الجوامع میں اب محققین نے جو عقاید اہل سنت میں لکھا ہی سو یہ ہے
 الکفارات والعفو عن الذنوب جازین غیر ان افعال اللہ تعالیٰ
 فی الدنیا والاخرۃ علی وجہان ہوا فقہر لسنۃ اللہ تعالیٰ وکائنات
 علی سبیل خرق العوائد وعفو الذنوب عن مانت بلا نقیہ جازین
 من باب خرق العوائد کذا لک العفو عن حقوق الناس جازین بطریق
 خرق العوائد وهذا وجه التوفیق باین المقصود المتعارض بآداب
 الراہی اور یہ قول موسوس کا مستزاد خاص کرنے میں مطیعین اور تابیین کے واسطی
 الخ مستزاد و در قسم شفاعت کی ایک نوائے دخول مارے دوسرے مختص مارے
 قابل نہیں ہیں مطیعین اور تابیین کے ساتھ جو خاص کرتی ہیں وہ شفاعت ہی واسطی
 رفع درجات اور زیادہ ثواب کے جیسی شرح مفاد سے مذکور ہو چکا تو یہ قول
 موسوس کا صریح خطا ہے اور عالم ربانی نے یہ قسم اول کو خاص کیا ہے خالفین کے
 واسطی سو ہی بطریق عموم اور شمول جہانم مفصل مذکور ہوا یہ موسوس ہے جہاں ہے
 باجائز یا نحو ان موسوس قول اسکا یا نحو ان مقولہ سو

اور سکا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دلیلیں اور سپر ترس آتا ہی مگر انہیں بادشاہت
 کا خیال کر سیکے بی سبب در کذر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کی دلیلیں اس آئین
 کی قدر نہ گھٹ جائے الی آخر جماعت فی کہا کہ یہ صریح خلاف ہی مذہب اہل
 سنت کی اور مخالف کتاب اور سنت کی اور عموم قدرت کا انکار اور اللہ تعالیٰ
 کو عاجز اور محتاج پھیرانا ہی اہل سنت کی مذہب میں ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
 اور عذاب کرنا عدل کی کچھ واجب اور سپر نہیں ہے نہ طاعت پر ثواب نہ معصیت پر عذاب
 اپنی فضل و کرم سے عاصی کو عذاب نہ دے ہو سکتا ہے اور غصہ کیا بر سے بی توبہ
 جائز ہے معتزلہ جو قایل ہیں وجوب کی ان باتوں میں مخالف ہیں اہل سنت کی ایک دلیل
 یہی نبی لائی ہیں کہ اگر در کذر سے اور سزا نہ دے تو وعید میں خلف اور خبروں میں
 جھوٹ لازم آوے وہی طریقہ اختیار کیا کہ کبیرہ کی عفو سے بعد توبہ کی سزا ہے
 انکار کیا اور اس جرات سے کہ در کذر نہیں کر سکتا انہیں معتزلہ سے بھی ترسے
 کی بشرح مقاصد وغیرہ میں سب موجود ہی انتہی آسو سورہ میں موسوس نے
 چند باتوں کا محض اوجا کیا بڑا نو کو واضح نہ کر دیا سو انکو ہم پہلی واضح کر دیں گے
 پھر منشا اس وسوسیکہ جو کلام عالم ربانی جیسے کہ اس کی غلط فہمی سے یہ وسوسہ
 پیدا ہوا ہی او سکو بیان کریں گی پھر مطلب عالم ربانی کی کلام کا کہ اس وسوسہ کے
 جڑ لٹ جا دیے موسوس نے یہ جو کہا کہ یہ صریح خلاف ہی مذہب اہل سنت کی اسلی
 کہ در کذر کر نیکو اللہ تعالیٰ کیسے سبب ڈھونڈا اور موسوس چھٹی وسوسہ میں کہا
 کہ اہل سنت کی مذہب میں اللہ تعالیٰ کیے افعال کیے واسطی سبب در کار نہیں اور
 یہ جو کہا کہ مخالف ہی کتاب اور سنت کی تو اسلی کہ مذہب اہل سنت کا موافق ہے
 کتاب اور سنت کی جو بات اس مذہب کی مخالف ہوگی وہ خلاف کتاب اور سنت

کے ہو گئے اور یہ جو عالم ربانی میں کہا کہ درگزر نہیں کر سکتا یعنی درگزر کرنا مقدور
 نہیں تو اس میں عموم قدرت کا انکار ہے تو عاجز اور محتاج سمجھتا ہی لازم آگیا اور
 کتاب اور سنت میں اللہ تعالیٰ کا صاحب قدرت کا ظہور ثابت ہی اور حجب درگزر
 کرنا یعنی مغفرت کہہ کر کے مقدور نہ ہوئی تو تہذیب عامی کے واجب ہوئے تو تو
 ہی مطلع کو واجب ہو گا لعدم القول بالفرق اور اہل سنت کی یہاں کچھ اور سبب واجب
 نہیں تو اب دینا فضل ہے اور عذاب کرنا عدل اپنی فضل و کرم سے یعنی بی سبب
 عامی کو عذاب دے ہو سکتا ہے تو بہ درگزر کرنا بی سبب ہوا اور عالم ربانی میں
 کہا بی سبب نہیں ہو سکتا اور جو یہ قابل نے کہا کہ وہ شرمندہ ہی اور رات دن
 ڈرتا ہی اور آئین کو اپنی سر اکتہ پر رکھ کر اپنی نیتیں تقصیر دار اور لائق سزا کے
 سمجھتا ہی الخ یہی معنی تائب کے ہیں اور کسی حق میں کہا درگزر نہیں کر سکتا
 تو بہ مغفرت کہہ کر کی تو بہ کے بعد ہے نہ ہوئے اور معتزلہ اس غلو کی قابل ہیں
 تو اس میں معتزلہ سے ہی ترقی ہوئے اور اس جرات ہی کہ درگزر نہیں کر سکتا
 یہاں تک تو ضیح خرافات موسوس کے ہوئے اب جو بات خرافات موسوس کے
 سنو یہ جو موسوس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی سبب درکار نہیں
 اس سے اگر یہ مراد ہے کہ سبب درکار نہیں نہ باعتبار جری عادت الہی کے نہ واسطی
 مراعات حکمت اور مصلحت کے نہ موثر نہ یعنی موقوف علیہ کے پھر موقوف علیہ نہ یعنی
 لواہ لا متنع کے نہ یعنی وجد فوجد یعنی مصحح دخول فاک تو ہم ہر او باطل ہے الہی
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی افعال کے اسباب آپ مقرر کی ہیں باعتبار جری اپنی عادت
 مبارک کے واسطی رعایت حکمت اور مصلحت کے اور باعتبار موقوف علیہ کے نہ یعنی
 لا لا متنع کی بلکہ یعنی مصحح دخول فاک یعنی وجد فوجد بلکہ وجد فوجد ختم خود

آپ ذات مقدس انہی کلام میں فرمائی ہیں و انزل من السماء ماء فاخبر به من
 الشجرات فزرقا لکرم و یفادى من عطشک جعل وخرج الثمار بقدر لذة الله تلوک و شجرة
 ولكن جعل الماء المکرر یخرج بالتراب سبیا فی اخرجها و مادة لها کما
 لنطفة للیحیوان بان اجبر عاده بافاضة صورها و کیفیاتها
 علی المادة المترجحة منهنما و ابداع فی الماء قوة فاعله و فی الارض
 قوة قابله یقول لد من ابتاعهم النواع الثمار و هو قادر علی
 ان یوجد الاشیاء کلها بالاسباب و مواد کما ابداع نفوس
 الاسباب و المواد و لکن له فی انشاءها تدرجا من حال الی
 حال صنایع و حکم فیرید فیہا کلاولی الالبصار عبرا و سکونا
 الی عظیمہ قدرتہ لیس فی ایجادها دفعة انتہی اور ہی بصر و
 میں ہی اللہ انت العلیم الذی لا ینحفی علیہ خافیه الحکیم الحاکم
 لمبدعاتہ الذی لا یفعل الا ما فیہ حکمة بالغہ انتہی عقاید غصہ میں
 ہی داعی الحکمة فیما خلق و امر طریقہ محمد ین ہی للعبادات اختیارات
 جنسیۃ و ازاد انت قلیلة للتلحق بکل من الصمدین الطاعة و المدح
 و قد جعلها اللہ تعالیٰ شطا عادیاً لخلقہ افعال العباد انتہی مقصود
 ایک مثال تو ہو چکی اور امی سورہ میں اور سورہ انفال فاختار ہم اللہ بذوق
 سورہ ال عمران میں ہی سنلحق فی قلوب الذین کفر و الرعب بما اشرکوا
 باللہ الا یتہ سورہ تہرین ہی و اللہ اوسعهم بما کسلوا سورہ انفال اور
 انفال میں ہی فاصلکما اھم بذوق لھم سورہ انفال میں ہی فاخبر جنابہ
 نبانت کل شئ سورہ اعراف میں یہ ہے فسانزلنا

بسم الله الرحمن الرحيم
 کل الترات نام قرآن میں عدد اتمائیں پائی جاتے ہیں ان سب تراتوں میں باہ
 سبب سے شرح یاہ عامل پرستے والی ہے اسکو فاعلیٰ میں اور موقوف علیہ نہ
 بمعنی لولاد لامتخ کی بلکہ بمعنی وجد فوجد کہ مصحح ہی دخول فاعل یا گیا یعنی اللہ تعالیٰ
 فی موافق جری عادت کی اور مرعات حکمت اور مصلحت کے لئی اپنے افعال عباد
 کی لئے اسباب مقرر کئے ہیں اور فاعلیٰ سبببات اور سباب کا خود وہ آپس ہے
 اور اگر مراد یہ ہے کہ سبب موثر سوا اللہ تعالیٰ کے اور موقوف علیہ بمعنی لولاد لامتخ
 کی افعال الہی کے واسطی درکار نہیں تو یہ حق ہے پر اس سے نفی مطلق سبب
 لازم نہیں آتی نفی الخاص لا یستلزم نفی العام اور عالم ربانی نے فعل الہی کے واسطی
 سبب موثر سوا اللہ تعالیٰ کے اور موقوف علیہ بمعنی لولاد لامتخ کی ثابت نہیں
 کیا تا کہ اعتراض ادھر متوجہ ہو اگر موسوس کہی کہ قول قائل کا کہ نہیں سکتا دلالت
 کرتا ہی سبب قدرت پر اس فعل پر بدلہ اس سبب کے تو سبب موقوف علیہ بمعنی لولاد
 لامتخ کی یا موثر سوا ذات اللہ تعالیٰ کے افعال الہی کے واسطی اس قائل نے
 ثابت کیا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض جو کرتا ہی اسکو شعور نہیں وہ بی شعور
 ہی اس لفظ کے استعمال سے یہ لفظ دو معنوں میں آتا ہی ایک معنی اسکا نفی
 قدرت فاعلیٰ کے اس فعل پر جیسی کہتی ہیں آدمی نہ آتا ہی نہ اکر سکتا ہی اور کہو تر
 حتماً اکر سکتا ہے اور آتا ہے دوسرے معنی نفی اس فعل نیکی کہ جسکی کرنے میں
 مصلحت فوت ہو جیسی کہتے ہیں زبردست جو کم روز کو ایک کالی بیس دی لی تو وہ
 کم زبردست کر اسکو لی جانتی تھے کالی نہیں دی سکتا کہ کہیں اسکو اونی نہ لگی اور یہ
 معنی اسکی نہیں کہ کم زبرد کے زبان اسوقت گونگی ہو جاتی ہے کہ قدرت اسکو

کمالی پر نہیں رہتی انشاء اللہ خالق کہتی ہیں **س** ہمیشہ تو جو یہ کہتا ہے کہ قدرت
 ہی بہت ہے اب بھی آواز دہ کب تک سنا سکتی ہیں وہی نہ اور سنا دین بھی درک
 اگر اپنی باتوں کی گردن کو تو سجا سکتی ہیں وہ دوسرے غل میں کہتی ہیں **س**
 غیر سرگرم سخن ہنسی ہے کیا کچی بھلا ہم نہ رہ سکتی ہیں اس وقت نہ مل سکتی ہیں
 تیسرے غل میں ہی یہی اور خواجہ میر درد صاحب اور میر تقی کے کلام میں
 یہ بہت ہی پردہ آدین اونکی ہمارے پاس نہیں کہ اولیٰ لکھا جاتا بعد اس تحقیق
 کے پیر ہے جو کوئے عالم رہا ہے پر اعتراض کرے تو وہ مہدائی ہوگا اس
 طعنے کی مصلحت کا **س** بر خرنی تو ان زخیرت غلاب کرڈ عالم رہا ہے کے کلام میں ہی
 دوسرے معنی مراد ہے اور اس دوسرے معنی کے یقین پر قرینہ بنے قائم کیا ہے
 وہ یہ قول ہے اوسکا کہ کہیں لو کون کی دلیں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جاوے
 تو اس قرینہ لفظی سے معلوم ہوا کہ اوسکی معنی یہ ہے کہ درک نہ کرنا مقدور تو ہے پر
 رعایت اس مصلحت کی کہ فوت ہو جاوے درک نہ نہیں کر سکتا تو جیسی پہلی مثال
 میں کو نکا ہو جانا زبان کا نہیں سمجھا جاتا ایسا ہی یہاں ہے لی مقدور ہونا سمجھنا
 لی شعور ہے ہی تحقیق اس محاورہ کی یہ ہے کہ سکتا ہے یا نہیں سکتا ہے اصل
 معنی اوسکی قدرت رکھتا ہے یا نہیں رکھتا لیکن ثبوت اور عدم ثبوت قدرت کا کہے
 باعتبار نفس ذات قدرت کی متبرہ ہوتا ہے اور کہی باعتبار متعارف مصلحت کے تو اس قدر
 پر کر سکتا ہے اوسکی معنی یہ کہ قدرت ساتھ مصلحت کے رکھتا ہے اور نہیں کر سکتا اوسکی معنی یہ کہ قدرت ساتھ مصلحت کے نہیں رکھتا
 مصلحت اوس فعل کے کرنے میں ثبوت ہو تو زمانہ کہنا صحیح ہے کہ نہیں کر سکتا اوسکی
 معنی یہ کہ قدرت ساتھ مصلحت کے نہیں ہی یعنی نفی اس مقید کی باعتبار نفی قید مصلحت
 کی ہے اگرچہ مطلق کہ وہ اصل قدرت ہی ثابت ہو اور چھ مضمون مقید دوسرے کی کہ وہ قدرت

سابعہم عدم مصلحت کے پی پائی باد یہ اور یہی محاورہ صرف ہندی ہی کا نہیں بلکہ
 عرب کے کا ہے محاورہ ہی جیسی کہ میرا اذ قال الحقاریون یا عیسیٰ ابن مریم
 هل لیستظیم دلت ان یثقل علینا ما نلہ من السیماہ فیضادی میں مل
 یتسلح کے تین تو ہیں میں ایک یہ کہ و قیل صدہ الا ستطاعہ علی ما یقتضی
 الحکمتہ فاکادادہ کا علی ما یقتضی القدرۃ الختمی آیہ میں غور کرنے سے
 یہی تو یہیہ خوب معلوم ہوتا ہے پر مختصر یہ کہ سبب بہ نظر قدرت کی درکار نہیں اور نظر
 حکمت کی درکار ہے اور یہی مراد عالم ربانی کے یہی یہ جو موسس نے کہا اپنی فضل
 و کرم سے عاصی کو عذاب میں ہو سکتا ہی اور عفو کی یہی ہے تو بہ جائز ہے ہم کہتے ہیں
 کہ اسکا انکار عالم ربانی میں کب کیا ہے جو یہ خرافات ذکر کر رہا ہے بنظر حکم ہونی باوجود
 کی عالم ربانی میں تو یوں کہا ہی کہ لی سبب در گذر نہیں کر سکتا بلکہ انار لعات اپنی حکمت کے
 کہ کوئی فعل اس کی حکمت سے خالی نہیں تو عاصی کو جو اپنی فضل و کرم سے عذرا
 نہیٹ اور کیا رہے تو بہ کو عفو کر دے تو وہاں ہے کچھ حکمت ہوگی پردہ حکمت غماضہ
 جی کہ کہی کی علم میں نہیں آئی اگر اور سبب نہیں تو وہی حکمت سبب سے پرانا جاننا چاہیے
 کہ عفو کیا رہی تو بہ سے لی عذاب کے ہوئی کم ہوگا اور عذاب کی سچی شفاعت کے
 سبب عفو بہت ہوگا تو یہ معتزلہ کی بر علان ہوا کہ وہ مرکب کبیرہ لی تو بہ کو مغلطہ
 انرا کہتی ہیں اور وہ معتزلہ جو کہتی ہیں عذاب منقطع ہو جاوے گا اولیٰ یہ فرق ہے
 کہ ہم بر شخص کے جہنم احتمال مغفرت کا بلا درجول اسکی کہتی ہیں کہ جسکو چاہی مغفرت
 کر دی بخلاف ادنیٰ اور بعد دخول ناری کے ہم سبب خروج کا شفاعت کہتی ہیں بخلاف
 ادنیٰ کہ وہ اس شفاعت کی قایل نہیں اور یہ قول موسس کا اور منصف یہ کیا کہ
 کبیرہ کے عفو سے بعد تو بہ کے ہے انکار کیا یہ قول شخص و موسس اور علما

فہمی ماشا دھکا کہ اس میں انکار ہو عفو کا بلکہ صریح عفو کا اثبات اور اقرار ہے برعفو کی
 کیفیت بیان کی ساتھ وہ یہ کہ مذتب خائف کی عفو کی ساتھ مراعات حکمت اور
 مصلحت کی ہی چاہیے جو لائق ہی شان حکیم کے کہ کوئی فعل اور سکا خالی حکمت سے
 نہیں ہوتا جیسے مقرر ہے اور مصلحت دے میں مذکور ہو چکا اور مراعات حکمت کے
 یوں ہی کہ ایک مصلحت اور حکمت کو سبب بنا کر عفو کیجی اور وہ حکمت کہ جس کو سبب
 بنایا وہ شفاعت ہی اور اگر کوئی کیجی تو اس میں بادشاہ کی قدر لوگوں کے دلوں سے
 کہتے جاوے اور محض مطیع فرمان بردار اور یہ مجرم خائف برابر ہو جاوے اسلی
 سجات تو دو فرق ہیں کو ذی پر اول کو بلا شفاعت کہ حاجت او کو اس شفاعت کے
 پہنچتی اور دوسرے فرق کو شفاعت کی ساتھ اس میں آئیں پہلے باقی رہے
 شفیعوں کی عزت اور درجات زیادہ بڑی اور دو فرق ہیں برابر پہلے ہوئے
 فرق پہ تو یہ بڑے حکمت اور مصلحت ہوئے اور یہ دوسرے ہو سکا کہ اس
 حرات سی در گذر نہیں کر سکتا انتہی یہ تو مذکور ہو چکا ہے کہ اسکی معنی نہیں
 کہ بی سبب عفو کرنے میں قدرت تو ہے بر مصلحت اسکی ساتھ نہیں تو نفی نفس
 قدرت کی اس لفظ سے سمجھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کہ یہاں نفی ہوئی
 مصلحت کے ساتھ قدرت کی مراد ہے نہ نفی قدرت کی تو یہ سبب محض حق
 اور بی شعور ہے جیسے کہ بیان ہو چکا اور یہ قول ہو سکا کہ اس میں معتزلہ
 سی ہے ترقی کے الخ یہ حق در حق ہی اور بے شعور ہے بر بی شعور ہے ہی ایسے
 مکر معلوم ہوا کہ اسکی معنی تو یہ میں کہ بی سبب در گذر کرنے میں مصلحت نہیں
 ہی اور حکیم کا کوئی فعل خالی مصلحت میں نہیں ہوتا اور یہ معنی نہیں کہ بی سبب
 عفو کرے تو اسے قدرت نہیں اسلی کہ قرینہ اللہ اس ارادے عالم راہی ہے خود

اسی کلام میں اپنی ذکر کر دیا ہے جیسے کہ مذکور ہو چکا اور باقی کلام متعلق اس مقام کا
چشمی دوسرے کے دفع میں مذکور ہو گا افتاء اللہ تعالیٰ جہاں دوسرے قول
جسوسوس کا چشمی بقولہ بی سبب در کدر نہیں کر سکتا جماعت کی کہا
ہو یہ بھی مخالف ہے اہل سنت جماعت کی مذہب ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی
سبب در کار نہیں معتزلہ جو قائل ہوئی وجوب تخیل کے واسطی افعال الہی کے
اہل سنت کی اوپر رد کی شرح موافق وغیرہ میں مفصل لکھا ہے قول اس ہوسوس
کا چشمی بقولہ بی سبب در کدر نہیں کر سکتا الی تو یہ سبب در کار نہیں اسکا دفع تو اس کے
پہلی پانچویں دوسرے کے دفع میں معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اپنے کلام
قدیم میں اپنی افعال کے سبب مادی میں اور تمام عالم میں اس خالق حکیم نے سبب
مسیات کو ادنیٰ اسباب سے درلودا اور منوما کر کے اول سبکو پیدا کیا ہے تو اوسمیں
اوس حکیم علیم قادر کامل العزیز کی عظمت اور حکمت معلوم کر کے عباد کہتی ہیں دنیا
خلقت خدا یا طلالہ تو پر اس یہود کی کہنی ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کو یہ
در کار نہیں یہ لازم آیا کہ جو چیز اس خالق تعالیٰ کو اپنی افعال کے لئے کسی وجہ
محسوس کر کار نہ ہوتی گو بنا بر مصلحت در کار ہوتی وہ اوسنی اپنی کار میں لایا وہو کما شہ
دوسرے اس چہالت کو دیکھو کہ دعویٰ توفیقی سبب کا اور نفی تخیل کے جو اہل سنت نے
کی اپنی نفی اوسکی ٹھہرائی تو اس سے ثابت ہوا کہ سبب اور علت اسکی نزدیک ایک ہے
جیسی اصطلاح فلسفی کے پی پر یہ ہوسوس اتنا نہیں جانتا کہ اصطلاح شریعہ میں سبب
اور علت دونوں الہامین مابین میں جیسی انسان اور فرس علت کی مفہوم میں تاثیر
یا باعث ہونا معتبر ہے سبب کی مفہوم میں نفی تاثیر کے یا باعث ہونے کے ایک مابین
نفی سے دوسرے مابین کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ کہہ جی جمع ہوتے ہیں جسے زیادہ

ہی اور لافرس کلام بیان فلسفیات میں نہیں کہ اسکی اصطلاح پر کلام کے بنا ہو بلکہ
 شریعات میں یہ تو اسکی اصطلاح چاہیے پر مقرر کہ جو تعلیل کے قایل ہیں اور
 اہل سنت نے اور نہ رد کیا یعنی تعلیل باطل کیے تو وہ تعلیل ہے ساتھ علت غائی
 کی وہ علت غائی کہ موثر ہوتی ہے فاعلیت میں فاعل کیے یا تعلیل ہے ساتھ
 غرض کیے وہ غرض کہ فاعل اس غرض سے اپنی تکمیل کرتا ہے اور اہل تہک
 اور دونوں یہ مقرر ہے کہ وہ متعلق ہے کسی علت غائی سے نہ وہ متعلق
 کسی غرض سے جیسی کتب عقاید میں مذکور ہے نہ مطلق تعلیل کہ وہ جائز ہے اسکی
 کہ تاثر یہ کی بیان افعال الہی متعلق ہیں ساتھ مصالح عباد کے لیکن اصلاح
 اور کی نزدیک اند تعالیٰ پر واجب نہیں بخلاف مقرر کیے کہ وہ واجب کہتی
 ہیں تو وہ تو مذہبوں میں فرق ہو گیا بلکہ بعضی تاثر یہ فرمایا ہے کہ جو کو یہ
 تعلیل سے انکار کرتا ہے تو وہ ثبوت کا منکر ہے تو دعویٰ اور دلیل
 موسوس کیے وہ غلط ہوئے اب وہ باتیں جو ہمیں اس موسوس کے تعلق کے
 لئی ذکر کے ہیں انکی سند مستور صدر الشریعہ امینی جو تاثر یہ فرمایا ہے
 اما القسم الثاني من الحكم وهو الذي يكون حكما متعلق بشئ
 لشيء اخر فالشيء المتعلق ان كان داخل في الاثر فهو ركن واذا
 كان موثرا فيه على ما ذكرنا في القياس فاعلة واذا كان
 كان موثرا فيه في الجملة فاعلة واذا كان موثرا فيه في وجوده
 فاعلة واذا كان موثرا فيه في ان يولد على وجوده فاعلة
 ويكبر علت من تاثير اور سبب من عدم تاثير مجتہد کی تو اس میں متباین ہو گئی اور
 دوسرے سبب فرمایا ہے العلة قبل المعنى والشكل والعلة بعد المعنى

في تعريف العلة فقال البعض هي المعرفة أي ما يكون والاعط
 وجود الحكم وقالوا العلة الشرعية كلها معارف لا فما ليست
 في الحقيقة بموترة بل الموترة هو الله تعالى قلنا يدخل العلامة
 في تعريف العلة ولا يبقى الفرق بينهما لكن الفرق ثابت لأن
 الأحكام بالنسبة إليها مضافة إلى العلة كما ملأ إلى الشارع
 القصاص إلى القتل وليست الأحكام مضافة إلى العلامات
 كما رجع إلى الأحكام فلا يد من الفرق بين العلة والعلامة
 وقيل الموترة هي في الحقيقة ليست بموترة أعلم أن البعض عرفوا
 العلة بالموترة والمراد بالموترة ما به وجود الشيء كالشمس للنور
 والنار للحرق والبعض أبطلوا تعريف العلة بالموترة لأنها في الحقيقة
 ليست بموترة بل العلة الشرعية كلها معارف لأن الحكم قديم فلا
 يؤثر فيه الحادث وأجواب عن هذا أنا قد ذكرنا أن الحكم المصطلح
 موثر حكم الله تعالى فإن إيجاب الله تعالى قديم والوجوب حادث
 فالمراد من الموترة في الحكم ليس أنه موثر في الإيجاب القديم
 بل في الوجوب الحادث بمعنى أن الله تعالى رتب بالإيجاب
 القديم الوجوب على امر حادث كما دللوا مثلاً والمراد بكونه
 موثر أن الله تعالى حكم بوجوب ذلك أكثر من ذلك الأمر كما
 القصاص بالقتل والحرق بالنار ولا فرق في هذا بين العلة
 العقلية والشرعية فكل من جعل العلة العقلية موثرة بذاتها
 يجعل الشرعية كذلك وهو المعنونة فكما أن النار علة الحرق

عنه صم بالذات بل خلق الله تعالى الاحراق كان القتل
العمد بغير حق علة لوجوب القصاص ايضا عقلا وكل
من جعل العلة العقلية موثرة بمعنى انه جرم في العادة الا
لهمة بمخلق الا فر عقيب ذلك الشيء كخلق الاحراق عقيب
مماسسة النار لا الهما موثرة بذواتهما يجعل العلة الشرعية
بذلك بانه حكم الله كما وجد ذلك الشيء يوجد عقيب
الوجوب حسب وجود الاحراق عقيب مماسسة النار فان
المتولدات بمخلق الله تعالى عند اهل السنة والجماعة
على ما عرف في علم الكلام الا ان يقال بالنسبة اليها فان
الاحكام يضاف الى الاسباب في حقنا فانا مبتلون بنسبة
الاحكام الى الاسباب الظاهرة فيجب القصاص بالقتل و
ان كان في الحقيقة المقتول ميتا باجله ففي ظاهر الشرع
الاحكام مضافة الى الاسباب فهذا معنى كونها موثرة
وقيل الباعث لا على سبيل الايجاب بعض الناس
عرفوا العلة بالباعث يعني يكون باعثا للشارع على شرع
الحكم كما في قولك جئتكم لاكمالكم اكرام باعث على
المجبي والقتل العمد باعث للشارع على شرع القصاص صيانة
لنفس وقوله لا على سبيل الايجاب احتراز عن مذهب
المعتزلة فان العلة يجب على الله تعالى شرع الحكم عند
على ما عرف ان الاصل للعباد واجب على الله تعالى عندهم

ابي المستعمل على حكمته مقصودة للشارع في تسمية الحكم
 وهذا التفسير الباعث على سبيل الايجاب فالمراد من
 الحكمة المصلحة والمراد من كونه مشتقاً على الحكمة ان
 ترتيب الحكم على هذا العلة متصل للحكمة فان العلة لوجوب
 القصاص القتل العمد العاد وان روى كيتسوا اشتغالاً على
 الحكمة الا بهذا المعنى من جلب نفع اى الى العباد اردفهم
 اى عن العباد فبهذا مبني على ان افعال الله تعالى معللة
 بمصالح العباد عندنا مع ان الاصل لا يكون واجبا عليه
 تعالى خلاف المصلحة وما ابعد عن الحق من قال انها غير
 معللة لهما فان بعثة الانبياء عليهم السلام لا هتداء الخلق
 واظهار المعجزات لتصد يقيم فمن انكر التعليل فقد انكسر
 النبوة وفتى الله تعالى وما منعت الحق والانس الا
 ليعبدون وما اسروا الا ليعبدوا والله وامثال ذلك كثيرة
 في القرآن ودالة على ما قلنا والبيان لم يفعل لغرض اصلا
 يلزم العيب ودليلهم انه ان فعل لغرض فان لم يكن حصلي
 ذلك الغرض اولى به من عدمه امتنع منه فعله وان كان
 اولى به كان مستكملاً به فيكون ناقصاً وقد قيل عليه انه
 انما يكون مستكملاً به لو كان الغرض راجعاً اليه وهو ناراجع
 الى الغرض اذ راجعاً الى ما عن ذلك بان يتحصل مصلحة العباد
 ١٥١٥ ان استويا بالنسبة اليه لا يكون غرضاً وادعياً

کہ ان الفضل کا تہہ عینہما یلحقہ الذی سببہم من غیر سببہم و ان
 لم یسببوا بالنسبۃ الیہ یکنون فعلہ اولی فیلزم ما کہ تستکمال
 اتقانہ و اما البیضا ب غیث مرتبی کا بنا لا تعلم ان فیستریا یا
 للنسبۃ الیہ لا یدکرہ غرض فاراد اجبا و لا ندیکہ ان الذی سببہم
 من غیر سببہم لہ کہ لا یجوز ان یکنونہ و فی ذلک بانہما بہتالی
 الذی یاد سببہما علی ان التبع جہہ من غیر المرشح لزوم من
 ہذا نہ یکبر انتہی علامہ فقہانی روحہ اللہ علیہ فی باوجود اشتریکہ ہونگی
 اس قول کو صدر الشریعت شک قبول کیا اور اس پر استدلال فرمایا یوں کہ
 و من انکر الخلیل فقد انکر النبوة لان تعلیل بعثۃ النبی
 علیہ السلام باعتداء الخلق لازم لها و کذا تعلیل انطاقت
 المنجزة علی یل النبی علیہ السلام بتصدیق الخلق و انکار اللہ
 انکار الملک و کم لا تنقضاء الملک و بانقضاء اللزوم انتہی و
 معلوم ہوا کہ علامہ کیسے تہہ دیکھتی ہی تعلیل کہ ہے اس سببی میں تہہ نذیب میں
 ایک ہی کہ افعال الہی مطلق میں مابینہ علت و اثر اور غرض کے اسلی کہ فعل خالی
 غرض اور غایت ہی عین ہی اور اندر قالی کا فعل عین ہونی سے منترہ ہے
 یہ نذیب منقرکہ کا ہے دوسرہ ایہ کہ مطلق نہیں اس لئی کہ علت قاعلت
 ہوتی ہے فاعلیت کی اور غرض مکمل ہوتے ہے فاعل کے اور اندر قاعلت
 منترہ ہی اس سے کہ اپنی فاعل ہوتی میں منفعل ہو کسی علت خائے سی یا شکل
 ہو کسی غرض سے ان اللہ غنی عن العیالین اور فعل خالی غرض سے تعین
 ہوتا ہی کہ مشتمل حکمت اور منجلیت میں ہے ہنوسو فاعل الہی اگرچہ خالی علت خائے

اور عرض ہے یہ پر خالص حکم اور مصالح عباد اور مخلوق سے نہیں تو مثبت
 ہوا یہ مذہب ہے اشاعرہ کا قیصرانہ یہ کہ فعل الہی معلل نہیں ساتھ اس
 علت ثانی کی کہ علت ہو قاعلیت قائل کے اور نہ ساتھ اس عرض کے کہ موجب
 تکمیل فاعل کے ہو یہ معلل ہیں ساتھ حکم اور مصالح عباد اور مخلوق کے موجب حکمت
 اور مصلحتی غرض اور علت غائی ہو یہ یعنی باعث کی اوپر فعل کے نہ وہ معنی ہے
 کا جسکو اشاعرہ رد کرتے ہیں کہ قاعلیت فاعل کے علت یا موجب تکمیل فاعل کے
 بلکہ اس معنی کہ جو صدر الشریعت فی عبارت منقولہ میں فرمایا ہے یہ مذہب سیرا
 ماتریدہ کا ہے اور اسی مذہب کو صدر الشریعت فی مدلی کیا یہ متبنون مذہب اس
 عبارت میں جو بھی نقل کیے مذکور ہیں مذہب ماتریدہ کا جو سواد اعظم اس امت مذہب
 کی میں وسطی فراب ثانیہ کا انہیں اثبات تلبیل کا بطور متقدم کے نہ انکار تلبیل کا
 بالکل بطور اشاعرہ کے بلکہ تلبیل ہے پر حکم اور مصالح عباد اور مخلوق کے ساتھ اب
 جرح اور قیدیل مقدمات دلیل ماتریدہ کے طول چاہتا ہی اور غرض ہے اس سے
 متعلق نہیں اس لیے کہ مقدمہ دوم میں مزائب کا بیان ہی وہ تفصیل فی الجملہ کے
 ساتھ بیان کر دیا اب ثابت ہو کہ افعال الہی کے اسباب تو مخصوص قطعہ قرآن
 مجید سے ثابت ہیں منکران اسباب کا منکر ہی مخصوص قطعہ قرآن کا ایسی منکر کا
 جو حکم شرع میں ہی علما جانتے ہیں پر یہ گمراہ انکار کرنی میں نفس قطعی قرآن کی یہ
 کچھ اندیشہ نہیں کرتا جیسی نفس قطعی قل کا یعلیٰ من فی السموات والارض
 الغیب کا اللہ اسنی انکا اپنی رسالہ میں جسکا نام جو اہر منظومہ ہے انکار کیا ہی
 اور طاعلی فارسی نے شرح فقہ اکبر میں منکر اس نفس کے کو کافر کہا ہے بیت اس
 رسالہ کے یہ ہے طبع الغرض برامتی بری علیٰ غیب والی غیب کوئے آپ کے

عبارت ملا علی قاری کے شرح کی یہ ہے ثم اعلم ان الانبياء عليهم
 السلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى
 احيانا وذكر المحققين بقصرهم بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه
 السلام يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى قل لا يعلم من في
 السموات والارض الغيب الا الله كذا في المسامحة اور اياہی ہے
 یہ قول حق تعالیٰ کا ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من النجاس وما
 صني السوء بیان اسکی خطا کا یہ ہے کہ جس مغیبات کی کوئی خبر دی کسی کی اطلاع
 اور اخبار سی تو اسکو غیب دانی اور غیب گوئی نہیں کہتی جیسی کوئی اندس کا حال
 مثلا سچوں سے منکر بنادی تو اسکو نہ کہیں گے کہ یہ غیب دانی اور غیب گوئی ہے
 یہی انبیاء علیہ السلام کو اعلام الہی سے غیب معلوم ہوتا تھا تو اسکو غیب دانی
 اور غیب گوئی نہیں کہتی کہ یہ منافی ہی نفی علم غیب کو جو مضمون دو نواہت کریمہ
 کا ہی اسباب فعل الہی کے تو ثابت ہیں قرآن مجید میں باقی رکھنا کلام تعلیل میں سواد
 ہی موافق مذہب سواد اعظم کے ثابت ہوا بت صاف اور صریح ثابت ہو گیا کہ یہ
 جو اس موسوس فی جہش و موسوسین کہا ہے کہ نہ افعال الہی کے اسباب تعلیل
 ہیں اس سے عالم ربانے پر طعن کیا سو صرف دوسرے خناس ہے اللہ تعالیٰ اپنے
 عباد مومنین کو اس سے بچا دے جیسے کہ فرمایا ہے الذین عبادی لیس لک بهم
 لبطلان حاصل کلام عالم ربانی کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے
 اور ہر فعل میں حکمت ہے کیونکہ وہ توقیر و حکیم ہے تو اعتقاد نفی قدرت کا جیسے
 ضلالت ہے انکار نفی حکمت کا یہی ویسی ہی مکرابی ہے اسیر اسطی اللہ تعالیٰ
 معفرت کی واسطی ہے کچھ سبب پیدا کر دیکھا جیسی شفاعت اور معتقد دو لوگوں کی

قدرت اور حکمت کا وہی ہستی اور دانشی اور پے ندیب ہی خواص اہل سنت
 اور جماعت کا یعنی صوفیہ کرام کا اس ندیب کی بیان میں حضرت ابو سعید ابو اخیر
 رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رباعی ہے اور بعضی اولیاء کرام نے اس کی تفسیر کیے
 ہی تو وہ رباعی اور وہ شرح بیان نقل کرنا سب سے کہ دسوسہ خاص کے چکر
 جاویں **س** زلفش بکشی شبی دراز آید از دہ چون بکھری چنکل باز آید از دہ
 یک گره از پیچ و خمش کشای عالم عالم مشک طراز آید از دہ کو نید این رباعی را
 شیخ ابو سعید ابو اخیر قدس سرہ در سرقنا و قد گفته است بخاطر فاطر در علی آن
 چند و ہم غلطوری کرد و دہ اول انکہ حضرت حق سبحانہ بیکت بالہ خوش قدرت
 عالم خود را در برہ حکمت مستور ساختہ است و اسباب را کہ مقتضای حکمت است
 رو پوش قدرت کرد ایندہ و مضمون قاطع دعوت بر قدرت خود نمودہ و نیز دلالت
 بر ابقای سنت و حکمت فرمودہ و کمال را بجمع میان سبب و مسبب نمود و بدین
 ستایش حضرت یعقوب علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ السلام کہ جمع نمود میان برود در
 کتاب مجید خود کرد باینکہ گفت **انہ لاند و علم لما علمناہ و لکن الکلام**
لا یعلل پس بر کہ نظر او بر عالم حکمت مقصور شد و در مذہب اسباب ماند و بقدرت
 مسبب حقیقی علی سلطانہ بی نور و خصال شد و عالمی را بکمرای برود ہر کہ سبب از میان
 مطلقا برداشت و از حکمت حکیم مطلق غزیرانہ چشم پوشید کارخانہ بزرگ خداوند
 را غرر جل معطل ساخت و کار را بر اہل عالم بند نمود و ہر کہ سبب از میان آورد و ہر
 حقیقی در جمیع اشیاء فعل حق را جل و علا دید ہر کہ حق ہستی گشت و از ہر دو ہمکہ و از
 و عالم را ہدایت کشید زلف کہ در مجاز سائر روی محبوب است در رباعی حضرت شیخ
 کوئی گایہ از حکمت بہت کہ رو پوش قدرت بہت اگر از ابر روی قدرت بکشی و قدرت

را بان مستور سازید یا از آنجو کشتی و بان در آویزید و پی بقدرت بنریستے
 در از آید از و یعنی تاریکی و گمراهی که را می بنور هدایت غرار و از ان پدید آید چون بگذارد
 یعنی حکمت را از دست بدی و اسباب را مطلقاً فرو گذارد چنانکه باز آید از و یعنی
 سنگی و انقباض با وجود وسعت و بسط پدید آید گر یک گره از پیچ و خم نشکست
 یعنی اگر سبب را ایجاد اری و گره پیچ و خم انرا که عالمی بان پندگشته و از پیچ
 ان را می نیافه و بحقیقت معامله نشافته بکشتی و از بندش دارید و بحقیقت
 بشتابی با سره اری که در ایجاد اسباب مودع است که را از روی آن بکشیاید و
 بر ان اسرار اطلاع یابید از ضیق طرفین خلاص شوید و بشاه راه حصول شرف
 ذی الجلال در آید و عالمی را رانها گردی چنانچه گفته است عالم عالم سنگ طر از آید از و
 یعنی بزلت که سبب ضلالت جمع کثیر است درین وقت و سبب هدایت و رهنمودی که
 سنگ طر از کنایه از ان است میگردان درین وقت حاصل مر این کس از ان لغت
 سنگ طر از است چه سنگ طر از چه نیکو است که در افاق امتداری یابد و عالمی بان
 از ضلالت هدایت می آید انتقی الوجه الاول جو سبب جوہ کی ذکر کرنی میں تطویر
 بلا ضرورت ہی اس لئے کہ ہمارے مطلب کے ثبوت میں وجہ اول کافی ہے
 تو اسی ایک وجہ پر اکتفا کی گئی **ساتواں** و **سوسم قول اس**
سوسوم کا ساتواں مقولہ ایک شخص کے تعریف میں لکھا
 از بیکہ عالی حضرت در بدر و فطرت الخیرہ و سوسم مکر کیا جالیہ سب پہلی و سوسوم
 اضعف اور اوہن من حیث البتوت ہی بیان ہیہ اقباس لایقی ہے دان اوہن
 البیوت لبیت العسکرت پہلی دفع سے اس و سوسم کے کئی باتیں سننی چاہیے کہ
 وہ مقدمات دفع کی ہیں ایک بات یہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت مجدد الماتہ سے فرمایا

یعنی تیر کوین صدے کی مراد اس خناس کے ہیں حضرت ممدوح البقی اللہ تعالیٰ
ظہور آثار ہدایۃ الی یوم البعث و النشور سید السادات کمال تقوی متقی اہل زمان
خاندان عالی او کنی جناب کا تقویٰ اور اتباع سنت میں سنہرہ افاق لکوک آدمی
دست حق پرست جناب او کنی سے اور دست خلفاؤں کے سے ہندے او تائب
کفر اور شرک جلی اور خفی اور بدعات اور دوسرے گہار اور صغیر سے ہوئے
اس خناس نے ظاہر میں تکیف عالم ربانی کے کرے اسلی کہ کہا بعضوں نے ایسی
کلام کر نیوالی کو کافر ہے کہا اور ایا اس بی ادبی کی اوس حضرت عمرہ اولاد
حضرت رسول اور رسول کے طرف بھی صلی اللہ علیہ و علیہا و علی سائرہ وسلم
تو یہی بات ہے کہ ہمیں مقدمہ میں بھی ہی کہ یہ جامع ہے رخص اور خروج
اوسکی یعنی یہ کہ از روی تقیہ کے یہ سنی حنفی اور باطن میں رافضی غالی اور
بی ادبی میں سادات کی شیعہ خارجیوں کا گویا خارجی پر چند یہ تینوں فرقہ آپس میں
اعتماد میں پریشیاں مذکورہ سے جمع ہونا ہو سکتا ہے ایک اسم بر سبیل حقیقت
دو مجازا اور یہ جو نام حضرت ممدوح کا نکلا اور پردی میں بی ادبی کے اسکی دو سبب
ایک یہ کہ مرید اور معتقد او کنی ہر شہر اور قریہ میں ہیں تو مبادا اسکو سزا پہنچے
دوسرے یہ کہ خوف اپنی مذہب والوں کا کہوں کہ بعضی شیعہ جو بیوقوف ہیں وہ
سیکسنی کو سید نہیں جانتی اور بی ادبی کرتے ہیں پردہ جو اپنی مذہب کی متقی ہیں
وہ کہتی ہیں کہ اعتقاد اور مذہب اور وہ سید سنی کو ہے اند انہیں دیتی دوسرے
یہ بات ہے کہ ایک تشبیہ ہے اور ایک لتویہ ان دونوں میں فرق ہے تشبیہ میں
تشبیہ پر تشبیہ پردہ تشبیہ میں فوقیت اور قوت ہی حقیقتہ یا ادعا بخلاف لتویہ کہ
ایک مساد کو دوسرے پر نہ فوقیت نہ قوت اور یہ نزدیک علماء بیان کی ظاہر ہے

بہانہ اور اسکی تفصیل میں الجبابہ ہی خلاف مقتضای مقام کے قیصر سے یہ بات کہ نسبتیہ
 خصوصاً بطور اطلاق کیے ساتھ حضرت غیر البشر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جو ترفع
 اور اثبات رفعت مشبہ میں منظور ہو اور یہ وہ مشبہ اہل دنیا سی ہو جیسی اکثر شرا کرے
 میں تو یہی البتہ کفری اور کمال بے ادب ہے اور منظور نسبتیہ سے خصوصاً جو وجہ مخصوص
 میں ہو یہ بطور تحقیق کی معنی بیان واقع اور ثبوت نقض لامری رفعت مشبہ کے ہو یہ
 وہ ہی بطور تبعیت اور تاسی کے یہ وہ تبعیت ہی طبعی ہو جیسی اولاد میں اپنی آباؤ
 اجداد کے یا تبعیت اختیار کے جیسی کاغذ اولاد اور امت میں جو قدم بقدم حضرت
 سید المرسلین کے ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسیح کتاب اور سنت کے یہ
 دو توبتین جو جمع ہوں تو اسکی کمالات اور فضائل کا تو کیا کہنا چاہی جیسی حضرت
 مجدد مروج میں اور نہ کچھ کم کر کے عالم ربانے میں حق تعالیٰ فرمایا ہے قل ان
 کنتم تحببوا اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس سے ثابت ہوا کہ متبع رسول اللہ
 کا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محبوب آہی بن جانا ہی یہ کوئی نعمت ہے جو اپنے
 محبوب کو موافق حکمت کی عنایت ہونگی اس اتباع میں مجدد مائے ثانی عشرہ بلکہ صد مائے
 خاندان عالی حضرت مروج کا شہرہ افاق ہی مسکرا دے گا جاہل اور کاذب نزدیک خلافت
 کی اور یہ جو ہمیں کئی دعوے کی کتاب اور سنت میں اور کلام اولیا امد میں ہو جو
 اور مذکور میں ایک آیت تو مذکور ہوئے اور ذکر اسکا ہم اتنی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ
 اور شعا دیوہ ہے تھانی علیاض کے وجہ خامس اور سابع میں یہی اسکا خلاف نہیں
 یہاں یہ خامس اگر اہل ہمتا تو شعا دیوہ جو الہ کرتا اور شفا کو دیکھ کرنا سمجھی سے مرض
 مرضی ہو بہا آخرت کا ہو جیسی اور مسکا ہے بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ اہل عانا
 کہ کسی شفا نہیں دیکھیں ہون لی علمین کو غریب و یر وں گا اور بعضوں کو دی ہے

دیا بعد ذکر قرآن اور حدیث اور کلام اولیاء الہد کے عبارت شفا کے بھی مذکور ہو سکے
 اور حق اسکا ظاہر کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ الہد تعالیٰ فرمائی و الا ننتہر لہم
 نعمت تو اس سے محدث سہا بہ نعمت رب کے اپنی جیب پر واجب کیے اور فرمایا کہ
 فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس حدیث کو امت پر ہے واجب کیا تفسیر مظہری میں بعد الہد
 حدیثوں کی یہ حدیث ہے **وَعَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمُنَادِمِ لَمْ يَشْكُرِ الْقَلِيلَ لَمْ يَشْكُرِ الْكَثِيرَ
وَمَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ وَالتَّوَدَّ أَنْ يَنْعَمَ اللَّهُ شُكْرًا
وَتَرْكُهُ كَفْرًا و الجماعۃ رجمۃ اللہ و الفرقۃ عذاب و واه البعۃ
 ہذا کا حدیث تقتضی شکر المشایخ و الاساتذۃ و حسن
 الثناء علیہم و عنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد کئی سطروں
 کے ہی مسئلہ محدث النعمۃ شکر امن ہذا القلیل الی قولہ من طین اس
 مذکور سے ثابت ہوا کہ عالم ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول شکر ہے اور ارادے واجب اور
 شکر اسکا جاہل گویا شکر کریمہ مذکورہ کا اور جو اس خناس نے اسکو لی ادبی کہا ہے وہ
 خطایہ تبسیی مجمل تو مقدمات میں معلوم ہوا مفصل ہے کہا جائیگا اب تشبیہ و
 تحقیق کا بیان جسٹو حضرت صدیق اکبر سے اللہ تعالیٰ عنہ شان میں حضرت سبط
 اکبر کے فرماتے ہیں بابی المنشبہ بالنبی لیس شیئاً بالعلی و علی لعلک اور
 بنما کے میں ہی اسی معنوں کے حدیث مروی ہے اور سبط اصغر میں ہے
 قول انس سے مروی ہے علما نے دریاں دو تون کے توفیق کر دیے ہی یہ مقام
 ازسکی بایں کا نہیں مطلب جمعی قول حضرت صدیق کے میں یہ کہ حضرت صدیق نے
 ولد بالواسطہ کے تشبیہ سے تہ بنے علیہ الصلوۃ والسلام کے دی ہے یعنی تشبیہ فرمایا

اسکی منجی کہ کمال مشابہت ہی جیسی عالم ربانی کہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے: اَقْدَمَ دَاوُدَ بَنَیَ بَابِ بَکْرٍ وَعِمْرَانُ تَعَالَى فَرَمَا: وَصَا اَتَّكُمُ الرَّسُولُ تَعْلَمُوْا مَا هُنَّكُمْ عَتَه فَاَنْتُمْ تَوَا اَوْرَیْہِ سَكُوْۃ مِّنْ بَابِ بَلُوْغِ الصَّغِيْرَةِ خُضَانَةِ كِي پھلی مَقْل مِّنْ حَدِیْثِ تَفَقُّیْ عَلَیْہِ مِّنْ یَّہِ كہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کو اَشْبِہْتِ خَلْقِي وَخَلْقِي تَوْجُوْا عَالَمِ رَبَّانِي سَنَ تَشْبِہُ بِرُوحِهِ وَاقْعُ فَرْزَنْدِ رَسُوْلِ اَمْرًا لَوْ اَسْطُكِي یعنی حضرت سید احمد علی الرحمۃ والغفران کے جو فرزند ہیں اور روحی دونوں ہتی حضرت رسول اللہ کے حضرت رسول اللہ سے ہی صلی اللہ علیہ وسلم تو شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور پھر موافق اجازت اللہ رب العالمین اور حضرت رسول اب العالمین کے ہی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سکر اوسکا منکر دونوں اجازتوں کا ہی اور سکر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اسکا حکم ہو شرع میں ہی علما جانتے ہیں تفسیر مظہر میں پنچ کریمہ و صدقت بحکمانتہ رجا و کتبہ و کانت من القنتین کی مذکور ہی عَفُوْا اِلٰی مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: کُلُّ مَنْ رَزَقَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرًا وَلَمْ یُکْمِلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا اَسْنِیَّةَ اِمْرَاةٍ فَرَحُوْا وَمَسَامِیْمُ بَنَاتِ عِمْرَانَ وَانْ مَقْلَ عَائِشَةَ عَلٰی النِّسَاءِ کَفَضَلَ الثَّوْدِیَّ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتَّشِیْمَانِ فِی الْعَصِیْحَانِ وَالتَّوْمَدِیَّ وَابْنُ مَاجَہٍ وَرَوَاهُ النَّسَیُّ وَابْنُ عَیْمَرٍ فِی الْحَلِیَّةِ لَمْ یُکْمِلْ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرًا وَلَمْ یُکْمِلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا اَرْبَعًا اَسْنِیَّةً بَنَاتٍ فَرَحُوْا اِمْرَاةً فَرَحُوْنَ وَمَسَامِیْمُ بَنَاتِ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَةُ بَنْتُ خَدِیْدٍ وَفَاطِمَةُ بَنْتُ مُحَمَّدٍ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلٰی النِّسَاءِ کَفَضَلَ الثَّوْدِیَّ عَلٰی الطَّعَامِ قُلْتُ لَعَلَّ الْمُرَادَ بِالْکَمَالِ الْبُلُوْغُ

الى كماله النبوة وما فتحها ورواية الصحاح كالمخبر عن
 الامم الماضية حيث كثرت الانبياء فيهم ولم تبلغ درجته كمالات
 النبوة من النساء الا سيرة ودرجته انتهى اوراسي كيه موافق اليك سمو
 چو بنوین مکتوب حضرت شیخ محمد معصوم ابن امام ربانی اویسی رحمتی کا مشرف الکر
 سبع مثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی مین ہی مجذوبان بزرگان
 باعلیٰ بسنت اختیار کرده اند و از بدعت اجتناب فرموده امور که در دین محدث
 گشته است هر چند بظاهر در اطمینان نافع نماید بران عمل فی نمایند و اتباع سنت
 را اگر چه در حقیقت سود نماید از دست نمی دهند لهذا کارخانه ایشان بلند آمد پیشان
 و حصول نشان مرتفع گردید و برای اینها نهایت آمیز گشت و از حقیقت کار آگاہی یافتند
 و از ظلال گذشته باصل پیوستند و از کمالات محفوظه انبیاء علیهم التحیات و السلام
 بهره کامل گرفتند و حکم نمودند که نبوت افضل از ولایت است اگر چه ولایت آن
 نبی بود و حکمی که برخلاف آن بود بر سر دقتی محمول داشتند اگر چه شمر از حقیقت
 معاطه این اکابر در میان آمد نزدیک است که نزدیکان دوری جویند و واصلان
 راه هجر بوند مستمع از خوش رود و مکتوب را تاب نماند فریاد حق این همه آخر
 بجزه حبیب هم نقد غریب در حدیث عجیب است: «مستجابات قرانی رمزیت از ان
 و مستطاعات غزالی ایما لیت بان این دولت با مالت نصیب انبیاء کرام است پیهم
 امداد و التزیلات و کمالی مرتبه و از اتباع این بزرگواران نیز نصیب است بوارثت
 علیهم السلام و انزل الله الذلک فعیالک یا اتباع خاتمة الرسل علیه و
 علیهم السلام ما تاتوا من النبیات و الدائم علیکم و علی من لدیکم و مکرمو
 تفسیر اور حدیثیاد و مکتوب بیخ تمجید سی که چو دولت که انبیاء علیهم السلام کربالان

فقہیب سے اور سہیل سے اور کئی درجہ کاملین کو بہتجیت اور وراثت کی حاصل ہوتے
 ہی تو کسی وارث اکمل کو جو اصل فطرت میں کمال مشابہت ہو ذات مقدس
 سے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بہتجیت اور وراثت قولیہ حبیبی موافق قرآن
 اور حدیث کے ہے جیسی مذکور ہو اسو افی کلام اولیا کے بھی ہے باقی رہا کلام
 امیہ میں خاص کر کے وہ الگی آویکا اب دیکھو مکتوب مکیہ و نو د و د میں اس
 کمال مشابہت کی اصل فطرت میں کو یا تصریح عبارت اس مکتوب کی یہی بسم اللہ و
 السلام علی رسول حضرت ایشان ماضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمودند کہ بقیہ از خلقت
 سرور دین و دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام باندہ بود و انرا اولش کو بیان
 بیک فرد سے از دو لقمہ ان امت او عطا فرمودہ اند و تخمیر طینیہ او از ان نمودند
 و ازین راہ ان فرد را از اصالتہ پیرہ در ساختہ اند از ان بقیہ بعد تخمیر طینیہ ان
 فرد نیز بقیہ قلیلی باندہ بود ان بقیہ بقیہ کی از منتسبان ان فرد آمدہ است
 و تخمیر طینیہ او از ان فرمودہ اند و باند از ان خطی از اصالتہ نیز یافتہ ان ربک
 واسع المنفردہ اور بعد کئی سطروں کے یہ عبارت ہی قرار حصول کمالات نبوت
 مر بعضی افراد امت را بطریق بہتجیت و وراثت لازم نمی آید کہ آن نبی باشد یا ما
 بانی پیدا کند چہ حصول کمالات نبوت دیگر است و حصول منفعت نبوت دیگر چنانچہ
 تحقیق این معنی بتفصیل در مکتوبات قرسیہ آیات حضرت ایشان مسطور است و
 السلام علی من اتبع الهدی دیکھو اس میں تصریح ہے کہ بقیہ خلقت سرور دین و
 دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے بطور اولش کے کسی فرد است کو عنایت
 ہوا اور اس فرد کے تخمیر طینیہ کے اس سے ہوئے تو اس فرد کو کمال مشابہت
 بدو فطرت میں جناب رسالت مآب سے صلی اللہ علیہ وسلم بطور اولش اور

اوریت اور غیبت کی ماحصل ہو گئے اور جو کوئی اسکو بر سبیل تاسی اور تحقیق کے
 بیان کرے گا اور سب سے بی ادبے اور بے توقیر سے الیاذ بالہ قاتلے ختم
 ختم رسالت کے ہنر کے صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسی صورت میں جو اثبات ہے
 ادبے بی توقیر سے مذکور کے نسبت اس خناس نے شفا کی طرف کی ہے سو یہ
 جو ہر مالکہ اب سے شفا میں یہ ہرگز نہیں کہا ہے جیسی مذکور ہو گا اور یہ اسی
 مکتوب میں تصحیح ہے کہ کمالات نبوت بعض افراد امت کو بطریق تبیت اور
 وراثت کی حاصل ہوتے ہیں اور اس سے نہ بنی ہونا اور نہ مساوی بنی کی ہونا
 اور اس فرد کو لازم آتی ہے اسکو جو کوئی بیان بر سبیل تحقیق اور تاسی کرے
 تو یہ بیان ہر کہوں بی ادبی اور بی توقیر سے مذکور ہوگی اگر کوئی کہی کہ ایسی
 کی حقانیت جسکا مذکور ہو جو متنی مذکور کیا مسلم ہے پر عالم ربانی نے جسکی حق میں
 جو کہا وہ ایسی نہ تھی تو جواب اسکا ہم حضرت قرآن مجید کے ہدایت اور رہنمائی
 سی دیتی ہیں کہ گناہ کام مجید میں بہتر سے ریب اور شک رکھتی ہے باوجود
 اسکی حق تعالیٰ فرماتا ہے ذلک الکتاب لا ریب فیہ سبب اسکا یہ کہ دلائل
 نفی ریب کی ایسی موجود ہیں کہ جو اوس میں غور کیا دے تو کوئی ریب پاتی نہ
 تو ملاحظہ ان دلائل کے کوئی ریب نہیں تو اسی طرح دلائل کمالات اوس فرد کو
 کے کہ جس کے حق میں عالم ربانی نے دو کلام کیا ہے صدقہ موجود نہیں دیکھنے
 والوں نے دیکھے اور سنی والوں نے تو اتر سینے تو کلام عالم ربانی کا سادہ ہے
 اور بطور تحقیق اور تاسی کی ہی منکر اور بکار کثرت اور یا اللہ سے محروم اور بے غیب
 اب پہلی وجہ خاص اور وجہ سابع کے عبارت پچسہا و سنہ معتبر صحیح قاضی بیان
 کی شفا کی جمع کر کے بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں بعد اس کے عبارت سارا سارا

دوسرے کیے ذکر کریں گے اور حق اور سیدنی پر اسکی تہنہ نریں کی انتہا اللہ تعالیٰ

عبارت شفا کی یہ ہے **فصل الوجه الخامس** ان کا مقصد

نقشنا ولا یندکر عیبا ولا سیبا و لکن ینزع ذکر بعض اوصافه

اوليتشهد ببعض احواله صلى الله عليه وسلم الجائزة عليه في

الذي بناه على طريق ضم في الملوك الحجة لنفسه او لغيره او على التشبه

به أو عند هزيمة ناجية أو غصاصة لحققة ليس على طريق التامع

الحق هو على معصية التزييع لنفسه اوله

وَأَعْلَى سَبِيلِ الْمَقِيلِ وَعَدَمُ الْوَفْرِ بِسَبَبِ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِ

رسالة السيد الفاضل في البيدال بقوله ثم يقول الفاضل

الانبياء وان اخذتم فقه اخذوا وادبوا من الله تعالى

وَلَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ إِلَّا نَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولُهُ أَوْ قَدْ صَدَقَ

لما حضر إلى الخضر أو كسر العوب أو قد صرني الله من عداة

وَحَلَمَ عَلَى الْكُفْرِ مِمَّا صِرَتْ وَكَفَعُوا الْمُسْتَقْبَلُ إِنَّا فِي أُمَّةٍ تَارِكُهَا إِلَهُ

فترى كصالحه في ممدود ونحوه من استعار المجرى في القبول المتساوي

في الكلام كقول أبي العلاء ابن سليمان المعري كنت موسى وافقة

فت شعيب غلوان ليس فيكما فقير على ان احنا البيت شديد

داخل في باب الارزاء والتحقيق بالنبى صلى الله عليه وسلم

تفضل حال غيره عليه وكذلك قوله لو لا انقطاع الوحي بعد محو

كتاب محمد بن أبي بديل هو من كتب في الفصل الا انه لم يبق له رساله

عجزي في فضل البيت الثاني من هذا الفصل شديد للتبني
 ثلث النبي في فضل النبي والنجح يحتمل لرجوعين احدهما ان
 هذه القضية نفقت للمعاد والآخر استغناء عنه وهذا
 اشد ونحوه منه قوله الآخر واذا وقعت رايته صفت بين جنات
 جبريل امين وقوله الآخر من اهل العصر فمن اتخذ واستجاء
 بنا نصير الله قلبه وصنوان وكقول حسنات المصيصي عن شعراء
 الاندلس في محمد بن عباد المعروف بالمعتمد وفي وزيره ابي بكر
 بن زيد ون كان ابا بكر ابي بكر الرقي وحسان حسنة وانت
 محمد الى اقبال هذا وانما كثرنا بشاهد هامر استتقالنا
 حكايتهما لتصرف امثلةهما وتساؤل كثير من الناس في وارج
 هذا الباب الضنك واستخفافهم فاقوم هذا الباء وقلمته
 علمهم بعظيم هانيه من الوند وكلامهم منه بما ليس به
 علمهم ويحسبون شيئا وحسن عند الله غيايم كاسية السعرات
 اشد هم فيه بقريحا واللسانه لتريحا ابن هادي الاندلس
 وابن سليمان المصري بل قد خرج من كلامهم هذا الى
 حد الاستخفاف والنقص وصريح الكفر وقد اجنسوا عنه
 وعرضنا لان الكلام في هذا الفصل الذي سقناه امثلة فان
 هذا كلها وان لم تتضمن سببا ولا اضافة الى الملة بكة والابناء
 نقيا ولست اعني عجزني بتي المحبة ولا قصد قايلا ارتداد او
 عضاة تهم النبوة ولا عظام الرسالة ولا غير حجة المصطفى

ولا عز تر خطوة البرکامة حتى شبهه من شبه في كرامته ناله
 او معرق فقتله الا تشفاء منها او ضربه بالقطيب بمجسده واعلانه
 في وصف التحسين كرامة من عظم الله حظره و شرف
 قدره و الزم توقيره و بره و هي عن جهر القتل له و من
 الصوف عنده فحق هذا ان دري عنه القتل الا ديب و السج
 و قوة تعزيره بحسب شدة مقال و مقتضى قبح ما نطق
 به و ما لوف عادة مثله او ند و سره و قساينه كرامة او نداه
 على ما سبق منه و لم يزل يكره و قد قل هذا من جوابه و قد
 انكر الرشيد على ابي نواس فان يات بما في شعره و يحول فيكم قال
 عصا موسى بكف خضيب و قال له يا ابن اللحناء وانت المستهزء
 بعصا موسى و امر باخراجه عن عسكره من ليلته و ذكر القاض
 القتيبي ان مما اخذ عليه ايضا و كتب به او قارب قوله
 في محمد الايام و تشبيه اياه بالنبى صلى الله عليه و سلم
 تنافح الاحمدان التشبه فاستشبهوا خلقا و خلقا كما قد
 المشء اكانه و در مثل اسكي هي بلکه استه اس سي به شعر فارسي كايچ تعريف محمد
 بادشاه كيه كه قابل اوسكا اور راضى هو نو الا اس شعر سي مستحق كردن ماري جان
 كي تهي جهان ازين دو محمد گرفت رونق و جاه و يكي محمد مرسل دوم محمد شاه
 ظاهرين تنويه اور سني مي تفضيل مدوح اپني كيه او پر حضرت سيد كائنات افضل مخلوق
 كي صلى الله عليه و آله و سلم على قدر كماله و جماله العياذ بالله تعالى اسلي كه مدوح اپني
 كوشاه كر كيه ذكر كيا اور سر در دو جهان كو صلى الله عليه و سلم مرسل كر كيه ج مقابل

شاہ کیے اور بعد ایک دن کے اسی وجہ خامس میں یہ عبارت ہی وقال البخاری
 ايضا في شاب معروف بالحنين قال الرجل شيئا فقال له الرجل اسكت فانك
 امي فقال الشاب ليس كان النبي اميا فشنم عليه مقالته وكفزه
 الناس واشفق الشاب مما قال واظهر الندم عليه فقال
 ابو الحسن الاطلسي الكوفي عليه قحطاء لكنه مغلبي بمشبهه بصفه
 النبي صلى الله عليه وسلم وكوك النبي اميا لانه وكبر هذا اميا نفيسة
 فيه وجهاته ومن جهاته اجماعه بصفته النبي صلى الله عليه وسلم
 لكنه اذا استغفر فتاب واعترف وتلجاء الى الله فتركه لانه قوله
 لا يفتي به الى حد القتل وطريقة الادب فطلع فاعلم بالندم
 عليه بل جب الكف عند انقضي بين بك عبارت وجہ خامس کے کہ متناہ اگر
 دوسرے کا ہی قتل کے گئی اب توڑا سامیان کہ متعلق اس عبارت منقولہ کی ہے
 ذکر کر کے عبارت وجہ سابع کے بقدر مطلب کے ذکر کجائی کی انتہا امد تعالیٰ سننا
 چاہی موانی اقرار اور تسلیم اس موسوس کے کہا جاتا ہے کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ
 علیہ اس شبہ کو جو وجہ ترفیع و مذموم کہا ہی اور وجہ خامس اور تحقیق کے جو ہو
 اس کی نفی کی ہے یعنی وہ مذموم نہیں اس لئے کہ اس وجہ خامس میں کہا ہے
 ليس على طريق التامی وطريق التحقيق بل على مقصد الترفيع لنفسه او لغيره جیسے
 معلوم ہوا تو ضرور ہوا واسطی مع اس دوسرے کے تعین کرنا محل اور موضع ترفیع
 کا اور موضع اور محل تاہیے اور تحقیق کا اور تمیز کرنے پر میان ان دونوں میں
 کی تو کہا جاتا ہے کہ جو کوئی معنی کان بلکون اور سہرہ کی جانتا ہے اور اس قدر
 منقل کہنا ہے کہ نوالہ روئی کا موہنہ میں دیتا ہی نہ ناک میں وہ بھی سمجھ لگا

اس کو کہ موضع ترفع کا وہ ہی کہ مشبہ اوج او مشبہ مدوح دونوں اہل دنیا سے
 ہوں اور باعث تشبیہ کا موضع دنیا کا جو مذموم ہے جیسی شر اہل دنیا کی کہ وہ اس
 حطام دنیا کی امر اُجڑ اور فساد کے طع من کیا گیا مباہلہ کرتے ہیں اور منافق
 میں جو سب مثالیں ذکر کے ہیں ایسی ہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالشُّرَّاءُ مِنْهُمْ الْغَاوُونَ
 الا یہ اس کو مجھ میں مذموم اور محمود دونوں کا بیان ہی اور موضع تاسی اور تحقیق
 کا وہ ہی کہ دونوں اہل دین سی ہوں اور غرض تشبیہ سے ثواب اخراج کا کہ وہ محمود
 ہی تو یہ تشبیہ بر وجہ تحقیق کیوں نہیں ہوگی جیسی مرد متدین کامل نے الدین اپنے
 مشائخ کاملین کے حق میں ذکر کرتے ہیں اور سبب محل توریث اور تبعیت کا ہی جیسی
 دونوں کو تو بون مکتوب سی دریافت ہوا موضع تحقیق میں تشبیہ اور اسپر تفریع
 دونوں واقعی ہوتی ہیں بحکامات موضع ترفع کے وہ ان دونوں ادعا سے اور تخیلی
 جیسی کو ایسے کہی زیر مثل شیر کے ہی اس لٹی لوگ اس کی مقابلہ میں عاجز ہو جاتے
 ہیں تو یہ عاجز ہو جانا اگر امر واقعی ہے تو یہ تشبیہ بر وجہ تحقیق ہی اور اگر صرف
 ادعا سے اور تخیلی ہے تو یہ تشبیہ بر وجہ ترفع ہو گئے اسلئے کہ تحقق معلول اور
 علت کا ہی ایک طور پر چاہی اور عالم ربانی کی کلام میں تفریع امر واقعی ہے پھر
 تشبیہ بر وجہ تحقیق کیوں نہیں ہوگی نہیں تو وجود معلول کا نفس الامر ہے اور وجود
 علت کا ادعا سے اور تخیلی نہ اختلف اگر کوئی کہی کہ جبکو تمہی تفریع قرار دیا وہ
 تفریع ہی نہیں تاکہ مشابہت واقعی ثابت ہو یہ امیت ہی بطور عوام کے تو جیسی یہ علم
 کی دلیل مشابہت واقعی نہیں ہے بلکہ دلیل مشابہت واقعی کی نہیں ہو سکتی فارق و میان امیت عوام کے اور
 اس کی کیا ہے چنانچہ اسکا یہ ہے کہ باوجود امیت کے جو علوم اور حقائق معانی
 ایسی بیان کریں کہ علماء و متبحرین کو موجب استجاب ہو اور اس کی سماعت سے اہل حق

کیا ایمان نازہ ہو اور موجب ہدایت خلق اللہ کا ہو تو یہ ہدایت ظلی ہے اسیت ہوا
 لا اور تعینت اور دراشت سی حاصل ہوئے اور کمال سے نہ نفیقہ حضرت مجید
 ماہ ثانی عشر کی ایسی ہے جسے چنانچہ تراوان ہزار نے اسکو مشاہدہ کیا اور جو
 امیت کہ علوم دہی اور جان حقایق اور محارف سی مزا ہو وہ امیت جبلی اور
 نظر سے صرف ہی جیسی امیت عوام کے کہ یہ نقص ہے نہ کمال امیت ظلی والی
 اولیاء اللہ کہترن سے اس امت مرحومہ میں پیدا ہوئے ہیں چنانچہ کثرت کمال
 اولیاء اللہ میں تعینت ہوئے ہیں ان سے دریافت ہوتا ہی اب ہم عنقریب راست
 میں ذکر کرنے ہیں حالی دوشعشع کا ایک تو ایسے تھے تیر دین صدی میں خلیل
 خالص صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان پور سے رام پور میں بہت آیا کرتے تھے ایک
 عالم متبحر شرفیسی میں شہر کوئی میں بی بدل میزرا قاتل سی باقی فلسفہ منطقی میں فیہ عالم شریف
 بی مثل عالم منقول میں تفسیر حدیث میں اور فقہ اصول لغتوں میں بی تفسیر وہ فرما
 ہے کہ خالص صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمسی فرماتی کہ مولوی مخصوص الحکم پور جو مہنی کسی
 فص موسوی یا علیسی میں مثلاً چند سطر پڑھیں فرماتی کہ مولویے جہتوا اسکو نہیں سمجھی
 یہ عربی ہے اسکا ترجمہ ہندی میں کو جب دو چار سطر بھی ترجمہ کر دیا تو فرماتی اب
 پھر دہر اسکی بعد اس تقریر کو دراز کرتے اور بہت بیان کرتے اسکی بعد جو ہم
 عبارت نفس کے پڑھتی تو وہی فرمایا ہوا ہوتا اور بارہ سوین صد کے کی آخر حضرت شاہ
 عبد الرزاق ہانسی دایسے مرشد حضرت علی نظام الدین صاحب واقف اسرار الہی کے
 کہ ایسی امی تھی جو سین مہلہ اور منقولہ میں ادکی تکلفا میں فرق نہوتا دو بار فرماتی
 خبر دیتا ہی خبر دیتا اسکی بعد الہام اپنا بیان فرماتے کہ میں اوسمیں فرق نہوتا بیان
 کہ کہ حکم العلماء مولینا عبد العلی صاحب اپنے تفسایف میں فرماتی ہیں کہ مکمل

کے نزدیک الہام اسباب علم سے نہیں مگر ایسی کائنات کا الہام اسباب علم سے
 ہے اگرچہ علی العموم سب کا نہیں اور خاصاً صاحب مقدم الذکر وقت تلاوت قرآن
 کی کسی حافظ کو پس پہنچا لیتی کہ کہیں ہم غلط نہ پڑیں اور خط پڑنا لکھنا نہیں
 جانتی تھے تو دیکھو یہ اہمیت ظنی تو ریشی بتی ہے اور کیا کہاں ہے کہ بعض
 افراد کا عین امت کو حاصل ہوتا ہے تو اسکو بے شفا میں مذموم نہیں بلکہ
 بلکہ جائز اور تقبیہ مطہر ہے سی ثابت ہوا کہ یہ شکر شایع کا دلول کریمہ والہ امت
 ربک فخر کا ہے اور واجب ہے تو نہایت مسجود ہوا تو دیکھو عالم ربانی کیسے
 ارک دینا باذل مال و نفس فی سبیل اللہ طالب ثواب آخرت کی اور شہد اولی
 محاصرہ اور مناقب کا مقدمہ میں مذکور ہوا تو کلام عالم ربانی کا تاسی اور تہیت
 سید المرسلین کے یہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو اسطہ حضرت صدیق رضی
 اللہ عنہ کیسے جیسے سبط اکبر میں مذکور ہوا رضی اللہ عنہ اور جاد اسطہ جیسے حضرت
 طیار کیسے حق میں فرمایا اور دوسرے موضع ترفع سے جو مذموم ہے جیسے
 دریا نہ ہو باقی کلام اس مقام کا دامن مذکور ہو گا جہاں کلام موسوس
 کا ذکر ہو گا اور حق اسکا بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ عبارت وجہ صالح
 کی یہ ہے **فصل الوجه السابع** اللہ یذکر ما یمجد علی النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم او یختلف فی جوانہ علیہ وما یطرد من
 الامور البشائیہ ویکون اضافاً الیہ او یذکر ما یمتن بہ وصہ
 فی ذات اللہ علی شہادۃ من مقاسات اعدائہ واذ اھذلہ و
 معنیہ ابتداء حالہ وسیرتہ وما لقیہ من بنس دفعہ ودر علیہ
 من معنہ عیشیتہ کل ذلک علی طریق الروایۃ وھذا کرة العلم

ومعرفة ما صححت منه المعصية للرجاء وما يجوز عليهم
فقد امن خارج عن هذه الفنون السنة اذ ليس فيه غم
ولا نقص اوربده في كنهه ببارت بر به نشاء وسوكر وكذا اذا
وصف بانه امي كما وصف الله به فهي مدحة له وفصيحة ثابتة
فيه وقاعدة متجزة او مجزئة العظم من القمان العظيمة انما هي متعلقة
بطريق المعارف والعلوم مع ما صنع صلى الله عليه وسلم وقطر
به من ذلك كما قدمناه في القسم الاول ووجوه مثل ذلك
من رجل لم يقرب ولم يكتب ولم يد ارس ولا لقن مقتضى الحج
ومشى العار ومعجزة اللبس واللبس فيه ذلك نقيضه اذ المظهر
من الكنايه والصراة المعرفة وانما هي الالهة واسطة موصلة
اليها غير مرادة في نفسها فاذا حصلت التماس استغنى عن
الواسطة والسبب والامية في غيره نقيضة لانها سبب الى الهة
وعتوان العبادة منسحبك من باين امره من امره وجعل شئ
فيما فيه محطمة سواء وحياته فيما هلاك من عداه هذا شق
قلبه اخبر خستقته كانت تمام حياية وغاية قوة نفسه وتبات
روعه وهو فيمن سواء منتهى هلاكه وختم موقته وفنائ
وهلم جرا الى سائر ما روى من اخباره وسيلته وتقلله من
الدنيا ومن الملوس والمطعم والمركب ونق اضعه وهنئة نفسه
في اموره وخدمته بليتة زهدا ورغبة عن الدنيا ولستوية باين
خطيرها وحقيقها تسرعة قناع امورها وتقلد لحوالها

کل هذا من فضائله وما شئنا من فضله وما شئنا من فضله
 اور دنیا میں ہمارے لئے اور دنیا میں ہمارے لئے
 اور دنیا میں ہمارے لئے اور دنیا میں ہمارے لئے
 الحق بالفضول من الحیوہ المستبہ التي قد مناها امتی ویکوہ
 امت کو قاعدہ معجزہ کا کہنا خود معجزہ اور وجہ خاص کی دوسری عبارت
 منقولہ میں کوثر البنی ایسا کوآیہ یعنی علامت اور نشانیہ آنحضرت کی کیے صلی
 احمد علیہ وعلی آلہ وسلم ایہ بات یاد رکھنی ہے اس سے گل کہلی گا دیکھو صحاح
 احادیث اور تفسیر اور مکتوب تحقیق اسلوب سے ثابت ہوا کہ کمالات نبوت سے
 ام مائینہ اور اس امت مرحومہ میں خواص امت کو بطور ظلیت اور تبعیت اور
 وراثت کی سہ افزائی فرماتی ہیں اور اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ خواص برابر
 انبیاء علیہم السلام کی ہو جاویں چہ جائیکہ خود انبیاء بن جادین تو دیکھو یہ امت
 حضرت سید المرسلین کیے صلی احمد علیہ وسلم رحمت اور فضیلت ہی اس سے
 واسطے حضرت رب العالمین سے آپ کے توصیف امت سی فرمایا بنی امی قرآن
 اور انجیل اور تورات میں فرمایا اور قاضی عیاض نے بھی ذکر کیا تو امت میں
 کمالات نبوة افضل ہے ہوئے اور تفسیر اور حدیث اور اولیائے کلام سے ثابت
 ہوا کہ خواص امت کو کمالات نبوت سی سہ افزائی فرماتے ہیں اور دو شخص
 عنقریب زمانی میں یعنی بطور تمثیل کے ذکر کر دیئے تو جس کیو امت بطور ظلیت اور
 تبعیت اور وراثت کی ہوگی وہ اس کی حق میں ہی سبب کمال کا ہوگا تحقیقہ اور
 عیب اور سبب علوم و ہی لہ نے کا جیسی دو شخص کا ہیں مذکور ہوئے اور حضرت
 محمد دایہ ثالثہ عشرہ کو جن لوگوں نے دیکھا اور صحبت پایے وہ یقین کر کے ہائے

ہیں کہ باوجود بی علمی رسمی کے کسی کئی محارت اور علوم بیان فرمائی ہیں کہ حکماء
 متبحرین حیرت میں ہو جاتے ہیں یہ کتاب مراد مستقیم کہ عبارت مارت سے مراد
 عمدہ الحی اور سولہ سے اسماعیل صاحب کے ہی اور مضامین اس کی خود حضرت
 کی فرمایا ہوئے ہیں اور حیب اس کی مضامین کے زبان مبارک سے تقریر فرمائی
 ثوابت ہوتا کہ مضامین اس کتاب کے ایک قطرہ ہے اور علوم کے بحر کا کہ آپ کے
 صدر مبارک میں وہ علوم ہیں تو آپ کے بی علمی رسمی اگر غلطی تھی ارشاد نہیں
 نوید کیا ہے تو دیکھو یہ سب معرفت کا ہوا جسے حضرت اصل میں صلی اللہ علیہ
 وسلم یا سبب چیل اور عبارت کا پیر اس امت غلطی ارشاد فرمایا بعد ازاں
 تحقیق اور بیان کے جو کو یہ سبب اور نفیتمہ کہی تو اس کو خوف کفر اور سلب
 ایمان کا ہو گا البتہ تو اب ثابت ہوا کہ شفا میں جو امت غیر کو نفیتمہ اور
 سبب چیل اور عبارت کا کہا ہے اس سے وہ غیر مراد ہے جس میں امت جانی فکر
 ہو رہی تھی اور فی نہیں تو کلام شفا کا مخالف ہو جائیگا نصیحت حدیث اولیاء کے کلام
 کا تو پھر کس طرح قبول کیا جائیگا اب دلت آتا کہ عبارت اس دوسرے کے ذکر کرنا
 اور حق اور بدیہی اس پر موقوف کے بیان کیجائیے **قول** موصو کا نشانہ
 مقولہ ایک مستحق کے تعریف میں لکھا از سبکہ عالی حضرت ایشان پر کمال شایستہ
 جناب رسالت آید علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام در بدو حضرت مخلوق شدہ بنا
 علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم در سیر در او دانشمند ان کلام در تحریر و تقریر
 معنی مانده انتہی کہتہ باتین جملہ اس کلام کو فرمائی کہ اے جو جگہ ان کو یاد رکھنا چاہیے
 اب کہا جاتا ہے کہ علوم رسمی عبارت ہیں علوم عربیہ جیسے صرف تجویز یا بدیع متنا
 عرض قافیہ فن اور غیر اور علوم عقلیہ جیسے فلسفہ فطرت سے متعلق باقی امور عقلیہ

سے جیسی علم کلام علم اخلاق علم فقہ یعنی خاص اور اصول فقہ اور تفسیر
 حدیث تو ایک انکا سیکھنا اور لکھنا بڑھنا ہے اور یہی ہے راہ دانشمندان کلام
 و تخریر و تقریر کا ہے اور دوسرے لکھنا سیکھنا پڑھنا مطلق قرات اور
 کتابت کا ہے اول خاص ہے اور دوسرا عام اور مصفیٰ بنالوح فطرت
 کا نقوش مذکورہ اور ازراہ زبور سے عبارت ہی نہیں لکھنے پڑھنے سے
 تو یہ نفیض ہوئے اول کے اور نہ سیکھنا اور نہ لکھنا پڑھنا مطلق قرات
 اور کتابت کا یہ نفیض ہے ثانی کے اور یہ عبارت پر اہمیت ہی جیسی
 ظاہر ہے حاجت بیان کے نہیں اور قواعد یقینہ مقررہ فلسفہ ہی ہے کہ نفیض
 خاص کے عام اور نفیض عام کے خاص ہوتے ہی اور یہی ہے اصول یقینہ
 سے ہی کہ تحقیق خاص موجب ہے تحقق عام کا تو جو اسے ہو گا اور کی لوم
 فطرت نقوش اور ازراہ مذکور سے مصفیٰ ضرور ہوگی اسکو یہ یاد رکھنا چاہیے
 کہ ابھی کا رآد نے ہی **قول موسو** سکا جماعت نی کہا کہ اس کلام میں بڑے
 بی ادبی ایسے تو قیرے ہی حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب
 اسکا یہ ہے کہ بی ادبی اور بے توقیر بے مذکور عیاذ باللہ تعالیٰ اس
 کلام سے جو جماعت حقا سمجھتے ہیں یہ عکس ہے اثر مستی شراب ہر الہی کا
 ہی اس میں ادب اور توقیر ہے حضرت سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ
 وسلم کہ او کی طفیل اور تبعیت اور دراست سے او کی بعض خواہ امت
 اور اہل لاد کو ہے اللہ تعالیٰ فی بعض کمالات نبوت ہی سرور کیا
 جیسی ام ماضیہ میں ہے یہ ہو ایسے جیسا کہ مفصل سابق ہو چکا **قول**
موسو سکا شفا قاضی عیاض وغیرہ کہتے معترض ہیں لکھا ہے کہ کسی کو

اوسکی برہمگی کی واسطے تشبیہ دینا رسول علیہ السلام سے اوس باندہ میں کہ
 اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا میں جاؤں گے بہت برائے اور مرتبہ نبوت
 اور رسالت کی ہے اور بے اور بے قطعے سے جواب اسکا ہے کہ
 کہ فاضلہ عراض رحمہ اللہ نے اچھا کہا ہے پر جو دکا انداز اور ہر اوردہ اسکا
 مطلب کہ ہر سچے تشبیہ برسیل تریغ مذموم اور برسیل تہائے اور تحقیق غیر
 مذموم لکھنے سے تریغ سے عرض اثبات رقت کا ایسے تشبیہ ہے ہوتا ہے
 اور صورت تہائے اور تحقیق میں بیان اوس رقت کا ہوتا ہے جو بطور تربیت
 اور دراشت کی واقع میں ہوتے ہی مقام ادل کا جیسے علاج یا دین اہل دنیا
 اہل دنیا کو بطبع دنیا تشبیہ دیتے ہیں اسی واسطے سب مثالیں متغایں ایسے ہے
 مگر میں پہلا دیکھو کوئی تشبیہ مثال ایسی ہے ذکر کی ہے کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم
 تبارک و تعالیٰ تشبیہ اپنے شاخ اقیانادیا کے بطور سکریہ کے دی ہو کہ یہ مضمون
 تہائی اور تحقیق کا ہی اور نہایت محمود بلکہ واجب پناچہ مفصل سابقہ ذکر ہو چکا
قول موسوسکا ابی ہونا حضرت کا معجزہ تھا اور بڑے فضیلت جواب
 اسکا ہے کہ انھوں نے کا جو وصف ہے فی الحقیقہ وہ برفضیلت ہے
 اور نہایت مقبول بارگاہ آہ اوس میں کیا کلام ہے کلام جو اس موسوس کے کلام
 میں ہے سو یہ ہے کہ اَلْاَنْزِلَاتُ كُوْدَرُخْوَنُ اور اونچی مکان پر جہ کر بولتا ہے
 اوسکی بولی اور آواز ہے اوسکو بھیجاستے ہیں سو اس کو کہنے جو نظریہ فایہ
 ہی بیان بہت اور اراکوں کے ان آوازوں سے یہ بھیجیا گیا سو سنو ایک یہ کہ اسی
 ہونیکو معجزہ کہا دوسرا یہ کہ ہر جوالہ کیا متغایر اور ہم پہلی متغایہ عبارت نقل
 کرے گا میں ہیں کہ اوس میں ہر گرامیت کو معجزہ نہیں کہا ایک جگہ تو آئے یعنی علامت کیا

دوسری جگہ قاعدہ معجزہ کا کہا ہے تو معجزہ من استعارہ بالکنایہ ہی تشریح
 دی بیت سے بیت کے واسطی اساس اور دیوار لازم ہے تو اخافت کا
 کے طرف معجزہ کے استعارہ تخیل ہی قاعدگی معنی اساس جسکو منہ سے من
 نو کہتے ہیں اور معنی دیوار کے ہے کہا ہی اس آیت میں دا ذیر نعم ابرہہ
 القاعد من البیت واسمعیل اور اساس اور دیوار جزا خارج بیت کا
 ہے اوپر معجزہ کیونکر حل ہوگا اور کیونکر کہا جائیگا کہ یہ قاعدہ معجزہ جسو
 نو اور دیوار کو بیت نہیں کہہ سکتی حل تو اجزا و ذہن میں ہوتا ہے نہ اجزا کے
 خارجہ میں بقیہ میں یہ ہے مع تفسیر اس آیت کے الذین یتبعون الرسول
 البنی الا می الذی لا یکتب ولا یقرب ووصفہ بتبہا علی ان کمال علم
 مع حالتہ اجدے معجزات الخ ایسی ہے ہی تفسیر مہر سے میں اور اور تفسیر
 میں اسی کے موافق شفا میں قاعدہ معجزہ کا ایت کو کہا ہے نہ خود معجزہ اصل
 بات تو یہ ہے کہ یہ معجزہ کے قاعدہ سے بی شور ہے عسی اسکا قاعدہ سنو
 عادت جو اوپر ہاتھ غیر مومن صالح کے ہو خواہ مومن فاسق خواہ کافر وہ ستر
 ہی اور جو وہ مومن صالح ہو تو یا نبی ہو یا دلی یا غیر انکی ہر جو بنے ہو تو وہ خرق
 عادت یا قبل نبوت ہو یا بعد نبوت کے اگر قبل نبوت کے ہو تو اراص سے ہے
 اساس نبوت اور جو بعد نبوت کے ہو تو وہ معجزہ ہے اسکو میں اور حجت ہے
 کہتے ہیں اور جو غیر دیے ہو تو اس خرق عادت کو معونہ کہتے ہیں اور جو دیے
 ہو تو وہ کرامت ہی نسبت دلی کے اور معجزہ ہے اوسکا ہے گا اس کراہ کا
 قاعدہ ہی کہ جس کتاب سے اسکی گرا یہ ثابت ہوتے ہے تو اگر وہ کتاب
 حق اور صداب ہو اوسکو برا کہا ہے جسی کتاب مجالس الابرار تو جس کتاب

سے یہ سند پکارتا ہے جیسی آٹھویں دوسرے میں شرح عقاید جلالیہ سے سند
 پکارتے ہی تو ہم اسی شرح عقاید جلالیہ سے اسکی التو کے آواز بہت سی
 ثابت کرتے ہیں جن میں شرح عقاید جلالیہ کی یہ بالخرجات شرح عقاید میں
 جمع معجزة میں امر بظہر منجرات العادة علی یدہ مدعی النبوة
 عند تنادی التکریم علی وجدیدہ علی صدقہ ولا یکنہم
 معارضة ولها سبقة شروط **الاول** ان ینکون فعل اللہ
 تعالیٰ وما یتقوم مقامہ من الترویج **الثانی** ان ینکون
 خارقا للعادة **الثالث** ان یتعدہ معارضہ **الرابع** ان
 ینکون مفرونا بالتقدم ولا بشرط التصریح بالدعوی بل
 بکفی قساین الاحوال **الخامس** ان ینکون موافق للدعوی
 فلولا معجزتی ان احيای میتا وفعل خارقا اخر لم یدل علی صدقہ
السادس ان لا ینکون ما اظهرہ مکتد بالہ ذلوق المعجزتی
 ان ینطق بذی الصنب فقال انه کاذب لم یعلم صدقہ بل
 ازداد اعتقادہ ید منجرات ان محیی المیت فیکذبہ فاک
 الصبیح انه لا یجزم عن المعجزۃ لان الاحیاء معجزۃ وہی
 غیر مکتذب انما المکتذب هو ذلک الشخص کلامہ وبعد
 الاحیاء یختار فی تصدیقہ وکذیبہ **السابع** ان
 لا ینکون المعجزۃ متعلقاتہ علی الدعوی بل مقارنتہ لہا او
 مناخضۃ عنہا بزمان لیسیر معتاد مثله والسحراق المتقلد
 علی دعوی النبوة کراماتہ انتہی اور بعضوں نے اس میں

کرامات کو اڑھات کہا ہے اب دیکھو امیت نہ فعل ایسے ہے نہ ترک ایسے
 بلکہ ایک حال غیر اختیار ہے بشر کا جو اسکی شکم سے اوسکو بے اختیار ثابت ہے
 اسی لئی اسکی عمل کو امی کہتے ہیں یعنی منسوب طرف ام کے یعنی اوس حال
 پر ہی جو اسکی شکم میں اوسکو ہوتا اور اسکی ابتدا کو چکا عقل ہیولانے کہتی
 ہیں اور یہ ہر شخص کو ثابت ہوتا ہے ابتدا میں تو یہ **سکر** بولی الوکی
 کے ہوئے اور جب یہ عادت ہوئے تو یہ خارق عادت ہوا یہ چوتھی
 ہوئے اور اسکا معارضہ متعذر نہیں اسلی کہ بہت لوگ کہہ سکتے ہیں کہ علم میں
 میں تو یہ یا سچو میں ہوئی اور امیت مقدسہ ساتھ متحد ہے کی مقدور ہے
 جسکیکے ظاہر ہے تو اسکو معجزہ کہنا یہ چھٹا اواز اوسکا ہوا اور یہ بات
 نہیں کہ سید المرسلین فی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہو کہ یہ امیت میرا معجزہ ہے
 بعد زمانی تھے کہ میں ہی ہوں تو یہ ساتواں ہوا اور ساتویں شترانہ معجزہ
 یہ ہے کہ معجزہ مقدم ہوا دوسرے نبوت سی اور امیت آنحضرت کی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ والہ وسلم چالیس برس مقدم ہے دوسرے نبوت سے تو یہ اٹھواں
 اواز اوسکا ہوا جو کوئی کہ آٹھ اواز اوسکے سینے اور تو یہ ہے الوکو نہ پہچانے
 اور اسکو الونہ کہی تو اس شخص کو کیا کہیں گے اور بالفرض والتقدیر
 اگر امیت معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ ہی نہیں تو
 اگر کسی اولیا امت میں ہی یہ معجزہ پایا جاوے تو کچھ استحاذہ نہیں غایت
 فی الیاب بہ نسبت اوس ولی کے اسکو کرامت کہیں گے اور بہ نسبت بنی علی
 الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ لاکھوں معجزہ حضرت کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اولیا امت میں باقی ہیں اسلی کہ کرامتیں اولیا امت کی لاکھوں ہوں

میں اور ہورین کے وہ سب مجزہ میں شرح عقاید جلالی میں ہیں واکمات
 ابو اسحاق صنادید المعترۃ بتکوۃ کو اصوات الاولیاء اذ لیشیتہ
 بالمعجۃ وروح بالحق امتاز عنہما بیدیم المقارنۃ التحدیۃ وبالہما
 تکتون معجۃ للبني علیہ السلام وکی اقصہ لولی الذی ظہر علی
 یدہ **قول موسوس** کا سوا حضرت علی علیہ السلام کی اور دن کے
 حق میں عیب ہے کہ سبب ہے جہالت کا اور عنوان ہے غباوت کا بعضوں نے
 ایسی کلام کرنا ہون کو کافر ہے کہا اور حکم کیا قتل کا جواب اسکا
 ہی کہ ابھی تحقیق ہو چکا ہے کہ ان اور دن کو اور مراد ہیں کہ جنین امیت ظل
 نبوت کا ہون نہیں تو جو امیت ہو ظل ہے اور یہ بتیعت اور تاسی اور وراثت ہے
 حاصل ہوئی ہو وہ کمال ہے اور سبب ہے علوم لدنی کا اور عنوان ہے فراست
 ایمانی کا جیسی حدیث صحیح میں آیا ہے اتفاقاً حسنة المؤمن فانه منقول
 بقول الله حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ عالم ربانی نے کیسی کی مدح میں
 اور سکواہی کہا امی ہونا مجزہ اور بڑے فضیلت حضرت سید المرسلین کے ہی صلا
 اور علیہ والہ وسلم اور دن کی حق میں سبب جہالت اور عنوان غباوت کا تو دم
 ہوئے اور ایسی قایل کو بعضوں نے کافر ہے کہا ہے اور مستحق قتل کا ہم کہتے ہیں
 کہ اس لئے کہ تو معلوم ہو چکا کہ وہ امیت جو مذموم ہے وہ امیت خلقی ہے غیر ظاہر
 ارثی نبوت کے اور اسے غیر ظلی کہنے والوں کو جو ایسے جگہ تشبیہ میں مراد ہیں کہ
 فی کافر ہے کہا ہے اگرچہ تکفیر علی الاطلاق صحیح نہیں نہ اتفاقاً اور مستحق قتل کا
 یہی ابھی ہے قایل کو کہا ہے پر عالم ربانی کے کلام میں اگر امیت مراد ہو وہ امیت
 ہی کہ ظل ہے امیت نبوت کا اور وراثت ہے حاصل ہوئی ہے جیسے اور محالات

نبوت کی توہید کیون مذموم ہو سکے اور اسکا قایل کیوں مستحق قتل کا ہو گا جسے
 تفسیر حدیث اولیاء کے کلام سے ثابت ہو چکا اب کہنا یہ منطوق ہے کہ یہ الہی
 بولی ہے عالم ربانی نے کہا ان اپنے مرشد کو اسی کہا ہی جو یہ احمدی جو اسکے جہیز
 آتا ہی کہتا ہے اسی کہنا نہ دلول مطابق کلام عالم ربانی گا ہی نہ دلول التزامی اس
 لئی کہ ہم تو ثابت کرائی ہیں کہ مصطفیٰ ہونا لوح فطرت کا علوم رسم یہ عام ہے اور
 امی ہونا خاص اور مقررات علمائے ہی کہ دلالت عام کے اور خاص کے کوئی
 دلالت نہیں نہ مطابقت نہ نقص نہ التزام تو امی ہونا کہاں کہاں اور فی الحقیقت
 حضرت مجدد دایۃ ثلثہ عشرہ رحمۃ اللہ علیہ امی نہ تھی خطوط پڑھ لیتی تھے اور کچھ
 لکھتے بھی لیتی تھے اور کافیہ تک پڑا ہے تھا اور حصن حصین بھی پڑھی تھے مگر علوم
 رسم یہ لوح فطرت پاک مصطفیٰ تھے تو اس پانچ سطر میں دفع اس دوسرے سطر
 کا ہو گیا اس واسطی یہ سب خرافات موسوس کے اسی امی کہتے بر سو قوف تہین
 سو بھی سبب ظاہر نہ فی الحقیقت جیسی معلوم ہو اگر مبنی جو اسقدر جواب میں نظریل کیے
 سو بطریق تسلیم اور ماثبات مع الحکم اس میں یہ فائدہ منظور تھا کہ اقام
 حق اور بے دینی اسکی کے ہم بیان کریں اور لوگوں پر ظاہر ہو جاو نہیں تو یہ
 چار پانچ سطر اس دوسرے کے دفع میں کافی تہین اگر کوئے کہی کہ جو اس تشبیہ اور
 کلام سے قابل فیہ اہمیت مراد تہین لی تو پھر تفریم اسکی اور کمال مشابہت کے
 بد و فطرت میں کیونکر صحیح ہوگی تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم ثابت کر چکی ہیں کہ امی
 ہونا خاص ہے اور لوح فطرت کا علوم رسم یہ مصطفیٰ ہونا عام اور مستحق خاص
 کا موجب تحقیق عام کا ہے تو یہ مصطفیٰ ہونا لوح فطرت کا علوم رسم یہ بھی صحت
 کریم حضرت اکرم الخلق کے ہے ہوا اصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غایتہ الامر یہ کہ

وجہ تشبیہ کے مشبہ میں ضعیف ہوتی ہے نسبت متقہ یہ کہ اور مشبہ بہ میں قویہ
 تو ایسے لئی زد کامل صغیر لوح فطرت کا جو ضمن امت میں ہی حضرت مشبہ بہ میں
 موجود ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ضعیف جناب مشبہ میں قدر سرور
قول موسوس کا اور دون کی جالی کو اخفرت کی حالی سے کیا نسبت ہے
 جواب اسکا یہ ہے کہ حال دوسم میں ایک خاصہ ایک غیر خاصہ
 میں کیونکر پایا جاسکے نہیں تو خاصہ خاصہ نہ ہوگا اور غیر خاصہ ایک اتباع میں
 بطور تہمت اور ظلیت اور درانت کی پایا جاتا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **قول**
 موسوس کا اخفرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشق قلب ہوا محال کا دوسرے
 کو سبب ہے تاکہ **جواب اسکا یہ ہے** کہ اس موسوس کو در میان
 خواص اور غیر خواص کے تمیز نہیں یہ شق قلب نتیجہ خواص تھا یہ اگر دوسرے
 میں پایا جائے اور وہ زندہ رہی تو یہ خاصہ تر ہے بطلان امت کی اور صغیر
 ہونی لوح فطرت کے نقوش علوم رسد سے کہ یہ خواص سے نہیں ہی تو غیر خواص
 خواص سے کیا نسبت **قول** موسوس کا یہ سبب تفصیل شفا کی وجہ
 خاص اور وجہ سابعین وغیرہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سبب تفصیل
 کو جو شفا کے وجہ خاص اور سابع پر جو الہ کرنا ہے یہ سبب خلاف واقع ہے ہی
 عبارت وجہ خاص اور سابع کے جہت درکار رہتے ہمنی نقل کر دی ہے
 اور مخالفت اسکی تفصیل کے شفا سے موقع موقع پر یہ ہمنی بیان کر دیے
 ہی لوٹ کے اوسکو دیکھ لینا چاہیے تو کذب یا جہل اسکا ظاہر ہو جاوے
قول موسوس کا اور یہ ہے لکھا ہے کہ ابو لؤاس شاعر نے محمد امین
 تعریف میں یہ شعر کہا **شعر** تنازع الاحد ان الشبہ فاشتبہا

خلقاً و خلقاً کما قد المبدأ اکاد اس سبب سے کہ اوستی تشبیہی محمد امین کو
 محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ماخوذ ہوا اور تکفیر کیا گیا یا قریب اسکی جو اسکی
 بہیم بھی کہ ذکر اس شعر کا مقام اعتراض میں عالم ربانی پر نہایت سفہاستی
 اسلی کہ بہیم شعر مقام ترفع میں شفا کی اندر مذکور ہے اور کلام عالم ربانی کا محور
 ماسی اور تحقیق میں بدلو شکر اپنے مرشد کے اور تشبیہ غلط تحقیق کے حضرت
 صدیق اکبر کے کلام میں بلکہ خود حضرت مقدس سید المرسلین کے کلام میں صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم ثابت ہی جیسی مذکور ہو چکا ہے اس شاعر پاک نے تشبیہ
 بڑھ کر نبوت تسویہ کو بلکہ فوقیت کو ایک اپنی دنیا کی حضرت تبار الخلق پر صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم پہنچا دیے کہ بہیم کفر صریح ہے نہ قریب کفر کے اس لیے کہ شاعر زید و عمرو
 کی معنی لغت کی رو سے بہیم ہیں کہ دونوں نے آپس میں حقومت کی زید جانتا ہے
 کہ میں جیت ہوں اور فوق ہو جاؤں مطلب میں عمر جانتا ہے کہ میں اور فاشیتا
 کی معنی التبا کی لغت کی راہ سے ہیں اور خلقاً و خلقاً کی ساتھ بہیم معنی بوجہ
 کہ زید عمر و خلقی اور خلقی میں ملتیں ہو گئی ہیں ایک کو دوسرے پر فوقیت دے
 کہ پہنچانی جا دیں تو التباس کے راہ سے تسویہ اور تنازع کے دوسری فوقیت
 ہر ایک کے دوسرے پر ہر ایک کی ارادہ میں بہیم ہے اور یہ دونوں باتیں
 کفر صریح ہیں اس شعر میں پہلا مؤمنین باللہ وبالہوم الاخرة تم دیکھو بہیم حنا
 کیسا الہ ہے بہیم بات عالم ربانے کی کلام میں کہاں سے یعنی تسویہ یا فوقیت
 اور ایک اور بات لائق سننے کی ہے کہ اس شاعر خبیث فی ایک تشبیہ نہایت خوب
 کفر کے اس شعر میں رکھی ہے اسکی قبح پر نہ شاعر کو شعور ہوا نہ نہیں تو نہ کہتا نہ اور
 مذہب کو نہیں تو ابو تو اس کو خوب سہا دیتا اگر دین دار سے اسکی غالب ہو

تو اسطیحا بیت بجانب حضرت معتمد رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 اور بہنیں تو اپنے بی ادبے کی لٹی خبیسی فقل یہ کہ ایک شاعر نے اپنی
 مدوح کے سامنے نقیدہ مع کا پڑھنا شروع کیا ایک مدوح جو نہ پڑا نہ
 اسی نایج دولت برسر ت از ابتدا تا انتہا مدوح سبے ادبے پر مشغور ہوا پڑا ایسے
 التزام حجت کی سرادیتی کے لئے چاہا کہ اسکی زبان سے اقرار کر دایا جائے
 کہا اوس شاعر کو تو اسکی تقطیع کر اوس شاعر کو بے ادبے پر مشغور ہو گیا
 بالبدلتہ کہا کہ غلام عروض بہنیں پڑا بت اوس مدوح نے کہا کہ اگر تو تقطیع
 جانتا ہو تا تو تیرے تقطیع جیسی کی کی ہوتی تو دیکھتا تقطیع اسکی یہ ہے اے
 نایج دوست فعلت برسر مستفعلن از ابتدا مستفعلن تا انتہا مستفعلن تو یہ
 لب برسر کی معنی کیا ہوتی نہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بھی دہان
 میں نہیں آئے بہنیں تو صرف تشبیہ محمد امین سیکے جو بنے اللہ سے صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم دیے اسکی ذکر پر اکتفا کرنا بلکہ اسکو یہ تعرض کرنا جیسی اور اشعار و ہنر
 و کثرہ او قارب میں تردید کرنا اور اس خناس غنی کا نوکی ذکر ہے کہ یہ وہ اوس
 ادبے کو سمجھا دے یہ سب کہ شراک کو ناموس میں کیا ہو لکھت میرا فعل اور سیر
 کو لکھا یہ بالفتح الذی بقدر من آجندہ و شراکان کی معنی دوستیں ہوتی ہے تو یہ کہ
 تشبیہ اور تسویہ کو جو اس شعر میں ہر اسکو مثل اوس تشبیہ اور تساوی کی جو جو
 کی دو تشبیہ میں ہوتی ہے کہا پہلا کسی بادشاہ کو جو کوئی شاعر کہے کہ تم اور
 ملانا ادشاہ ایسی مشتبہ اور برابر ہو جیسی دو نسبی جو تے کی پہلا وہ بادشاہ اور
 شاعر کو کی اچھی کا سہہ قرار کر لیا یا سہہ اسکیں دیکھا یہ ہوسوس اس قابل ہے کہ
 اسکو کہا جاوے کہ یہ ہوسوس خناس حق من مثل شاعر ابو نو اس کے ہی یا

کہا جاوے کہ یہ دونوں ایسی آپس میں مشابہ ہیں جیسی دو تین جوتے
 کے **قول موسوس کا** اور مرے کا یہ شعر ہے **هو مثلہ فی الفضل**
 الا انہ لم یاتہ برسالۃ جابر بل اس سبب ہے کہ ادنیٰ تشبیہ غیر ہے کہ فضل
 میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں اتانت ہی اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کے **جواب اسکا** یہ ہے کہ یہ شہادہ دوسرے اشعار جو ہم
 عبارت مغفوتہ میں شفا کی ذکر کر دی ہیں اور اسے چھوڑ دے شفا میں تریخ
 کی مقام پر ذکر کرتی ہیں اور اپنی موقع میں مذکور ہوئے کسی اور کلام کے قائل
 میں اس کی تکفیر کے لئے نہیں ذکر کیے جیسی اس خناس نے عالم ربانی کے نسبت
 شفا سے یہ اشعار نقل کیے تو بس اس میں خطا کی عالم ربانی کا کلام برطرفی ہے
 اور تحقیق یہ ہے جسکو شفا میں مذکور نہیں کہا اس پر اسٹی ادس میں کہا ہے
 لیس علی طریق التاسی و طریق التحقیق بل علی مقصد التذنیع
 اور بر سبیل فرض محال مغاذ اللہ تعالیٰ اگر کلام ربانی کا بطور تریخ کے ہی ہوتا
 تو اس تریخ میں اور مرے کی تریخ میں ہی آسمان زمین کا فرق ہوتا اس
 لئے کہ اس تریخ کے مثل تحقیق پائی گئے یہ جیسی کسی تحقیق بقیہ طینہ تنقدہ
 سی بطور تاسیے اور وراثت کی ہوئی ہو تو وہ فرد کامل اس امت مرحومہ
 ہو گا جیسی مکتوب ہدایت اسلوب مکتوب ہو گا اور وہ فرد کمال مشابہ ہو گا
 بد و نظرت میں بخلاف تریخ مرے کی جو مرے ہی دین ہے کہ اس کی مثل
 متمتع بالنیہ ہے نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم خیر الخلیقہ اور افضل البریہ میں تو جو کو یہ مثل اوکئی فضائل میں ہو گا اور
 یہ حضرت افضل نہ تو کسی العیاذ باللہ تعالیٰ تو یہ خلاف اجماع قطع امت کے

ہوگا اللہم صل وسلم علی آلہ الہوان و سوسہ یہ قول
 سوسہ کا الہوان مقولہ فایں ایک شخص کے حال میں لکھا ایشال
 این وقایع صدادریش آئدہ تا کہ بحالات طریق نبوت بدرود علیا و خود رسیدند
 اور ادسکی او برابک ذائقہ یہ لکھا ہے روزیے حضرت جل و علا دست راست
 ایشال بدست قدرت خاص نم و گرفتہ چیزی ارا مور قدسیہ کہ پس رفیع و بدیع بود
 پیش دے حضرت ایشان کردہ فرمودہ کہ ترا این جنین دادہ ام و چیز نایہ
 دیگر فرام داد تا آنکہ شخصہ سبحان حضرت ایشان استدعا ی بعت نمود حضرت
 ایشان سبحان حضرت سخی متوجہ شدہ استفسار و استیذان نمودند کہ دران محال
 چہ منظور است از ان طرف حکم شد کہ برکہ بردست تو بعت ہواد کردو لکھا باشند
 بریک را کفایت خواہم کرد انتہی لمخصا اور کہا کہ اگر مراقبہ علت کرد و بدو بعضی محال
 خلعت مثل مکالمہ و سامرہ ہوید ائی گردد اور غمرات جب مشقی سے تعبیر کیا کہ
 حال لا بزال حضرت ذوالجلال دست میدید و خلعت مکالمہ و سامرہ بدست می آید
 جماعت نی کہا کہ اہل سنت کی فریب بین دعویٰ مکالمہ کا کفر ہے شرح عقاید
 جلالی میں لکھا ہے والظاہرات التکفیر فی المسئلہ المذکورۃ
 بناء علی دعویٰ مکالمہ شفاھا فانہ منصب الثبوت لعل
 مراتبہا و فیہ متخالفۃ ما ہو من ضروریات الدین
 وهو انہ علیہ السلام خاتم النبیین علیہ وعلیہم افضل
 صلوة المصلین و فتح اس و سوسہ کا یوں ہے کہ یہ
 قول اسکا جماعت نی کہا کہ اہل سنت کی فریب بین دعویٰ مکالمہ کا کفر ہے
 انہی دلیل ہے کہ جماعت حقا کے ہی بلکہ شیاطین بقایا کے اسانی کہ گے

اہل سنت فی کلامہ کو بلا قید سقاۃ کے کفر نہیں کہا بلکہ مطلق کلامہ سوا
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی ہے ثابت ہی بلکہ مخصوص ہے تفسیر و مفسرین
 میں ہے وما کان لبشر وما صح لہ ان یکلم اللہ الا وحیا کلاماً
 خفیا یا دیرک لیسر غتہ کانتہ تمل لیس فی ذاتہ مرکباً من حروف

مقطعة یقف علی متخوجات متعاقبة وهو ما یعم المشافہ
 کما روی فی حدیث المعراج وما وعدہ فی حدیث الرویۃ
 والمہت بہ کما اتفق لموسیٰ علیہ السلام فی طوی والطوی
 لکن عطف قولہ او من وراء حجاب علیہ یخصہ بالاولیٰ فالاولیٰ
 دلیل علی حجاز الرویۃ لا علی امتناعہما وقیل المراد بعبہ
 الالہام والالقاء فی الروح او الوحي المنزل بہ الملائکۃ
 الوسل فیکون المراد بقولہ او یرسل رسولا ینوی باذنہ ما یشاء
 او یرسل الیہ نبیا فبلغ وحیہ کما امرہ وعلی الاول المراد

بالرسول الملائکۃ الموحی الی الرسول اور ایسی اور تفسیر میں ہے
 ہی تو ایسی ہے معلوم ہو کہ کلام الہی مترتب بہ ہی ہوتا ہے جسکو تفسیر کا کلام
 عرف میں کہتی ہیں اور الہام ہے کلام الہی ہوتا ہے اور یہ دونوں مخصوص انبیاء
 علیہم السلام کے نہیں سقیم حاکم میں باب ہوا تف میں یہی ہے خیر الحسنین
 بن علی علیہما السلام لیلۃ الی المسجد فلما انتہی الی الباب
 فرمی بطرف الی السماء وقال اللہم غلقت الملائکۃ ابو الجہا
 وقام علیہا حراستہا وبابک مفتوح لمن دعاک لہ صلی
 رکعتین والنشاد یقول یا ذا البعالی البک معکم طوبی

لان المراد من الكلام
 فی المصطفیٰ علیہ السلام
 يكون الامن وراء حجاب
 فیکون مع الرویۃ ہر

لمن كنت انت مولا طوبى لمن كان خائفا وخبا يشكو
 الى ذى الجلال بلواه وصاحبه عتده ولا سقم اكثر
 من وجبه لمولا اذا اخلا في المنام صتهلا اكثر
 الله ثم ادناه اذا سكبته وحاجته اجابته ثم با اكثر
 من السماء ليل عبد فانت كنه وكل ما كنت قد علمناه صبر
 ليشاقه ملاء علكي فحسبك الصوت قد سمعناه لو سمع
 الريح من جوانبه خصره عيا لميا نقشا دعاك
 عبدى يحول في حجب دذنبك اليوم قد غفرناه سلفي
 بلا حشمته ولا ريب ولا متحفظي فانشى الله انتن

دیکھو ایسی جناب مقبول کے جواب میں کلام الہی کے سوا انہیں ہو سکتا شیطان
 کو داخل ایسی مقام پر کہنا مسلمان کے شان سے محال عادی ہے اور جو صوفی
 مستکم کے ہیں تو کلام فرشتہ کا ہے نہیں ہو سکتا مگر بطور حکایت کی کلام رب
 الغفرہ سی والہ تعالیٰ اعلم اگر کوئی کہی کہ یہ کلام ظاہر میں شعر ہے تو اسکی
 قائل کو چاہیے کہ شاعر کہیں اور اطلاق شاعر کا حضرت حق رب العالمین
 پر اور شعر کا کلام الہی پر شرح میں جائز نہیں تو جواب اسکا یہ ہے
 کہ علما عروض اور قافیہ کے تصریح کرتے ہیں کہ شعر ہو نیکو نقد شعر کا ہے ضرر
 یہ مجرور وزن اور صورت قافیہ کے یہ شعر نہیں ہو جاتا حق لا تعالیٰ
 شاعر اس تم وانتم تشمدون تم انتم ہو کا ع تفتلون
 دیکھو یہاں وزن اور صورت قافیہ کے ہی اور شعر نہیں بقیع اسکی ہون
 شاعر قافیہ فاعلاتن تم وانتم فاعلاتن تشمدون فاعلاتن

ثم انتم فاعلانت هولا فاعلانت بقتلون قاعلا
 به سحر دل کا وزن ہے لیکن جو حضرت قائل غر و جل کا مقدر شر کا نہیں
 جیسی شرع سے معلوم ہوا تو اسکو شر نہیں کہتی مثنو محنوں کی دفتر خامس
 کی شرح میں جو تصنیف ملک العلماء مولانا عبد العلی صاحب کے ہے احترام
 علیہ بیہ ہے بہرین دنیا است برسل رابطہ + مقود مولوی بہت و حاصل
 آنکہ چون در دنیا از حق حجاب افتادہ است ہر کس قابلیت استماع کلام الہی و
 اوامر و نواہی الہیہ و استعداد آن نہ داشت لاجرم برسل علیہم الصلوٰۃ والسلام
 واسطہ رسیدن کلام الہی شدند کہ ایشان کامل الاستعداد سماع کلام حق بودند
 و اخذ احکام الہیہ بودند و عارف کامل چون بکمال مشاہدہ رسد اگرچہ کلام الہی
 از حق می شنود بلا واسطہ چنانکہ در و صلی از باب خراین از فتوحات مذکور
 است کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کلام حق سبحانہ از انجائی شنید کہ
 رسول مسلم کہ منزل علیہ می شنید لیکن رسیدن باین مرتبہ از وساطت آن سرور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود درین نفی وساطت نیست بلکہ وساطت رسول
 بر وجہ اکمل است کہ مشاہدہ و سماع منزل در وقت نزول بر رسول از انجا کہ
 رسول بشنید بواسطہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا شدہ انتہی بر عباد
 یاد رکھنی چاہیے کہ عازت کامل چون بکمال مشاہدہ رسد کلام الہی از حق می شنود
 بلا واسطہ و اتقا اسرار الہی مولینا نظام الدین سہا الویک قدر سسرہ
 مسلمین جہان الہام کا ذکر یہ کہ جو اوس الہام کے ساتھ ہمہ ہی الہام
 ہو کہ بہیہ الہام حق تعالیٰ کے نزدیک ہے ہی فرائض میں ہل ہو خط غلیظ
 الا نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والحق انه خطہ و حق

من الاولیاء غایۃ الامان الاولیاء مخصوصت
 بطوبی لا یوجد فی غیرهم وکیف ینکره مسلم فان قطب
 الاقطاب الغوث الاعظم الشیخ عبد القادر محی الدین
 رضی اللہ عنہ وعن معتقدیه واتباع اتباعہ قد تکلم معہ
 الحق تعالیٰ وهو مشہورہم فی الرسائل الغوثیۃ ففعلها اللہ تعالیٰ
 لہا وخلص عبادہ فلا یستبعد الا من لا خلاص لہ عند اللہ
 تعالیٰ وھذا العید قد شأھد فی تثنیۃ شیخ المشائیم الکرم
 قطب الوقت راس الصوفیۃ اکابر الصافیۃ من اولیاء
 اللہ تعالیٰ السید عبد الرزاق البانسوی سلمہ اللہ تعالیٰ ووقی
 عبادہ لا قفاء اثرہ واتباع محاسنہ وان یرتقا من خطر ظہر
 انحاء الکشف واکالہام کسما لسان العیب والنکام مع الحق
 تعالیٰ واکاستفادۃ من الارواح الطیبین کارواح الانبیاء
 علیہم الصلوۃ والسلام خصوصاً من روح سید المرسلین
 علیہ الصلوۃ والسلام وعلی الہ وعن روح اجابہ خصوصاً
 من اصغر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام وعلی الہ
 الکرام وزوجتہ سیدۃ النساء علیہا الصلوۃ والسلام خطبہ عن
 سیرۃ رسالہ غوثیۃ لی جوہر غوثہ الا فہم قدس سرہ کے طرف المنسوب
 اور ملا نظام الدین قدس سرہ فی ہی ایضاً سیرۃ کے طرف اتارہ کبابی بعد
 حمد اور صلوۃ پہرے فقیر الہ الغوث المنوح من غیر اللہ النساء
 باللہ والہ اللہ تعالیٰ یا غوث الاعظم فقلت لیسک یارب

سید
 البانسوی

یہاں سے شروع احادیث قدسیہ میں ہوتا ہے قالہ کل طور بلین الناکوت
 والملكوت فہی شریعتہ وکل طور بلین الملكوت والنجیروت
 فہی الطریقتہ وکل طور بلین النجیروت واللاہوت فہی
 حقیقتہ قالہ یا عوث الا عظم ماضیہ فی شی کظہور سے
 فی الا لسان ثمر سالت یا رب هل لك مکنات قالہ لبیک یا عوث
 الا عظم انا مکنات المکنات والا کوانہ ولبیس لی مکناتی سے
 قلب الا لسان الخ اس کلام قدسی میں زیادہ سچا پس باریہ خطاب اور
 کلام حضرت رب الغزت جل شانہ کا جناب عوث الا عظم سے بلفظ یا عوث الا عظم
 واقع ہوا اور اور کلمات اور خطابات عنوانات دیکر سے اس کلام میں واقع
 ہیں اور اس کلام قدس نظام کے شرح بہت ہیں مگر جو نزدیک فقیر کے
 موجود ہے مولف اسکا نقل اور سند اس کلام قدسی میں کہتا ہے ات
 مرشدیہ فی ثلاث الطریقتہ منور الالہ بادی ہو میقتل
 نارة من العوث الا عظم وتارة منہ بو اسطہ الدولہ انتہی
 اور یہی شارح مذکور نے بعد لفظ یا عوث الا عظم کے کہا العوث الا عظم
 فی الاصطلاح من کلمہ اللہ تعالیٰ بالالہام انتہی پس کلام اور
 خطاب حدیث قدسی مذکور کا متحمل ہے کہ بطور الہام قلبی ہو اور متحمل ہے کہ
 بطور استماع ہو اس واسطے کہ عارف کامل جب کمال مشاہدہ کو پہنچتا ہے کلام
 حق بلا واسطہ سناتا ہے چنانچہ فتوحات سنی مذکور ہوا اور دیکھو عبد مقبول سے سوالات
 اور حضرت رب الغزت صبی جوابات میں ایسا نام مکالمہ سے عارف نامی مولینا عبد
 الرحمن بامی قدس سرہ خطبہ شرح قصص المحکمین لکھتے ہیں فاعلم ان

المحکمات فیضہ علی قلوب کل عبادہ وخلص عبیدہ علی انواع
 منها ما یقیض علیہم فی اسطۃ الملئکہ المقربین بالفاظ معتبرا
 محفوظہ عن السیور والتبدیل مرادہ تبارک ولہا وهو العکس
 المنزل علی نبینا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی اسطۃ الروح
 الامین ومنها ما یتحقق علیہم فی اسطۃ او بغیر واسطۃ
 ملکان صریحہ او معیورۃ بعبادات مختصۃ غیر متلوۃ وفی
 ہذا القییل الاحادیث القدسیۃ فہی لما ما فاضت علیہ
 علی اللہ علیہ والہ وسلم معانی صریحۃ لکنہ کساہا اکسیر
 عباراتہ الخاصۃ والعبادات منصوصۃ غیر مراد ضبطیاد
 تبارک ولہا وھذا النوع لیس مخصوصا بالانبیاء بل یعم الاولیاء
 وصالحی المومنین ومنها ما یقیض من بعض الکمل علی بعض
 کما یقیض من روح نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی خواص متابعیہ
 ما یقیض بقدر متابعتہم وفوتہ متناسبتہم انتمی اس عبارت
 کو سمجھا جائی کہ نوع ثانی کلام الہی کو شامل اولیاء اور صالح مومنین کے کیا اور فقہر
 فرمای کہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے بہتین ہی باقی رہے نوع اول کہ وہ مخصوص انبیاء
 علیہم السلام کے ہی اور مراد قول عارف مذکور ہم وہو القرآن المنزل النورانی اور
 اشغال اسکی میں حبیبی توراۃ اور انجیل اور زبور اور مانند اسکی جیسی صحیف ابراہیم
 و موسی علیہما السلام اور غیر او کی جیسی اور صحیف انبیاء مرسلین علیہم السلام کے معلوم
 ہو جو کہ وحی کہی مشتمل ہوتے ہی بمعنی الہام کے خواہ جاگتی ہو یا سوتی اور کہی
 مشتمل ہوتی ہے یہ سچ ادس معنی کی کہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے یہ خاصیتہ متابعی

معلوم ہوا لہذا علامہ قیصر نے شرح قصص الحکم میں کہتی ہیں الفرت
 بین الالہام والوحی ان الالہام قد یحصل من استحقاق تعالیٰ من
 غیر واسطۃ الملک بالوحدۃ المتخاص الذی لا مد مع کل موجود واکو
 ۱۲۷
 یحصل بواسطۃ ولذٰلک لیسبحی الاحادیث القدسیۃ بالوحی
 والقہان وان کانت کلام اللہ تعالیٰ والیضا قد مر ان الوحی
 قد یحصل لستمود الملک وسماع کلامہ ففی الکشف الشہود
 المتضمن للکشف المغوی والالہام من المعنوی فقط والیضا
 الوحی من خواص النبوة المتعلقة بالظاہر والالہام من
 خواص الولاۃ والیضا ہذا مشہور وعلیٰ البلیغ دون الالہام
 نہایتی جانا چاہی کہ یہ وحی اور الہام جسکا فرق بیان کیا ہے علامہ نے یہ اصطلاح
 حقیقتہ کی ہے جیسی ظہر ہے اسی معلوم ہوکا اور یہ وحی خاص ہے اسی لئے اچھا
 قدسیہ کو وحی سے نکال دیا والا یہ احادیث وحی غیر متکو ہے بالاجماع اور وحی
 مطلق شامل ہے الہام کو جیسی قرآن اور تفسیر وں سے معلوم ہوتا ہے عارف
 کامل شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ تعالیٰ روحہ کتاب عوارث المعارف میں
 کہ کتاب معتبر مشہور معروف ہے بیچ شرح اس حدیث معنوں برقع یکے ما انزل
 من القہان ایہ الا ولہا ظہر و بطن و کل حرف حد و کل حد
 مطلق و لقد نقل عن حیفۃ الصادق انا قال لقد تجلی اللہ
 تعالیٰ لعبادہ فی کلامہ و لکن لا یصیر و ن فیکون کل ایہ مطلق
 من ہذا الوحی فالحد الحد الکلام والمطلق الترقی عن حد
 الکلام الی الشہود المتکلم و قد نقل عن حیفۃ الصادق ایضا

انه خر مغشيا عليه وهو في الصلوة فسئل عن ذلك فقال
 ما زلت ارد ولاية حتى سمعتها من النكلم لها فالصوفي
 لما احت له ناحية التوحيد والقي سمعه عند سماع الوعد
 والوعيد وتلبه بالتخليص عما سوى الله تعالى صار يبيت
 يدي الله تعالى حاضرا عند السماع شهيدا يرى لسانه اولسان
 غيره في التلاوة كشجرة موسى حيث اسمعته من خطابه
 اياه باي انا لله فاذا كان سماعه من الله واستماعه الى الله
 صار سمعه بصره وبصره سمعه وعلمه عمله وعمله علمه
 اخذ اوله واوله اخذ ومعنى ذلك الله تعالى خاطب الذر
 بقوله الست بريكة فسمعت النداء على غاية الصفات لم
 ينزل الذرات يتقلب في الاصلاب وتنقل الى الارحام قال
 الله تعالى الذي يريك حين تقوم وتقلب في السجدين
 يعني تقلب ذرتك في اصلاب اهل السجود من ابائك الانبياء
 فما زالت تقلب الذرات حتى برزت الى اجسادها فاحتجبت
 بالحكمة عن القدرة وبالعالم الشهادة عن عالم الغيب و
 تراكت ظاهرها بالتقلب في الاطوار فاذا اراد الله تعالى بالعباد
 حسن الاستماع بان يصيغ صوفيا صافيا لا ينال برقبه في
 رتب التركية والتجلية حتى يتخلص الى قضاء القدمة وينال عن
 بصرته النافذة ^{في رتب القدمة} سميت بالحكمة فيصير سماعه بالست بريكة
 كشفا وعيانا وتوحيدا وعرفانه تديانا وبرهانا وتندرج لها

علم الاطوار فی لوا مع الالباق قال بعضہم انا اذ کبر خطاب
 الست بربک اشارۃ منہ الی هذا الحال فاذا متحقق الصو
 لهذا الحرف صار وقتہ سرمد او شمنودہ موید او سماع
 منقذ الیہ متقدما لیسیم کلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ وکل خص
 رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حق الصانع او کتب الذکائب
 الدریۃ فی دوح السادات الصوفیۃ جو مالک حضرت شیخ عالم
 علامہ شیخ عبدالرؤف تاج العارفین ابن زین العابدین قاضی القضاۃ شیخ
 الاسلام الشرف السیجی المناوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی او سہین حضرت بایزید
 بسطامی قدس سرہ کی حال میں یہ عبارت ہے وقال ای ابو یزید او تقویٰ

ای ربی بلین یدیک و قال یا ابا یزید بائی شئی جبتنی قلت بالی هذا
 بال دنیا قال اما مقدما او الدینا عندی جناب تصوفتم فہم فہد

فقلت الہی استغفرک من ذلک جئت بالتوکل الیک فقال عند

ذلک قبلناک وقال ادققت مع العاجلین فلم ادلی معهم قدما

فما قفقت مع المجاہدین فلم ادلی معهم قدما فاقفقت مع المصلی

و الصالحین فلم ادلی معهم قدما فقلت یا رب کیف الطریق

فقال اترك نفسك وقال الی اخرہ ابسنو کہ ایا کان لبشر ان یحکم

اللہ الایۃ سی ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ سوا انبیاء علیہم السلام کی اور شہر ہی ہے

کلام کرنا ہی گو من ورا حجاب ہو اسی فی لبشر فرمایا نبی یا رسول اللہ فرمایا اور

تفسیر برقیادی سے ثابت ہوا کہ کلام الہی متہمت اور الہام ہے ہوتا ہے

اور سنیہ حاکم سے ثابت ہوا کہ کلام الہی متہمت ہے حضرت امام حسین سی ہوا رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ومن اولادہ الکرام بلکہ جو جو اسے مناجات میں تہادہ کلام تو
 مکالمہ ہوا شرح منشی معنوی سے ثابت ہوا کہ عارف کامل کلام الہی بلا واسطہ سنانا
 اور شیخ مسلم سے تصنیف داقت اسرار الہی لانظام الدین قدس اللہ روحہ کی ثابت
 ہوا کہ حق تعالیٰ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعن مریدہ حضرت سید عبدالرزاق
 قدس سرہ کی کلام فرماتا تھا رسالہ غوثیہ سے مکالمہ حضرت رب العزت کا غزوہ بل
 اور عبد مقبول اور سکی کا یعنی حضرت غوث الاعظم کا ثابت ہوا شرح رسالہ
 غوثیہ سے ثابت ہوا کہ اصطلاح صوفیہ میں اوسیکو غوث کہتی ہیں کہ جس سے
 حق تعالیٰ کلام کرے عارف جامی علیہ الرحمہ کے فرامین سے ثابت ہوا کہ معانی
 صرفہ یا معبر بعبادات غیر مراد الفیض والقدادہ اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہو ہے
 انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں اولیاء کرام کے ساتھ ہے ایسا کلام ہر
 تاہی علامہ قیصر کے کلام ہے شرح فصوص الحکم میں معلوم ہوا کہ کلام الہی دو
 قسم ہے ایک وحی کہ بواسطہ ملک ہوتی ہے اور یہی وحی کہیں ساتھ شہود ملک
 اور استماع کلام اور سکی کے ہوتی ہے وہ کشف شہود ہے متضمن کشف معنوی
 کہ اور وحی مخصوص ہے ساتھ نبوت کی اور مشرطوی ساتھ تبلیغ کی دوسرے
 الہام کہ وہ کہیں حاصل ہوتا ہی بلا واسطہ ملک کے حضرت حق تعالیٰ سے ساتھ
 اوس درجہ کے جو خاص ہے حضرت حق تعالیٰ کو ساتھ ہر مخلوق اپنی کے اور الہام
 فقط شہود اور کشف معنوی ہوتا ہے بغیر کشف شہود کی اور مشرطوی بالنبی
 بھی نہیں جیسی وحی اور نبوت کے ساتھ ہے مخصوص چہین ہے نہ جو علامہ
 قیصر نے فرمایا ہے جو تطبیق دی جاوے تو یہ ایتہ کان لبشر ہے مخالف
 نہیں ہے اور تفرقہ اور مپایہ در میان وحی اور الہام کے جو مذکور ہوئے تو

یہ اصطلاح صوفیہ کرام سے تفسیر منظر سے ہی معلوم ہوگا انت الہدئایہ او
 قطع نظر اس اصطلاح سے اہام ایک مرتبہ وحی کا یہ جیسی ہوا بہ لدنیہ سے
 مذکور ہوگا اور قرآن مجید کے بھی ذکر کریں گے انت الہدئایہ اور عوارف
 معارف سے ثابت ہوا کہ بہت صوفیہ کرام کلام الہی سنتی میں اور حضرت امام جعفر
 صادق رضی اللہ عنہ وعن اولادہ الکرام واجباہ العظام سے صلوة میں مکالمہ
 ہی واقع ہوا اور کو اکبر درتہ سے مکالمہ حضرت رب العزۃ عزوجل کا بایزید بسطامی
 قدس سرہ العزیز سے ثابت ہوا ایسا یاد کرنا تو بظہر اس تحقیق کے کسی مسلمان
 چہ جائیکہ اہل علم ہو پھر اہل سنت کی مذہب سی دعویٰ مطلق مکالمہ کو کفر نہیں
 کہا پھر جو خصوصاً من در احوال ہو اسی واسطی محقق دوائی علیہ الرحمۃ نے مکالمہ
 کو مفید ساتھ شفا کے کر کے مبنی بکفر کا پتہ لایا اب سنو شفا نامہ ص ۱۲ شافہ
 کا جیسی قتالہ قاتلہ کا تو منی شافہ زید و عمر کی یہہ میں کہ نزدیک کیا زید نے لب
 اپنا عمر کی لب سے قاموس میں ہی شافہ ادنی شفقہ من شفقہ حضرت رب العزت
 عزوجل شفقہ اور لب سے پاک اور منزہ میں تو منی کلام شفا کی یہہ میں کہ حق تعالیٰ
 ایسی قرب شفا کے پردہ بھی نہ ایسا جیسی قرب مشاہدہ بشر سے ہوتا ہے
 بلکہ وہ جو لائق اوستی پاک شان کی ہے جو کلام کرے وہ شفا ہی کلام ہوگا یہہ خاص
 ہی منصب توحید سید الانبیاء کے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا اسکا جو کرے
 اور دعویٰ کرے اوستی فقہانی کفر لکھا ہے نہ یہہ کہ دعویٰ مطلق مکالمہ کا کفر
 ہی جیسی اس خناس نے کہا اور پھر حق اسکا دیکھو کہ مطلق مکالمہ کے دعویٰ
 کو کفر کہا اور شرح عقاید جلالی سے جو عبارت نقل کے سند کی لئے اوستی شفا
 کی قید کے ساتھ نقل کے اس حماقت کو تو دیکھو اب بہلا اس شیطان رافضی

اچھو کہ تو حضرت غوث اعظم کا اور سارے اولیاء الہیہ کا تو متفقہ نہیں اذکی
 جناب سے یوں ادبی کی شجکوں کا کچھ باگ نہیں پر حضرت امام حضرت جعفر صادق
 رضی اللہ عنہ جو ادنیٰ مثل ہوں تو اپنی شیعہ امامیہ کو کیا مہرہ دکھا دیا تو پہلا
 یہ تو ادنیٰ سامنی کچھ بات بنالیکا مثلاً کہ یہ کہ حضرت امام کے بات بجا کو معلوم نہ تھی
 یا یہ کہ یہ روایت سینوں کی ہے ہمارے یہاں کے نہیں اور تکفیر کے روایت ہو
 سینوں کی ہے یا کچھ اور کہہ دے برابر کلام ہے ہر والوں سے کہ ان لوگوں
 نے خناس کے کلام کے اعتدال کر کے نصیح کیے اور مہرین کائنات اگر ادنیٰ بازار
 ایسا جواب ہے کہ عند اللہ سوجید موافقہ کا ہو تو فیہا وگرنہ ایہ تکفیر کہان تک
 پہنچی تو بعد در یافت ہوتی حال اس تکفیر کے تجدید ایمان کے چاہیے اور توبہ توبہ
 اللہ کے توبہ العالمیہ یا عالمیہ تو واجب ہے کہ اس رسالہ پر نصیح کر کے مہر لکھ دیا
 اور اگلی مہر کا عذر لکھ دین نہیں تو بدوں اسکی توبہ ہوگی بر رسولان طاع بائد
 دلس ۱۱ اب تو کہ مکالمہ پر عالم ربانی نے سامرہ کا ساتھ واد کی عطف کیا سامرہ شوق
 ہے سحر سے اسکی معنی نبوت میں لیل اور حدیث اللیل اور ظلمت لیل کے معنی لیل
 عبارت ہر ظل مخروطی اور اس جو اس خرد کا فلک زہرہ تک پہنچتا ہے اسکی ادب لیل
 نہیں جیسی فن العباد میں علم ہدایت کی ثابت ہے اور لیل کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا
 الیل لباسا اور لباس پردہ اور حجاب ہے بدن کا تو لیل ہے ایسی ہے حجاب اور پردہ
 جو توبہ ہی توبہ عطف تفسیر سامرہ کا اور پر مکالمہ کے دلیل ہے اسکا کہ ہر مکالمہ نے
 مکالمہ میں دراجاب ہے تو پہلا یہ مکالمہ شفا ہی اور کہہ کہان سے ہوا اسکو کستی کفر
 کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **نوان و سوسہ** یہ قول
موسوس کا نوان مقولہ حدیث کی حال میں لکھا ہے لا بد اور انجاء

قال امام احمد بن حنبل

عن ابي عبد الله

عن ابي عبد الله

عن ابي عبد الله

عن ابي عبد الله

عن ابي عبد الله

عن ابي عبد الله

مثل محافظت انبیا کہ مسی بعصمت است فایز می کند جماعت فی کہا کہ بڑا احکام
 مسئلہ اہل سنت اور شیعہ میں بحث امامت سے عصمت کے متعلقہ واسطے
 بارہ امام کیے ثابت کرتے ہیں اہل سنت اسی دو کہے ہیں یہ بات بر
 خاص و عام جانتا ہی **وقع اس وسوسہ کا یہ ہے** کہ محافظت
 تین قسم ایک محافظت ذنوب سے ساتھ استناع صدور ذنوب کی اسکا
 نام عصمت ہے اور خاص انبیا علیہم السلام کے دوسرے محافظت ذنوب سے
 ساتھ امکان صدور ذنوب کے مگر صدور ممکن واقع ہو یہ خاص ہے صبر
 کے ساتھ اور اس ثنائی محافظت کو کہہ سکتی ہیں کہ یہ مثل اول کے
 ہی بیج عدم صدور ذنوب کے اور مغایر ہے اول سے کہ اول میں صدور
 مستثنیٰ اور ثانی میں ممکن تیسرے محافظت ذنوب سی اگر عمر کہ اکثر کو حکم
 کل کا ہوتا ہی ساتھ وقوع ذنوب کے احیاناً استقبال میں جیسی اور صلی میں سوا
 حد یقین کے تو یہ وسوسہ دفع ہو گیا یہ وسوسہ بت ہوتا کہ عالم ربانی نے یوں
 کہا ہوتا کہ لابد اور بعصمتی مثل انبیا یا مثل عصمت انبیا علیہم السلام فایز می کنند یا تو
 کہتے لابد اور محافظتی کہ مسی بعصمت است مثل انبیا علیہم السلام فایز می کنند رخصال
 و عام یہ جانتا ہے پہلا اگر ثبوت عصمت کا صدیق میں منظور ہوتا تو ان بتوں بجا
 میں سی ایک عبارت بولنی کو کیا مانع تھا اور قواعد مناظرہ سی کہ رخ اعتراض
 بیان کر دینی مراد کی سے ہی ہوتا ہی سو ہو گیا جلد و صغیفہ صدر ساتھ کاف و صغیفہ
 کی یعنی یہ قول کہ مسی بعصمت است صفت محافظت انبیا کی نہ صغیفہ محافظت کی کہ
 خط ہی صدیق منشأ اس وسوسہ کا یہ ہے کہ قریب کو چور کی جو محافظت انبیا
 ہے بید کے جو محافظت ہی صفت الی یہ جنہد وسوسے کے ہی مثل

الاضاحہ من
 والثالثہ تجد
 فی غایہ صم
 قدر المراتب
 انتوی وقال عبد
 العلی خیر العالم
 فی نہج الخیر
 ابن الہمام قال
 شیخہ لا کذب
 الفتوحات المکیہ
 ولقد قالہ
 اللہ علیہ السلام
 فی علم الکتاب
 لیکما اعطاه
 اللہ تکاملاً
 یا علی صلیک
 الشیطان
 الاسلام فی
 غایہ خیر
 ابن حنین
 صغیفہ
 در ذیل التواریخ
 نوشتہ است کہ
 در عصمت اولیاد
 و نہد کہ انبیا بعصمت

الحمد لله رب العالمین

۱۳۴
 دہکی اور جنین کی یہ دسوان و سوسہ یہ قول
 مونس کا دسوان مقولہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء
 دمن وجہ محقق در شرایع پس نورجلی ادبوی کلیات حقہ منعقدہ در
 خیرۃ القدر کہ برائی تربیت نوع انسان عموماً متعین گردیدہ اور ارہمنوینے
 می نماید پس علوم کلیہ اور ابود واسطہ می رسد بواسطت نورجلی دیو ساطیت
 انبیاء علیہم السلام پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت اور دشا کرد انبیاء ہم
 تواند گفت و ہم اوستا دانیاتیر طریق اخذ ان ہم شعبہ اہلبت از شعب و حی کہ
 از اور عرت شرح بفت فی الروح بتغیرے فرماید انتہی ملقطا جماعت فی کہا کہ
 یہ عویے ہی نبوت کا اور معنی قتم نبوت کا انکار جب کلیات شریعت اور
 حکم احکام ملت ایک معصوم کو بواسطہ سب کی ایک طریق کی وحی سے حاصل
 ہوئی نبوت میں کیا باقی را سبج ابن حجر نے فتح کبہ میں نبی کی تعریف ہی کہ
 یہ دھو حذو کہ من بنی ادم ادھی الیہ لبشع و لم یویش
 بتلیغہ وان امرہ فہو لایضاد ان لم یکن لہ کتاب ولا نمشہ شہ
 من قبلہ علی الاشیء انتہی **رفع اس و سوسہ**
 کہ اس خناس یوسوس نے مدد راناک فی دیکھا کہ بہت لوکون نے صراط مستقیم
 نہیں دیکھی اور بہتوں کو میر نہیں آتی تو ان سے اندر رب العالمین کے مقرر
 کے کیفیت کراکی اولو کفر میں داخل کجی جہاں پہرے غایتہ بختہ اور مراد شیطان
 کی ہے جیسی معنی ذکر کیا کہ غایتہ بختہ سلب الامان و الخلود الدائم فی الزمان
 دیکھو عالم ربانی عمرہ اند علیہ فی بعد ذکر صدیق ذکی القلب ذکی العقل کے فرمایا ہے
 پس فرقہ ابن ابن کرام و انبیاء عظام علیہ الصلوٰۃ والسلام باقامت مظاہر

وابتیاح حکم و مبنیہ الی اللہ است الی آخر قال یہ دونو وصفت انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام میں ہوتی ہیں اور صدیق میں جو نبی ہوں تو معدوم اور جو نبی ہی ہو
 جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام قال اللہ تعالیٰ فیہ انہ
 کان صدیقاً نبیاً تو انہیں یہ ہے یہ دونو وصفت موجود ہوتی ہیں پر بھت نبوت
 نہ حیث الصدقیت اور پہلا وصفت دوسرے کو لازم ہے اس لئے سب غلامی پہلی
 وصفت کو مفہوم اور تعریف میں نبی کے داخل کیا ہے اور کہا ہے النبی ھو
 انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لبیلین ما اوحی الیہ جیسی شرح
 عقاید جلالی وغیرہ میں ہے اور بعضوں نے ما اوحی الیہ الاحکام کہا ہے دونوں
 کا ایک ہی مطلب ہے اور اس خناس نے محض صدیق کی نبی بنائی کو اپنے
 طرف سے معصوم نہیں کر کہا جب کلیات شریعت کی اور حکم احکام ملت ایک
 معصوم کو نبی واسطہ نبی کے ایک طریق کی وحی سے حاصل ہوئی نبوت میں
 کیا باقی رہا ہم کہتی ہیں یہ غنی بعثۃ الی الخلق ای اللہ لبیلین ما اوحی الیہ
 الاحکام کہا ہے دونوں کا ایک ہی مطلب ہے اور اس خناس نے محض
 صدیق کے نبی بنائی کو اپنے طرف سے معصوم نہیں کر کہا جب کلیات شریعت
 کی اور حکم احکام ملت ایک معصوم کو نبی واسطہ نبی کے ایک طریق کی وحی سے
 حاصل ہوئے نبوت میں کیا باقی رہا ہم کہتی ہیں ای غنی بعثۃ الی الخلق ای اللہ
 لبیلین ما اوحی الیہ لبیلین الشرح باقی رہا تو وہ صدیق نبی کہاں ہو گیا اور شرع
 صرف کلیات سے عبارت نہیں بلکہ خبریات سے ہے اجزاء شرع کے ہیں بلکہ عہدہ جہت
 شرعی شخصیات میں جیسی عقاید میں مباحث ذات اور صفات کی اور مباحث
 خاص ساتھ ذات حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور مباحث حضرت

۲
 جہت صدیق
 جہت نبی
 جہت نبی
 جہت نبی
 جہت نبی

او کی اور پہلیوں کی سیب و سوا اس خاص ہر ایک کی چاروں ملکات مقرب
 مہر سبک مہکت اور صراط کی واصل ذلک کہ اکثر ادنیٰ صدیق کو جو
 بنی کے معلوم ہوئے ہیں تو صدیق ادا تو بصورت ہے نہیں چہ جائیکہ بصورت پر
 سادہ مشایخ کے تو بنی ہونا صدیق کا کہانی لازم آیا اور حکمتیں احکام ملت یکے
 تو مشایخ کا خبر اور رکن نہیں تو اسکو اقرض منین کیا داخل ہوا یہ غیبی حکم احکام
 ملت میں جو لفظ حکم ہے اسکو مفرد احکام کا سمجھا ہے اور وہ جمع ہے حکمت کی
 جیسی ام جو سیح ہے اسکا دوسرے حکمہ دلیل ہے سلیقہ عبارت نہیں کا ہے
 نہیں جو مفرد ہوتا احکام کا تو اسکو ذکر کرتے اور کہتی اور احکام ملت بظن
 لفظ اور معنی جیسی غریب معلوم ہوتا ہے اور یہ مفرد معلوم کیے اسنی اپنے
 نون و سوسر کی ہے اور ہم اسکی دفع میں ثابت کر آئی ہیں کہ صدیق کو تو ثابت
 ہوئی ہے مثل محافل انبیاء علیہم السلام نہ عصمت وان دیکھ لیا چاہیے بالفرض
 اگر عصمت عصمت کے صدیق کو ثابت ہی ہوتی جیسی ہے کو ثابت ہی تو پر عصمت
 بنی کے مفہوم میں کہنے مقرر کے ہی غایۃ مافی الباب یہ کہ بنی کو عصمت لازم ہے لکن
 یہ لازم نہیں کہ جو لازم معرفت بالغت کو ہو وہ اسکی مفہوم میں معتبر ہوا اور
 تعریف میں داخل دیکھو جیسی مجرذ بنی کو لازم ہے اور مفہوم میں اسکی کسی
 معتبر نہیں کیا پر یہ ایچہ خوان در سہ علم اور تحصیل تمام کتب جہل سمجھا ہے
 کہ قید ہشتہ کی سب یا بعض کے نزدیک بنی اور رسول کے مفہوم میں یا تو نہیں
 تو اسو اسلی اپنے سند کے لئی بنی کے تعریف ابن حجر رحمہ اللہ علیہ سے نقل
 کی و صحر ذکر من بنی ادم اوحی الہ بشیخ و لہدیر بتلیغہ الی احد
 اور یہ سمجھا کہ اس میں قید ہشتہ کی نہیں ہی اور صدیق پر موانعی تحریر عالم ربانی کے

یہ تعریف صادق ہی تو فرق دونوں میں یعنی بنی اور صدیق میں نہ اور
 فرق جو صراط مستقیم میں ذکر کیا ہی بسبب صدق اس تعریف ابن حجر رحمۃ اللہ
 علیہ کے اور صدیق کے کچھ کام نہ آیا تو ہم اسکی انہار جہل کے لئی کہتی ہیں
 کہ اول تو اس تقدیر پر صفت معصوم کے صدیق کے لئے ذکر کرنی عبت ہو
 کیونکہ اس تعریف میں قید عصمت کی مذکور نہیں دوسرے یہ بات ہی کہ اس
 تعریف میں بھی قید نبوت کی ذکر کیے ہی پر اور لفظ اور اور حرفوں سے نہ
 نبوت کی حرفوں سے مست شراب قہر آہی کو ہوش کہاں کہ سمجھتی قاتوسر
 میں ہی ادھی ایہ بعثت تو ادھی ایہ یعنی بعثت ایہ بعثتہ بچول ہوا مطلب یہ
 کہ بعثت اور ادھی دو نو آپس میں مترادف میں فرق اس قدر ہے کہ مفعول
 ہو کہ بعثت کی ساتھ لی واسطہ حرف جر کے ذکر کرتے ہیں اور ادھی کے ساتھ الی
 کا مجرور کر کے ذکر کرتے ہیں بچول میں بعثت ہستار ضمیر اور ادھی ایہ + کہیں گے
 جیسی ابن حجر نے کہا دونوں کی معنی ایک ہی ہیں تو ادھی ایہ بشرع کے
 معنی بعثت بشرع کے ہوئے اور یہ تعریف ہی بنے کی صدیق پر صادق ہوئے
 جیسی تعریف جمہور کے اور عصمت ثابت کرنا صدیق میں اور ذکر کرنا تعریف
 ابن حجر کا واسطی ہے ادھی کرنے کی اس خناس کو مفید ہوا **ابن**
 کہ موافق تہمید اس خناس کے اس تعریف میں ایک غلط اور ہے ہی کہ ہر فرد
 صحابہ پر بلکہ ہر فرد امت پر جو ذکر ہو تعریف بنی اور رسول کے جو یہ ہے
 صادق ہوتی ہے اس لئی کہ **بعضی** **ادھی** میں اوپر سنی و سول کا فیوجی
 باذندہ مائشاد کی مد معنی لکھی ہیں **ایک** ہے کہ یا بھی اندر رسول یعنی فرشتہ
 کو کہ ادھی پہنچا دیے اللہ کے اذن سے وہ جو چاہے اللہ یعنی جسکی طرف چاہے

وہ فرستہ وحی پہنچا دیے تو وہ وحی الیہ سبکی طرف فرستہ فی وحی پہنچائی ہو
 کی اذن سے سوائی بننے کی اور کوئے ہوگا **روح** کے معنی پہلے کہ یا پہلے
 اللہ رسول یعنی انسان پر وہ انسان رسول وحی کرے اللہ تعالیٰ کے اذن
 سے یعنی پہنچا دیے وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ یعنی پہنچا دے امت کو قرأت
 وحی الیہ ہوئے فی الجہد تو اس امت میں جو ذکر کر ہوا اور پہلے صادق ہوا
 کہ وہ ذکر کرے اور وحی الیہ بشرع یعنی پہنچا گیا ہے اور سکو شرع یعنی انسان
 رسول نے پہنچا یا ہے اور سکو شرع تو اس قدر تریف جو نبی کے ہی اور اس امت
 پر صادق ہوئے اور وہ مامور تبلیغ کا ہے ہی اسلمی کہ قلیبغ الشاہد الخائب
 حدیث صحیح ہے تو وہ تبلیغ شرع کا مامور ہے ہوا تو یہ سب تریف رسول کے
 ہوئے اور لا تعد ولا تحصى امت پر صادق ہوئے اگر اس تریف میں اور وحی الیہ
 لکے بشرع معروف کی جیسے کے ساتھ کہا ہوتا تو یہ تریف سوائے نبی کے اور
 پر صادق ہوتی اور جب صیغہ معروف سے عدول کر کے صیغہ مجہول کا اختیار
 کیا تو یہ نقص عدم مانیت کا ثابت ہوا جیسی معنی ذکر کیا تو سوائے نبی جو بزرگ
 خاص کے ایسی امت پر جو مصداق اس تریف کا ہے تو اور سب میں اور سب
 میں یا اور سب میں اور رسول میں کیا فرق را عالم ربانی کی تکفیر تو صرف بنظر
 صدیق کے کہنے اب ابن جوحہ اللہ علیہ کے حق میں کیا کہہ سکتا اور ہم یہ پہلے
 ہی ادلی کر رہے نہ وہ ان اس سے کہ معنی جو معنی اس تریف کی بیان کی ہیں وہ
 نہ حدیثی پر ثابت ہیں نہ اور امت پر اور جوحہ خاص صدیق پر یہ تریف صادق
 کرتا ہے تو یہ وہ ہمارے معنی نہیں سمجھا ہے تو اس کی خمیدگی موافق یہ تریف
 سب امت پر جو ذکر ہو مصداق ہے تو یہ صاحب تریف کی حق میں جیسی کہ

بہت ہی ادبی کرے نہیں تو عالم رہنے کی طرف سے توبہ کرے اور پھر کہتی ہیں کہ
 یہ تعریف ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے خوب نہیں اوجی الیہ کے معنی ہوئے بعثت
 کی اور ہے ابن اشیر الیہ کتب الیہ ارسل الیہ الہم اتقی اور یہ سب معنی لغوی
 ہیں تو یہ لفظ مشہور ہوا اور لفظ مشہور ذکر کرنا بی قرینہ کے تعریف میں جائز
 نہیں کہ فہم کو دخل ہے ہر کوئی نہیں سمجھتا اس لفظ میں خاص نہ سمجھا اور اند
 تعالیٰ کے مقبولوں کی اس تعریف پر اعتقاد کر کے تکفیر کرے اور کر دے اسے
 آپ ملاک ہوا اور دن کو ہم ملاک کیا شاید ابن حجر نے ماخوذ ہوئے قید
 بعثت کو مفہوم نہیں دیا ہے کہ مشہور ہے اس کے مشہور کو قرینہ یقین معنی بعثت کا
 لفظ اوجی الیہ بشرح یہ ظہور آیا ہو تو البتہ قرینہ ہو سکتا ہے بظاہر نہیں اسلی
 ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا بخلاف تعریف جمہور اور محققین کے کہ اہم صناعت
 علم میزان کیا ہے میں کہ اس کی تعریف نالی اس نقصان سے یہ ہر کوئی سمجھ
 لیتا ہے **قول موسوس کا** اور اس طرحی دعویٰ کرنے والوں کو علما نے

کا فرمایا ہے قاضی عیاض نے شفا میں لکھا پر مکن ذلک من اوجی صناعت
 یوحی الیہ وان لم یصلح البتہ او انه یصلح الی السماء ویکمل
 الجنۃ ویاکمل من غارھا ویجانی السور العین تھش کا کلام
 کفار مکن یون للبتی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی بعد تفامین پر عبارت
 ہی لاناہ اخبار علیہ وعلی اللہ الصلوۃ والسلام اندہ خاتم النبیین
 ولا نبی بعده و اخبار عن اللہ اندہ خاتم النبیین واندہ ارسل
 الی الناس كافة انتہی اس عبارت کو موسوس نے چھوڑ دیا جواب
 اسکا یہ ہے کہ مراد موسوس کے اس قولی کے ہے کہ اس طرح کے

و عو اگر نیمنہ والیکو علمائے کاذب کہہ رہے ہیں کیا ہے یا نہیں ہے کہ جو کوئی
 دعوے کرے کہ مجھ کو کلیات شریعت کی اور حکم احکام ملت کی بی واسطے
 بنے کی ایک طریق کے وحی سے حاصل ہوتے ہیں یا اور کوئی یہ مضمون
 کیسکی حق میں کہی اور منبر دے یا نہیں ہے کہ کوئی دعوے کرے کہ مجھ کو
 ایک طرح کے یا اور کوئی کیسکی حق میں کہیے کہ اسکو ایک قسم کے وحی ہوتے
 ہی لیکن اول مراد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اول فوق پہلی کہجکاپے اور غریبی
 اسکو استیصال ہے ابہرے کر دیا ہے دوسرے وجہ اس اول کے مراد ہونے
 کی یہ ہے کہ دلیل جو ادنیٰ شفا کی عبارت ذکر کے یہ ہے وہ دلیل اول کے
 نہیں ہو سکتی اس لئے کہ عبارت منقولہ شفا میں صرف ذکر دعوے وحی کا
 ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ مراد اسکی دوسرے احتمال ہے نہ پہلا و رفع آں
 دوسرے کاموقوف یہ ہے اور ذکر کرنے ات م وحی کے اور بیان کرنے کے
 اختصا ص مطلق وحی کے ساتھ نبوت کی مواہب لدنیہ میں ہے
 اکل ابد تعالیٰ لمن الوحي مراتب عديدة **احد** ما الرى الصادقة
الثانية ما يقية الملك في روفه وقبلة من غير ان يراه **الثالثة** كان ليشتم
 له الملك رجلا فينا طبة حتى يعي منه ما يقول له فقد كان ياتيه في صورة وحية الكلبى
الرابعة كان ياتيه مثل صلصلة الجرس **الخامسة** ان يرى الملك في
 صورته التي خلق عليها سماء جناح فيوحى اليه ما يشاء ان يوحى **السادسة**
 ما اوحاه الله تعالى اليه وهو فوق السموات من فرض الصلوة وغيره **السابعة**
 نظام الله منه بلا واسطة كما كلم موسى وقد زادوا بعينهم مرتبة ثامنة وهي تكليم الله تعالى
 لخاصة بغير حجاب ويزاد ايضا كلامه تعالى له في المنام ثم مرتبة اخرے وهي العلم الذی

یلقیہ اللہ تعالیٰ فی قلبہ و علی لسانہ علی الاجتہاد فی الاحکام
 و ذکر الحکیمہ الوحی کان ہدایۃ علی شتہ و اربعین نقلاً انتہی باب
 الاختصار و حذف الوفاید اور اسی طرح یہی مدارج میں اب سنویم
 کہتی ہیں کہ جمیع مراتب اور ہر مرتبہ وحی کا خاص بہنیں ہے ساتھ انبیاء علیہم
 السلام کے قرآن مجید میں ہی و اوحی ربک الی النحل الہمہما و
 قد ف فی قلوبہما بیضاویہ و مضمون ہے وغیر ہما اور قرآن
 مجید میں ہی و اوحینا الی ام موسیٰ باہام آدم دیا بیضاوی اور منظر ہے
 میں ہی وحی یو ظاہر بنت لاوی ابن یعقوب علیہم السلام کذا ذکر البغیۃ جمعاً
 علی انہ لیس بوحی نیوۃ وان البنی کا لیکون الا رجلاً قال قتادۃ
 قد ف فی قلبہا و هو الالہام فی اصطلاح النصف و من
 جہتہ المقام الصادق الموجب للیقین و اطمینان القلب و
 هو ایضاً من قبیل الالہام و ہذا الایۃ تدل علی ان الالہام
 ایضاً من اسباب العلم و ان کان علما ظنیاً و المعبر الالہام
 القلوب الزکیۃ و النفس المطمئنۃ و الفرق بلین الوسیۃ
 و الالہام محصور الالہامین انہی اور مجمع البحار میں ہی اوہ
 الی الخواتین امرتہما اوحی لہما الہمہما ف اوحی الیہم اوحی
 و قبل کتب بیدہ علی کلاض لیل و خون الی اولیا ہتم بلقوت فی
 قلوبہم تو دیکھو ان نصوص قطعی کتاب اللہ سے ثابت ہوا کہ کوئی مرتبہ ہر
 وحی سی اور آدمی میں سوائے انبیاء علیہم السلام کے بلکہ بعض حیوانات میں بلکہ
 بعض جادات میں پایا گیا اور وہ الہام سے اور نام اور اسکی تعبیر

قرآن مجید میں وحی یہ تو اب کوئیں کہ الہام یا نام کو بت وحی کہیں کیجے
 کہ وہ الہام یا سام نبی علیہ السلام کو ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ جو غیر نبی
 میں یہ ہو تو اس کو یہ وحی نہ آیا اب سنو احادیث نبوی جمع الجوامع
 میں ہی لم یبق من مبشرات النبوة الا الروایا الصالحة
 المسلم اوتی له **ق** عن ابی الطفیل عن حذیفہ لم یبق

النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الروایا الصالحة
 ح عن ابی هريرة لم یبق بعدی من المبشرات الا الروایا الصالحة
 یراها الرجل اوتی له **ل** هب عن عائشة روى اصادقة اور
 کو کہ دونوں سے مراد ایک یہی نزدیک محدثین کے ادل مرتبہ اور الہام
 کو یعنی القاری فی القلب کو دوسرا مرتبہ وحی کا مواجب لدنیہ میں کثرت میں کہا
 ہی تفسیر طالین بن یونس و افرقتم وقد ختم مع موسى
 السلام لتعذروا الى الله من عبادة العجل وسمعتم كلامه
 من یونس و افرقتم حين امر الله موسى ان یاتنی ناس
 من بنی اسرائیل معذرتین الیه من عبادة العجل فاختر سبعین رجلاً
 من خیارهم و قال لهم صوموا و تطهروا و اطهروا اثیابکم ففعلوا
 فخرج لهم الی طور سینا فقالوا له اطلب لنا منکم کلام ربنا فلما اد
 موسى العجل و قم علیهم صود الغمام و تغشى العجل کله فدخل
 فی الغمام و قال لهم حیث دخلوا الغمام خروا سجدا و کان موسى
 اذا کلمه ربه و قم علی وجهه فخر ساطع لا یستطیع احد ان ینظر
 الیه فخر به و لهم السجایه فسمعوه و هو یکلمهم بامره و یهدی

واسمہ اللہ انی انا اللہ لا اله الا انا ذویکۃ اخرتکم من
 ارض مصر بید شدیدہ قاعبدونی ولا تقیدوا عینکم قلما
 فصنع موسیٰ و انکشف الغام قالوا یوسیٰ الایۃ عجین بہت در دیگر تفکر
 معتبرہ ہر گاہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کلام حق تعالیٰ کا سنا اور یاد
 اسکی کہ خیابن بنی اسرائیل کے ہوتے تو یہی انکار کیا اور یہ امت مرحومہ کہ خیر
 الامم یہ خیابن انکی کہ کہے اولسی ایسی کستانی عمل میں نہیں آئے اگر کلام
 الہی سنیں تو بعید نہیں چہ جایکہ ممنوع ہو چنانچہ تفسیر بیضاوی میں اور سیفہ
 حاکم اور شرح مشکوٰۃ اور شرح مسلم لقینف واقف اسرار الہی طائفام الدین
 قدس سرہ اور رسالہ غوثیہ اور شرح رسالہ غوثیہ اور کتاب الکواکب الدریۃ فی
 درج السادات الصوفیہ اور شرح فصوص الحکم لقینف علامہ قسیرے اور معارف
 المعارف سی بہ تفصیل نام دفع بزین و سوسہ میں اور مواہب لدنیہ سابقہ مذکور
 ہو چکا یہاں یک یہ مقدمات دفع و سوسہ و سوسہ کے تھے اب بہ تفصیل
 اور توضیح دفعہ اس و سوسہ کا سنو عالم ربانی نے کہاں فرمایا یہ کہ صدیق کو جو
 ہوتی ہی بلکہ فرمایا یہ کہ طریق اخذ ان ہم شعبہ است از شعبہ وحی اس عبارت
 کی معنی یہ ہیں کہ جیسی وحی سے علم حاصل ہوتا ہی طریق اخذ صدیق میں ہے
 ایسا ہی ہوتا ہی کہ جس سے علم حاصل ہوتا ہی تو گویا وحی ہی کا نہ الوحی نہ یہ
 کہ حقیقت میں وحی ہے اور عین وحی ہے تاکہ عبارت شفا کی بر تقدیر صحت و عدم
 خطا دلیل ہو بتفسیر کے **اب** حضرت افضل العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا ہی الحیا شعبۃ من الایمان الشہاب شعبۃ من الجنون اسکی معنی صحابہ
 کے نزدیک یہ ہیں کہ حیا مانع ہوتی ہے معصیت سے جیسی ایمان تو گویا حیا ایمان

اور جنون مانع نہیں ہوتا ہے اگر کتاب کما حقہ ہو انی یہ لیب غلبہ تو آتی ہو
 اور غضبانی کے سودے ہوتی ہے طرف قلت عقل کے تو اس کی تفسیر
 مانع نہیں ہوتے گناہ سے تو گویا شباب جنون ہے نہ یہ کہ حیا علین ایمان
 ہے اور شباب عیس حکون بحسب البحرین ہے حدیث الشیخ شعبۂ من
 الایمان ی طافہ من کل شیء والمستحیی منقطع عن المعصیۃ مجاہد
 ان کو ملین له تقیۃ مکانہ ایمان یمنعہا عنہا والشباب شعبۂ من
 الجنون لانہ قد یسرع الی قلۃ العقل لما فیہ من کثرۃ الميل الی
 التعمیۃ والاقدام علی المضار اتمی یعنی فالشباب کاند جنون
 پر کہتی ہیں ہم کہ جو کوئے کہی کہ شجرہ ہرنی کا عین اوس شے کا ہوتا ہے تو
 یہ مستلزم کفر کا ہوتا ہے بیان لازمہ کا یہ ہے الشباب شعبۂ من الجنون
 حدیث میں ثابت ہوا تو یہ اگر عین جنون ہو تو کسی شباب پر تادیت شباب کوئے
 کما دکتوب اور ثابت ہو بسبب حدیث رفع القلم عن ثلث کہ ادبہ اجماع تمام
 امت کی ہے اور یہ کفر ہے بالاجماع اور بالخصوص القطعیہ اور یہ ہے یہ
 لازم آیا کہ عقل اور بلوغ تکلیف سترعی کے لئے کافی ہو اور یہ بھی کفر ہے ہم
 ہے بالاجماع القطعی والخصوص کذلک اور اد پر نقدیر تنزل اور تسلیم کے کہ یہ
 عبارت مذکورہ عالم ربانی کے یہ ہوں کہ طریق اخذ ان ہم وحی بہت کلام ہے دل
 میں اور یو جہتی ہیں ہم قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک شخص نے بغیر اسکے
 کہ دعویٰ کرے نہوت کا یہ کہا کہ جبکہ ایک طریق کے وحی ہوتی ہے اور وہ
 مستحسن کہے کہ مراد میرے وحی سے الہام ہے یا منام یا سماع کلام حضرت
 ملک العلماہ عز وجل من در او حجاب مہر ہے کہ کلام شفاہی کہ وہ صاحب منصف

سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسی شرح عقاید میں ہے اور یہ ہو
 ملک کو وہ خاص ہے نبوت کی سادہ جیسی یہ ہے مذکور ہوا اور حال اور حال
 ہی قرینہ صدق کا ہو مثلاً وہ شخص بابا زید سیٹھی ہون جیسی کہ ایک درمیان مذکور
 یا حضرت امام جعفر ہون رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن ابائہ الکرام یا اور عارف کامل
 کہ کلام ازیں وہ سنتی ہیں جیسی عارف میں مذکور ہوا یا وہ صدیق اکبر
 ہون رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شرح شتوی میں نصوص سے منقول ہوا یا
 حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اتباعہ جیسی رسالہ غوثیہ سے
 مذکور ہوا یا مثل شاہ عبدالرزاق کی قدس سرہ جیسی شرح مسلم سے مذکور ہوا یا
 اور کاملین اس امت مرحومہ کے حامل ان بزرگوں کی یا قریب اور مدانی انکی
 کہ حدیث میں آیا ہے مثل امتی مکمل الغیث کا ہدایہ اولہ خیرام احمد
 جیسی حضرت امام مہدی سے ہونکی مثلاً اور ان کاملین کی ہدایت اور اشارہ پر لاگو ہوں
 آدمی گواہی دین اور پر یہ مقبول درگاہ الہی سند میں کہیں کہ حق تعالیٰ نے
 وحی کرے والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور سخی کو جیسی قرآن مجید میں
 مذکور ہے اور وحی کی معنی اور ہے میں جیسی صحیح البخاری اور ترمذی اور
 مواہب لدنیہ سے مذکور ہوئے اور وہ وحی جو خاص ہے انبیاء علیہم السلام کے
 جیسی شرح نصوص اور شرح عقاید سے معلوم ہوا وہ ہمارے مراد ہیں اور حال
 ہے ان مقبولوں کا اسپر قرینہ ہے کہ انکو اجتناب صغائر سے بھی ہے
 چہ جائیکہ کبیرا اور کفر العیاذ باللہ کہ ایسوں کو محفوظ کہتی ہیں اور قطع نظر
 بیان مراد اور قرینہ ہے اگر ایک مسئلہ میں بہت وجہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ
 اسلام کے ہو تو بے وجہ ہے مفتی کو کہ فتویٰ اسلام کا دی نہ کفر کا جیسی بخیر

میں یہ عبارت بجز الراجح کے یہ ہے وہی اختلاف صد ان کات فی مسئلہ جو
 لتجیب التکفیر ووجه واحد یتعمد علی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی
 یمتنع التکفیر یحتملنا للظن بالمسلم اور حدیث میں یہ من قال لمومن یا
 کاف یا کفری کا فرق ہے تو اسی بے حدت اور وہ بڑے قیصر ہے کہ کفری کس طرح
 حکم کفر کا کر دیا اور اس بار کے کلام میں تو تصدیق اور اور اس کے رسول کے یہ
 جیسی قرآن میں مذکور ہے متنی تکذیب کس طرح کہہ دے متنی دلیل تکذیب کے یوں
 کہی ہے لایہ اخذ علیہ والہ الصلوٰۃ والسلام انه خاتم النبیین
 ولا نبی بعده و اخذ عن الله تعالیٰ انه خاتم النبیین وانه ارسل
 للناس كافة تو اس دلیل سے تکذیب ثابت ہوتی جو دعوائے نبوت کا یہ ہوتا اور
 متنی غی دعوئے نبوت کے کرے ہی اور کہا ہے وان لم یعلم البتہ تو اس دلیل
 سے ہی تکذیب ثابت ہو گیا اگر کوئی کہی کہ دعویٰ وحی کا مستند ہے دعویٰ نبوت تو
 تو ہم کہتی ہیں کہ مطلق وحی کو مستند نبوت کہنا یہ خود کفر ہی اور تکذیب کلام
 الہی اسلی کہ مردم با سوا کے یا خاص ہوتا ہی اور لازم مساویہ عام تو ہوتا ہے
 کہ یہ ثابت ہوا کہ وحی عام نہیں ہے نبوت ہی حالانکہ قرآن سے معلوم ثابت ہوتا
 ہے کہ نبوت کہ ام مونی علیہ السلام من اور نخل میں وحی پائیے گئی بعبر نبوت کی اگر
 کوئی کہی کہ وحی کا خواص نبوت ہے ہوتا ہے متنی علامہ قیصر سے یہ آیا نقل کیا
 ہی تو دعویٰ وحی کا مستند دعویٰ نبوت اور تکذیب اور تکفیر کا کیوں ہوا گا
 جو اب اسکا نہی کہ مواہب لدنیہ میں مراتب وحی کے آہٹہ نو بلکہ چالیس ذکر
 کئی ہیں اور بعض ادنیٰ جیسی الہام یا ماسم یا کلام متہف بہ خواص نبوت سے نہیں
 بلکہ ادنیٰ اکرام امت میں ہے ہوتے ہیں حسی مکرر مذکور ہوا اور وہ جو علامہ

جیسے فی ذکر کیا ہے وہ وحی خاص ہے اور موافق اصطلاح صوفیہ کرام کے
 کہ وحی اولیاء اللہ کو الہام کہتے ہیں اور وحی انبیاء علیہم السلام کو وحی کر کے
 بقیر کرتے ہیں تاکہ ناقص لوگ وہم فاسد کو پیدا نہ کریں تو موجود جو ہے وحی کا جو
 بالغرض والتقدیر اگر کسی سے پایا جاوے وہ محمول اور مراتب غیر مختصہ بہ
 کی ہوگا کفر کیونکہ ہوگا فطر اسکی ایسے کہ لفظ رسول کا عرف شرعین معنی
 انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الخلق لتبلیغ الاحکام الشرع ہے اور فقہا قاطبہ لفظ رسول
 کو معنی فرستادہ ذکر کرتے ہیں اور مقابلہ میں وکیل کے اور احکام مختلف ان
 دونوں کی ذکر کرتے ہیں اور کو یہ تکفیر اعیانہ باند فقہا کی نہیں کرتا ہے
حاصل یہ ہے کہ سماع کلام الہی اور مکالمہ حضرت رب العزۃ کا غرض واصل ہے
 انبیاء علیہم السلام کے خواص امت میں ہے پایا گیا ہے اور وحی کا دعویٰ اپنے
 یا اور کے واسطے اول تو کسی نے یہاں نہیں کیا بالغرض اگر کیا ہے ہوتا تو
 بنظر اقسام ثلثہ مذکورہ کے مکذوب حضرت شارع کے اور کفر لازم نہیں آتا العیاذ
 باللہ تعالیٰ اور جو کوئے بسبب مغلوب ہوتی اپنے کی شیطان عبدوسی ایسی مقام
 پر اپنی زبان ناپاک سے تکفیر کرے اولیاء اللہ کے تو اسکی حق میں خوف ہے
 حضرت عظیم کا دیکھو قاضی عیاض صاحب نے باوجود اس علورہ سے کہ علم حدیث
 اور فقہ میں بسبب اسکی کہ علماء ظاہریہ سے تھے علوم باطلہ سے حظ نہ لے سکتے تھے
 بلکہ منکر تھے علماء علوم باطن کے اور کستاخی کرتے تھے کسی حضرت اس انکار اور
 کستاخی کے پائی سنو کو اکابر درمہ فی درج السادات الصوفیہ
 میں بیچ حال محمد بن محمد الطوسی الامام حجة الاسلام الغزالی کے لکھا ہے قالوا ولما
 افتی القاضی عیاض باحراق کتاب احياء العلوم بالآثار فدا عليه قدمات

انکی آخرت اللہ تعالیٰ نیک کرے **قول موسوس کا** اور تاویل کے تقدیر پر ہے
 قایل ایسا ہی جیسی رافضی وغیرہ جواب اسکا یہ ہے کہ جو تاویل کو مستحسن نہیں
 کیا تو معلوم ہو کہ نفس تاویل موجب رفض وغیرہ کی ہے اور یہہ بعض غلط ہی اسلی
 کہ مادل عبارت ہی مشترک سی جو مترج ہوں بعضی معنی ادسکی بالرایہ شیخ کی
 یہیہ عبارت ہی فقہ المشائخ ان ترجم بعض معانیہ بالوای لیسے صاوکا
 تو دیکھو امام اعظم صاحب ثلثہ قروا کی تاویل کرتے ہیں قین حیض کر کے اور امام
 شافعی صاحب اہتہ قین طہر کے اور دونوں امام ہیں اہل سنت کے **قول موسوس**
 کا تمام سوے گفتگو جماعت کی قایل کے مقولات پر جواب اسکا یہ ہے کہ
 کہ ہی تمام سوایان تہمیت اس جماعت حقا کا بتفصیل تمام توضیح بالاکلام اگر کسی
 قہر آہی سے بدست نہیں ہوا اور لوکا گوشت کہا کر اگر الوہین بن گیا تو پارسے
 سب کلام کا جواب دیکر اپنا سب کلام صحیح کر دی نہیں تو یا تائب ہو چینی ہر پانے
 میں دوب مرے **قول موسوس کا** اب سائل سوال کرتا ہی علماء دیندار و
 ہی کہ موافق مذہب اہل سنت اور جماعت کی دسوں باتیں قایل کے باطل اور
 قایل اور جو او مسکو حق پر سبھی اہل سنت ہی خارج ہیں مانند شیعہ اور معتزلہ اور
 خارجیہ کے جیسا کہ جماعت فی کہا یا نہیں اگر میں قواو کی چھی نماز اور اداسی
 مناکحت وغیرہ کا کیا حکم ہے جواب دسوں باتیں قایل کی باطل میں فحاش
 حق کے اور قایل ان مقولات کا اور جو ان مقولات کو حق سبھی خارج ہیں
 اہل سنت ہی اور جماعت فی جو کہا ہی حق اور صواب ہے اور نماز میں اقدہ اور
 مناکحت وغیرہ اداسی مثل اقدہ اور مناکحت وغیرہ اساتہ رافضی اور خارجی اور
 معتزلہ وغیرہم کے اہل ہوا اور بدعت سے دالہ تقاضے اعلم بالعنواب

حاجت حال عقول عالم ربانی کا اور اوپر جو گفتگو حاجتِ حقیقی
 ہوئی ہے سب مذکور ان اوراق میں ہے اوس سے حال اس جواب کا واضح
 ہو جاتا ہے اب یہاں ایک لطیفہ غیبی ہے اوسکو سننا چاہیے عالم ربانی نے
 اپنی مالک حضرت عزوجل کے رضا جوئے میں نامقدور اعتصام کتاب اور سنت
 میں اور تاسی اور پیروئے میں حضرت سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 سنی طبع کے اور فرد کذاشت کیا یہاں کہ کہ اپنا وطن اور آبرو اور مالی اور جا
 اوس مالک جل و علا کے راہ میں صرف کیا پر ایک تشبیہ بتجیت اور تاسی اور
 پیروئے کے اوسکی حصول میں اپنا اختیار نہ تھا اذکی بعد شہادت کی اوسکے
 اتباع اور محبین میں اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل سے وہ شہرت اور سعادت اعدا
 کیے تھے اذکی نصیب کے جیسی حضرت یوسف علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو پہائیوں کے اہتہ کس کمال کو پہنچا یا **س** عدد و خود سبب خیر اگر خدا نخواستہ
 مایہ و دکان شیشہ کر سنگ است **یہ** عبارت مدارج کے ہی جو ہم نقل کرتے ہیں وہ
 لطیفہ غیبی ظاہر ہوتا ہے عبارت مدارج کے یہی ہی وصل و در سال سعادت
 چون دیدند قرلیس عزت و قوت دین اسلام را با سلام حمزہ و عمر و حیرت معنی بخت
 و فتوہ اسلام در قبایل نائیرہ حسد و عداوت ایشان بخندند و در مقام قتل و اہل
 آن حضرت ایستادند و لیکن چون آن حضرت در حمایت و کفایت ابو طالب بودند
 نتوانستند انہار اترقی و تقادری کرد پس نزد ابو طالب آمدند و گفتند را در زادہ
 خود را با بسپار یا جبک ارا آمادہ باش یا بکو ادرا کہ از سبب دشمن آلہ ما باز با بستہ
 ابو طالب آنحضرت را طلبید و گفت قوم تو آئندہ بودند و این چنین گفتند اکنون بر
 نفس خود یہ بخشای کہ خاک ایشان در طاق من و تو نیست سید عالم صلی اللہ

علیه وسلم گفت ای عم تو خیال کرده که من در حمایت تو ایستاده‌ام این پروردگار
 را بداند که مرا پروردگار من امر کرده است باینکه ترا این مهم بآفرینم و در این کار بر
 منیدارم و از پانی نشستم اگر مرا تقویت کنی و بمن موافقت نای سعادت است و الا
 عون برانی و نماید آسمان را ایست این بکفت و از مجلس برخاست ابو طالب
 را از سخنان آنحضرت رقتی و همتی پیدا آمد گفت تو بکار خود بد مشغول باش بر
 کعبه تامل زنده باشم نتوانم که بر تو دست یابم و شرابی درین باب گفت که
 مضمونش این است بخدا سوگند هرگز نمی توانم لبوی تو دید بجمع خود تامل در
 زیر خاک دفن کرده نشوم آشکارا کن و ظاهر کن تو کار خود را هیچ اندیشه کن و
 خوش باش خشک باد چشم تو بدان پس ابو طالب بخواستم راجع کرد و بنویس
 نیز نایسان اتفاق کردند همه بحکم عصیت اگر چه کافر بودند بعبادت جالبیت در شب
 خود آنحضرت را در آورده الا ابو لهب اگر چه از بنی هاشم بودند در آمد و موافقت نکرد
 و سایر قریش در میان خود اتفاق کردند و عهد بستند که بانی هاشم و بنی مطلب
 مناکحت و مباہلت و مخالطت و مصاحبت و مکالمت ننمایند و قطع رحم نمودند و قلم
 که در آن زمین هیچ چیز نفع گیرند و اهل اسواق را برداشتند که هیچ چیز بدست ایشان
 نبردند و گایه که در موسم حج بیرون می آمدند و از مردم اطراف حجاز به
 خریدند از آن نیز منع میکردند و خود بهایه کران می خریدند و درین باب عهد نامه
 نوشتند و مهر کردند در خانه کعبه بایستختند که صلح نمودند در میان ایشان مگر قریه
 محمد صلی الله علیه وسلم و گویند که نوشت این نامه را دست او شل شد و دستهای
 شمر بار که دوزخ شود جمله جهان دشمن باد و بخت کوشت بدو از زمین
 گیر و یریدون لیطغوا تو الله با فاضله و الله مله نوره و لو

کده اکا قسوت و این واقعه در هلال محرم بود سال هفتم از نبوة و سه سال
 هم برین منوال گذشت و چون غیبی و حضرت از حد گذشت جماعتی از قریش که در آن
 قریه بایخی ناسم و بنی مطلب و استه شغفت و رفیق و اس گیر حال ایشان شد
 حتی تمایلی در دل ایشان انداخت که نقص آن عهد کنند و آن عهده
 فاطمه ظالمه را پاره کنند و بعد از وقوع نزاع و حشمت میان قریش اتفاق
 بر آن افتاد که صحیفه را حاضر ساخته ابو طالب گفت مرا اخبار کرده که حق شما
 از من را برین صحیفه بر گماشتند تا عبارت ظلم و جور و قبیحت را از ان خورده
 و نام خدا و رسول را گذاشته اگر وی درین اخبار کاذب بر آید بادیده هر یک
 خواهم بکیند و اگر صادق باشد همین بس که از مضمون این صحیفه در گذرید
 پس صحیفه را کشادند همچنان بود که پیغمبر صلی الله علیه و سلم فرموده بود قریش
 شرمند شدند و سر را در پیش افکندند و با وجود ان ابو جهل و منافقان او را
 کردند که نقص عهد نامه نکند ابو طالب بایاران خود در میان استار کعبه درآمد
 و دعا کرد اللهم انصرنا علی من ظلمنا و قطع ارحامنا و استحل ما حرّم ربنا و شرب
 باؤگشتند و انجامه که در نقص عهد نامه سعی داشتند غالب آمدند و صلاح پوشیدند
 و بشعب درآمد و بنو ناسم و بنو مطلب را بیرون آوردند تا در منازل خویش قرار
 گرفتند و مخالفات هیچ نخواستند گفت و این صورت در سال دهم واقع شد
 انشی بری شربت اور سعادت او کی حکو تبیه قبی حضرت سید المرسلین سکه
 حاصل ہوئے صلی الله علیه و سلم اور واه واه شغادت اور بد سخی کو
 بگو متابعت اور پیروی ابو طالب اور ابو جهل اور منافقین سکه نصیب ہو گیا
 الله تعالی ما ارحم الراحمین اپنی کفار کہ سیکے با وجود کفر سیکے او کی دلسی مغفر

اپنے حبیب کا صلی اللہ علیہ وسلم اور بنے ہاشم اور بنے مطلب کا دور کر کے
 اوکئی دلیں رحم ڈالا کہ انہوں نے اپنے تئیں اس شقاوت سے بچا یا یہ کلمہ کہ
 بسبب اور بغض کے انہوں نے یہ گناہ کیا اوکئی دلیں سے بھی یہ بغض دور
 کر کے اذکو پہ نصیب کر دیا اور ہمارے اوکئی عاقبت بخیر فداؤ اور یہ بات بچے سنا
 چاہیے کہ یہ عاجز گنہ کار اپنے تئیں موافق مسئلہ علم اخلاق کے کیسے یہ
 بہتر نہیں جانتا جو مسلمان کہ آپ سے عمر میں چھوٹا ہے اوسکو کہتا ہے کہ
 اسکی گناہ تجھسی کم ہوکئی اور جو بڑا ہو تو اسکی عبارت تجھسی زیادہ ہوکے
 اور جو برابر ہے تو کہتا ہے کہ تیرا حال گناہوں کا جھگو یقینی معلوم ہے اور
 اسکا حال مشکوک تو پھر تجھسی اچھا ہوا اور جو قطع برے لوگ ہیں تو یہ
 عاجز کہتا ہے کہ بڑا ہے اوکئی سبب نافرمانی سے حق قہا نے کی ہو یہ تو توہم
 نافرمانی کرتا ہے اگر جھگو تیرا مالک عز وجل بخش دے تو تو ہے ایسا ہو جاگا
 تو تو کسی سے اچھا اپنے تئیں منجان باوجود ان سب باتوں کے پھر بغض کفار
 اور عھصا سے اور اذکو ضرب اور تادیب دے ایسے انہی منکر کے یہ بھی مستلزم
 اوکئی کمی اور اپنے بڑا سے کوہنیں اسکی نظریوں سے جیسی اتالیق اور علم
 شاہ زادہ کا بادشاہ کے حکم سے اوسکو مارتا ہے اور کلام سخت کہتا ہے
 پر یہ جانتا ہے کہ یہ بادشاہ کی حکم سے ہے میں اس سے بہتر نہیں ہوں تو یہ
 کلام درست جو اس عاجز گنہ کار نے اس مستحق کو ہر جگہ کہا ہے تو یہ صرف جب
 ضرورت ہی الضرورات تیج المخلوقات وہ ضرورت یہی کہ عوام پر اقام غالب ہو
 میں عقل اوکئی مغلوب دہم کے ہوتے ہی غایب کو قیاس نافر پر کہی کر کے حکم غلط
 کرتے ہیں تو بعضی اعلیٰ عالم جو کسی عالم حقانے پر اپنے نافرمانی سے اعراض

غلط کرتے ہیں تو عالم معانی کو بر لبہ کہتی ہیں تو عوام جانتے ہیں کہ معترض اور
عالم یہ علم میں زیادہ ہے جیسی کوئی کسی حاضر کو جو سخت کہی اور وہ باوجود قدرت
یکے اور کو جواب فرمے تو جانتے ہیں عوام کہ یہ حاضر اس مسئلہ سے غلط
اور رتبہ میں کم ہے اور اگر جواب دیدے تو یہ وہم نہیں ہوتا تو اسی لئے
ہمیں باوجود جوابات دیدینے کی معترض کو یہ کلام سخت کہا جواب میں او کی
کلام سخت کیے اگر ادنیٰ سوالات اس طرح کیے گئے ہوتے جیسی طلباء اہل علم
واسطہ الطہار حق کے سوالات کرتے ہیں تو ہم اس کی سب سوالات حل کر دیتے
اور ہر کلام سخت کرتے ہذا اخرا اددنا ایرادہ فی دفع الوسائل

والتسکون فليتقن الطالب للرحمة هذه
القول كتم اقول استغفر الله من جميع
كراه الله والحمد لله والصلاة والسلام
على رسول الله وآله وصحبه
هذا عجل الله
بالتحقيق

خاتمة الطبع یہ چند سطریں بطریق تیسبہ اور اطلاع کی خدمت میں مسلمان
دین دار کی کہ فریب اور دغا میں نہ آجائے اس آجال بدوائی نامعلوم افضل رسول کے کہنے
جاتی ہیں کہ یہ بی حد و دین جا کر مکہ کا علم علخان کے پاس کو دانی سرور کا برادر کہ تھا
اور کما ہم شرب میسی را فضی بن کر زخیر حاصل کیا اور اسی طرح شرب اللود بکوتا اور

لکھنؤ کے ہاؤسنگ کر مطلب اپنا کہ کچھ ناز کرتا تھا علی میں لایا یعنی کئی سو روپے لیے یہ دلو
 وصف اوسکی زبانی ان لوگوں کی جو اس وقت برودی اور لکھنؤ میں موجود معلوم
 ہوئی اور دلائی علیہا صدر اکبر آبادی کے مشہور ہے کہ اسی سبب قدم کے کٹنا پانی سے تیار
 اور دکھلا صدر کے تباہ ہوئے یعنی اکثر علوں نے اسی کے معرفت رشوت لی تھے مرا
 آباد کے حاکم انگریز نے بہت تدبیر کے مقدمہ کا حال نہیں معلوم ہوا آخر کو اسی دجال
 سیرت کو بنا کر اپنے بیان دم دیکر مقدمہ کو پوچھا اور کہا تمکو بڑا کام دین گے اس وقت
 سے ہکو اطلاع کرو بت طمع دنیا سے اوسنی سب علوں کے رشوت گیر سے ظاہر کے
 اب غور کیا جائے کہ یہ شیطان مردود آپہی واسط بن کر سبکو رشوت دلو کی پر
 آپہی اوس رشوت کو ظاہر کر کے سب سے بری ہوگی مطابق اس کہ کریمہ کے کشتل
 الشیطان اذ قال لا تساکن الکفر فلما کہتہ قال انی بنی عنک انی
 اخاف اللہ رب العالمین پر جب سب علوں کو تباہ کیا کم کو یہ اوسکی طرف اپنے
 عزت کی ڈر سے رخ کرتا تھا چار سے قحبہ چون پر شود پیشہ کند دلائی اس عقرب بہت
 فی شہر شاہجہان آباد میں جا کر شیوہ رقص لمن بزرگان دین کا دان کی اسبرون کے
 دربار کا تحفہ پھیرایا اور بہت سی سادہ لوحوں کو اپنی قریب کے جال میں کہنیا چنانچہ
 بوارق کتاب اپنی میں جناب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے بدرجناب مولانا شاہ عبدالعزیز
 صاحب کو اور شاہ صاحب مدوح کو خارجی لکھا جو چاہیے اوسکی کتاب بوارق میں دیکھی اور
 حقیقت میں رافضی سے فقیہ کر کے خاندان سنی نامدار عالی تبار کو خارجی کہتا ہے کہ لوگ غلام اللہ
 بزرگ ہوا دین اور یہ دوسرے اعداء میں مسبا ہی کہ کر اور قریب سی سخت اہل بیت کی خلفاء
 اور جو اونکی پیرو ہیں بڑا کہنا شہد دہ کیا اور اندونز ایک ہفتا چند سوال و جواب بنا کر لکھ
 پر داز کی کہ سب لوگوں ہی قریب دیکر مہر میں کرائیں اور طہارت ان لوگوں کی میں جس کا کہ

کم دہشتی کر کے اور سکو چھو پایا اور میرہ بات فقہ لوگوں سے معلوم ہوے اور میں نے ایک
 محمد بن ظہر خلف الصدق شاہ احمد سعید صاحب کے ہیں اور اس میں جسکو سنگ و شبہ ہو اور
 جا کر تحقیق کرے اور زیادہ تر اسکی بی دینی اور خشت باطن کا حال ساکنان سیوان اور
 بد اوں کے لوگوں سے خوب معلوم ہوتا ہی الغرض یہاں تو مسلمانوں اس سے حد کر کے رہو کہ یہ
 رافضی ہے اور سنی کے مسئلہ بنا کر اپنی فریب میں لانا ہی اور یہو جیسا اس حدیث کی الدین
 اللعینہ تم سبکو مینی آکا کر دیا اگلی تم جانو تمہارا کام واسطی خدا کی ہمینی ملکو اطلاع کرو
 اور تعالیٰ سے مسلمانوں کو ایسی شیخان کے کراؤ فریب سے پناہ دی اخذ و عوانا ان الحما
 ملہ رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد و آلہ وسلم
 و احبابہ اجمعین شہد ہجیرے مقدسہ علیہ السلام کو طیلان

تجدول شناسن صفحات و سواوس

۱۲	چہا و سو	۳	مقدمہ
۹۱	ساتواں و سو	۱۲	پہلا و سو
۱۲۰	اٹھواں و سو	۵۱	دوسرا و سو
۳۳	توان و سو	۶۳	تیسرا و سو
۳۴	دسواں و سو	۶۵	چوتھا و سو
۱۵	خاتمہ	۶۶	پانچواں و سو